

خونخاک کا تختہ

سرخ تھپیڑی نمبر

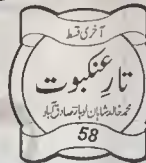
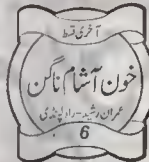
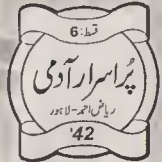
مئی 2012

PDFBOOKSFREE.PK

دلوں کو لرزادے والی
خونخاک اور سنسنی خیز کہانیاں

خونفک ڈائجسٹ اس شمارے کی جھلکیاں

خونفک ڈائجسٹ اس شمارے کی جھلکیاں



خونفک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ماحول، فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی سراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور نبوت یا سند کی بھی عداقتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خونفک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر رنگ و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے قیام یا نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔

خونفک ڈائجسٹ کی کسی کہانی، ماحول، فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی سراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور نبوت یا سند کی بھی عداقتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خونفک ڈائجسٹ میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر رنگ و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے قیام یا نام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔ کسی کاغذی بیرونی ادارہ یا جانشین ڈسٹرکٹ سروسز سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو۔

اک خواب کی تکمیل

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہمارے سب کے ہمدرد اور درو دل رکھنے والے ہمارے محسن شہزادہ عالمگیر اس دنیا میں نہیں رہے۔ وہ ایک ایسے انسان تھے جن کے دل میں انسانیت کے لئے بہت درد تھا اس درد کی وجہ سے ان کے دل میں کئی ایک خواہشات پیدا ہوئیں کہ غریب لوگوں کے لئے کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے انسانیت کو فائدہ ہو۔ ان خواہشات اور جذبات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے کئی پروجیکٹ سوچ رکھے تھے ان میں سے ایک پروجیکٹ ”یتیم بچوں کے لئے سکول“ کا قیام تھا۔ اس سکول کی تعمیر کے لئے انہوں نے ایک ماسٹر پلان تیار کیا ہوا تھا جس کو عملی جامہ پہنانے کا اللہ تعالیٰ نے انہیں موقع نہیں دیا۔ معزز تارکینِ اشہزادہ عالمگیر اس کے پروجیکٹ کو، اُن کے خواب کو تعمیر دینے کے لئے ہم اس سکول کی تعمیر شروع کرنا چاہتے ہیں تاکہ انسانیت کی فلاح اور لوگوں کو مفت علاج فراہم کیا جائے۔ اس پروجیکٹ کو ہم اکیلے کو عملی شکل نہیں دیتے سکتے اس میں آپ لوگوں کی مدد بھی ہمیں چاہئے۔ لہذا خیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ کئی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے دل کو مل کر مدد فرما کر ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ ”علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض ہے“ کی روشنی میں اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اللہ تعالیٰ اور اس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش کریں اور شہزادہ عالمگیر صاحب کے اس خواب کی تکمیل کر کے ان کی روح کو تسکین پہنچائیں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شہزادہ عالمگیر صاحب کو آخرت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین!

آپ اپنے عطیات درج ذیل اکاؤنٹ نمبر میں بھیج سکتے ہیں۔

شہزادہ امتش عالمگیر۔ اکاؤنٹ نمبر 00732002655732 سلک بینک

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 01

انعامات کی تفصیل

اول انعام : 50,000 روپے نقد

دوم انعام : 25,000 روپے نقد

سوم انعام : 10,000 روپے نقد

پزل کے سوالات کے جواب دیجئے اور انعام جیتئے۔

درج سوالات کے جواب ماننے دینے کے خانوں میں داخل کریں۔ تھوڑی سی کوشش کرنے سے آپ اس خوف کو کھلا کر جواب دے سکتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ کوپن بچھیں اور انعام حاصل کریں۔

حل تلاش کریں

ک	ب	ا	گ	ن	پ
ت	ھ	ن	م	ا	
ا	ل	آ	ن	م	
س			د	ی	

- 1- وہ خوفناک شکل دیکھ کر۔۔۔ رہا تھا۔
- 2- بچے کی بھانجی کا شکل دیکھ کر اسلم۔۔۔ گیا۔
- 3- دم لڑ پر پی نے بچے کی۔۔۔ کو پھانسی۔
- 4- بادشاہ نے خواب میں خوفناک۔۔۔ دیکھا۔
- 5- شہزادی جادو کر کی۔۔۔۔۔ سے بھاگ گئی۔

قواعد و ضوابط: (1) چار سوالات کے صحیح جواب ضروری ہیں۔ (2) ایک سے زیادہ صحیح حل والے کوپن موصول ہونے کی صورت میں بذریعہ قرعہ اندازی انعام نکالا جائے گا۔ (3) سب سے زیادہ ملے کوپن با ترتیب اول، دوم، سوم قرعہ اندازی میں شامل ہوں گے۔ (4) اصل کوپن کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے نہ کہ فوٹو کاپی یا تھمے کا کٹا ہوا (5) صحیح جواب ہمارے پاس موجود ہے دہی صورت میں تصدیق کیا جائے گا۔ (6) جھڑکی کا فیصلہ جلد اور آخری ہوگا اور قابلِ حاشیہ ہوگا۔

خوفناک ڈائجسٹ پزل نمبر 01

کوپن

پزل کے سوالات کے جوابات تلاش کر کے اس کوپن پر لکھ کر کٹ کر ہمراہ قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ارسال کریں۔ سب سے زیادہ کوپن والے امیدوار کو قرعہ اندازی میں شامل کیا جائے گا۔

- 1- _____
 - 2- _____
 - 3- _____
 - 4- _____
 - 5- _____
- نام: _____ شناختی کارڈ نمبر: _____
- فون نمبر: _____

خون آشام ناگن

--- تحریر۔ عمران رشید۔ راولپنڈی۔ آخری قسط۔ ---

عدل نے کہا ہم سب بے موت مارے جائیں گے مگر بولا یاہو سب یہاں کہاں سے آگیا ہے یا سر نے بچہ فاطمہ پر ہز رنگ لیکھا نہ کو کنڈلی مارے ہوئے دیکھا تو اس کے قریب آیا وہ یاہو کے پاؤں سے لپٹ گیا تھا یاہو کو یہ سمجھنے میں بالکل بھی دیر نہ لگی تھی کہ یہ ناگ راج ہے وہی۔ یہ ہراہو آؤ یہ سانپ ہمارا دشمن نہیں ہے یہ ناگ راج ہے۔ کیا۔ کبھی ایک دوسرے کی طرف ہز آنکھوں سے دیکھنے لگے کیونکہ ان کے چہرے کا لے سیاہ تھے اس لیے وہ صرف باتوں سے ہی ایک دوسرے سے مخاطب تھے پھر عدل ناگ راج کے پاس آکر اس کے جسم سے کیلے اس غلطی مالا کے دھاکے کو دیکھ کر حیران رہ گیا مگر میر نے کہا تھی میں کہوں جب وہ پرندہ مجھے اٹھا کر اوپر لے جا رہا تھا تو یہ میری ناگ سے کیوں لپٹ گیا تھا اب سمجھ آئی یاہو بولا انگ راج۔ ناگ راج تم یہاں تک کیسے آئے اس طرح پیچھے ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا ناگ راج منزل ہمارے سامنے ہے اور ہمیں صرف وہ چاہیے جو اس دروازے کو کھول سکتی ہے کیونکہ اس پہاڑی دہان والی دیوار کے دوسری جانب وہ مجسمہ ہوگا جو میں لے کر جانا ہے ناگ راج جلدی سے ہتھو کر دو صرف تم یہ کام کر سکتے ہو جانتے ہو اگر تم نا کام رہے تو پھر ہم سب کی موت یقینی ہوگی یہی سن کر ناگ راج اپنا چہرہ چوڑا کرتے ہوئے اس چٹان کو دیکھنے لگا جو دیوار کی طرح تھی ہوئی تھی اور یہ دروازہ جس پر کھوپڑیاں لگی ہوئی پڑیاں تھیں اسے توڑائیں جاسکتا تھا۔ ناگ راج سنگار چٹانوں میں سے سوراخ تلاش کرنے کی جدوجہد کرنے لگا پھر اسے ایک تنگ سوراخ نظر آیا جس میں سے وہ بڑی مشکل سے داخل ہوا سبھی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے پھر وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا عدل بولا مجھے نہیں لگتا ہم زندہ سلامت اس ناگن کی شیطانی دنیا سے واپس اپنی دنیا میں جاسکیں گے وہی بولا بھیا اسی ہی گناہ سے ناگ راج ہماری خاطر خود موت سے مقابلہ کرنے گیا ہے وہ ضرور کامیاب ہونے کا وہ نہیں پریشانہ کرنا ناگ راج کا انتظار کرنے لگے۔ ایک منٹ بھی خیر اور خوفناک کہانی۔

اس وقت کبھی ڈاکٹر ڈیو کے دروازے میں کھڑے تھے جیسے ہی عدل اپنے ساتھی ڈاکٹر ڈے کے ہمراہ وارد میں داخل ہوا تو ایک نرس بولی سر یہ راتوں رات ایسا کون سا کرشمہ ہو گیا جس سے بچوں کا بخار ختم تو نہیں ہوا مگر بہت کم ہو گیا شاید بولی یہ ہمارا کرشمہ نہیں بلکہ ناگ راج کا کرشمہ ہے جس سے بچوں کی جان بچانی اور موت کے منہ سے باہر نکالا ڈاکٹر راج بولا سر یہ طلسمی مالا ہمارے لیے بہت اہم ہے ہم تو سوچ کی نہیں سکتے تھے کہ جس لگان کے منہ سے بڑے سے بڑا انجکشن نہیں کر سکا لیکن یہ مالا کر دکھائے گی انجکشن لے گا ہر امیٹش باوا کوس طلسمی مالا کے بارے میں ہمیں فوراً اطلاع کرنی ہوئی عدل بولا وہ دو تین دن تک واپس آجائے گا اب میں دیکھتا ہوں وہ خوفناک نائن کیسے بے گناہ انسانوں کی جان بچتی ہے عدل کے تینوں بچے بھی یہ سب باتیں ان رہے تھے مگر عکاش بولی پاپا آپ اس نائن کو زندہ نہیں چھوڑنا آج ہماری یہ حالت اسی کی وجہ سے ہوئی ہے۔

شبانہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اسے پیار کرتے ہوئے بولی عکاش جی اب تمہیں فکر کرنے کی کوئی

ضرورت نہیں ہے ہم سب مل کر اس ننگان کے مقابلہ کریں گے عدیل نے کہا فرخان کل رات کسی کا خون دو تین ہوا سرالٹھ کا کھر ہے آج کوئی ڈیڈ یا نہیں آئی روز نہ ہرج اب پائل بعد میں آئے تھے ڈیڈ یا ڈیڈ پہلے سے آپ کی منتظر رہی کی ڈاکٹر شاہیونی سر کھر ہے ایک بہت برا پرانہ قتل ہو کر اب اس انسان کی تلاش بھی بہت ضروری ہے جو اس دائری کے مطابق خون نگان کو قتل کر سکے عدیل نے کہا اللہ نے چاہا تو اس کا بھی جلد ہی پتہ چل جائے گا اس خون کی تمام تر حقیقت ہمارے سامنے آ چکی ہے اور سارا معاملہ آپ سب مساحیوں کے علم میں آ چکا ہے اب نہیں صرف دقت کا انتظار ہے دعا کیجئے وہ انسان کی بھی طرح ہم تک پہنچنے کی کوشش میں کامیاب ہو جائے وہ نہ گن بہت ہوشیار اور چالاک ہے ہو سکتا ہے وہ اس شخص کی جان لینے کی بھی کوشش کرے کیونکہ اس دائری میں ناگن کی تمام تر طاقتوں کا دورہ دار اس تالاب کی گہرائیوں میں چھپے اس راز ہے جو اس انسان کی موت کے بعد ایک قاتل کی شکل میں ہمارے سامنے آ سکتا ہے عدیل کی یہ بات سن کر بھی ڈاکٹر نے چہروں پر ایک لمحے کے لیے خوف ڈار اور دہشت کی کیفیت نمایاں ہونے لگی تھے عدیل نے واضح صحت کر لیا تھا پر وہ اس سے بولا۔

آپ سب سامنے یقیناً میری یہ بات سن کر پریشان ہوئے ہیں لیکن آپ کو سن یقین ہے کہ سکتا ہوں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاش بھی نہیں ملے گی میں اسے والی جانے کی چھوٹی چھوٹی رات سے پہلے پہلے اس انسان کا اپنے ساتھ ساتھ لے گیا تھا وہ کجا ہوا اس ناگن کا مرکز ہے میں شام کو اس کے غلاتے میں مل کر رہا ہوں وہ پڑا ہوا تھا جہاں ایک ناگن کی شیطانی طاقت کا سکن ہے بہت دقت آئی ہے پھر اکتھے ہوئے اور گاڈاؤن مل اختیار کریں گے اب ڈاکٹر اور دام سے بھی ڈاکٹر واپس جا شام شروع ہو گئے صرف عدیل اور صابر تھے عدیل نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس رات میں آپ گھر جا کر ٹھیکہ لائی کو لے آئیں صابر کیوں نہیں دیکھا میں پائل میں ڈیڈی دے رہا ہوں امید ہے کہ جانی ہے وہ ناگن یہاں کی کو نقصان نہیں پہنچائے گی اب تم بے فکر ہو کر گھر جا سکتے ہو بچے کل تک ڈسچارج ہو کر واپس آ جاؤ گے میں خود دیکھوں گے کہ اسے ساتھ آؤں گا مادہ بولا ما جان اب ہمارے پاس ہیں ناں دیکھیں ہمارا بیمار کیوں ہو گیا ہے آپ گھر جا کر ناگن راج کی حفاظت کریں وہ کیا ہو گیا ہے اسے بجا کر تھے ہوئے کہا جیسا نہیں ہے بہادر جان گھر پر یہ ناگن راجی جان ہیں وہ کہہ کر ناگن کی دیکھ کر بول گیا تھا جسے میں نے بجا کر تھے ہوئے کہا جیسا نہیں ہے بہادر جان میں نے لیا ما ناگن ناگن راج سے بہت بجا کر تھے ہیں اب میں شام شروع ہو جائے گی یہ بجا کر تھے ہوئے میں اب گھر جا رہا ہوں اور اس کے اللہ حفاظت میں ہے باجھ ملا کر اور اس کے گلاب سے مبارک عدیل وادے سے باہر آ گئے تھے صابر عدیل آپ کو جس انسان کی تلاش ہے مجھے ضرور بتائیے میں اس سے متا پناہتی ہوں وہ بالکل ہو ہو میرے بھائی کی شکل جیسا انسان ہے میں اسے صرف ایک بار دیکھ لینا چاہتی ہوں صابر نے کہا کہ گھر جا رہا ہے جس میں اس سے کوئی رابطہ ہوا تو مجھیں ضرور بتا دو گا دے آجے تک اسے اپنے بھائی کا چہرہ نہیں بھول جائی ہو عدیل مجھے اپنے ایک یاد ہے جب اپنے بھائی کا لٹکا ہوا سرد دیکھا تھا وہ جی باپا کے ساتھ شام گھر کی پڑا ہوں میں گیا تھا شاید ای ناگن سے مقابلہ کرنے گیا تھا مگر موئے موت کے اسے کچھ خاص نہیں ہوا اور نہ اسے سناں بعد اس انسان کی تصویر ڈائری میں کوئی دیکھ میں یہ خیال مجھ سے بڑھتا ہے لگا ہے بہت دیکھو وہ کون ہے کہاں رہتا ہے عدیل ہو سکتا ہے وہ بھی ناگن کے کچھتے میں گرفتار ہو۔

عدیل نے صابر کی بات سن کر ہاں میں گردن پائی اور بولا لیکن یہ ایسا ہو کیونکہ وہ ناگن جانتی ہے اس انسان کا زندہ رہتا ہی اس کے کراتے کی سب سے بڑی رکاوٹ اور لٹکا ہوا ہے اس کی تک تو اسے اپنی تصویر کے بارے میں شاید معلوم ہو چکا ہو کچھ دیکھو وہ کسی نہ کسی سے رابطہ کرے گا سوچے گا میرا خیال تو یہی ہے وہ دے وہ ڈاکٹر ہمارے لیے بہت اہم ہے جس رشت ثابت ہوئی کہ وہ ملتی تو آج میں اس خون آشام ناگن کی حقیقت کا اندازہ ہی نہ ہوتا کہ وہ

کس قدر خوفناک شیطانی کھیل ہے گناہ انسانوں سے کھیل رہی ہے اجماع عدیل میں جاری ہوں کی باہر کا ڈی میں انتظار کر رہا ہو گا اب سادہ سادہ چلیں گی جبکہ عدیل بھی راز نہ کرے گا کہ اسے میں کچھ چاہتا تھا میں مریض پہلے سے اس کے منتظر تھے اب وہ انہیں دیکھنے کے لیے معروف نظر آ رہا تھا۔

ناگ دیوتا آپ کی طبیعت کیسے رہا میں میں بالکل ٹھیک ہوں خدا نے بڑا کر کیا ہے بڑا سا کھانا کھا چکا ہوا ہے مگر یہ بتاؤ کہ تم اپنا نقش چھوڑ کر اس طرح اسطی واپس کیوں چلے آئے راضی چندر مٹی جو کی باپا نے کہا ناگ دیوتا میں آپ کا شکر ادا کر رہا ہوں آپ ہمارے یہاں استاد ہیں اور میرے استاد کو کوئی تکلیف ہو پریشانی ہو یہ مجھے سے دیکھی نہیں جانی میں نے آپ سے وہی لیا تھا کہ جب تک اس خون آشام ناگن کا خاتمہ نہیں کر دیتا آپ کے پاس نہیں آؤں گا مگر حالات نے مجھے آپ کے پاس آنے پر مجبور کر دیا تھا ناگ دیوتا میں اپنے دوست پر کاٹش سے ملتا تھا وہ بھی آپ سے ملنے کے لیے تباہ ہے مگر ناگن کی کی وجہ سے وہ آپ کو نہیں لے آ سکا تو شاید آپ کی فخری نہیں ہوگی کہ آپ اس وقت باپٹل میں ہیں لیکن میں پر کاٹش سے مل کر لی واپس لکنا جاؤں گا مجھے تو حیرت ہو رہی ہے یہاں آپ کے پاس کوئی بھی نہیں ہے میں پر کاٹش کی ڈیڈی لگتا ہوں وہ شام کو رہتا ہے لیکن جب تک آپ صحت مند نہیں ہو جاتے اسے یہاں رہنا ہو گا میں کل ہی بنگلو کے لیے روانہ ہوتا ہوں اسے نہیں نہیں راضی ہے وہاں اپنا کام کرنے لگے وہ بھی تہماری طرح کسی ایک جگہ کسی دوری جگہ ہوتا ہے یہاں کی تلاش میں نہیں لگا ہوا گا ناگ دیوتا وہ جہاں بھی ہو گا میں اسے آپ کے پاس لے کر آؤں گا بنگلو میں وہ جگہ میں نے دیکھی ہے جہاں پر کاٹش اپنے ساتھی کے ساتھ رہتا ہے بنگلو نہ ہوا تو پھر شام گھر ہی وہ مجھے لے گا مجھے اجازت دیجئے ٹھیک ہے راضی یہاں ڈاکٹر زمری دیکھ بھال کر رہے ہیں وہ تم پر کاٹش کو بچھڑنے کی روک تھام کریں گے۔

اور تباہ کیسے ہو سکتا ہے ناگ دیوتا میں پر کاٹش کو لے کر آپ کے پاس دو دن میں پہنچ رہا ہوں اب راضی ناگ دیوتا حرم تھا تھے سے مل کر باپٹل سے باہر آ گیا اس کا رخ اب ریلوے اسٹیشن کی جانب تھا وہ ٹکٹ لے کر شام ایکسپریس کے ذریعے بنگلو روانہ ہو گیا جس نے آج ہی اسے سارے چار بچے بنگلو ریلوے اسٹیشن پہنچا دیا اب وہی راستوں سڑکوں سے ٹوکر پیر لے کر آئے ہیں میں کچھ سن کر کی مسافت کے بعد ایک لمحے گھر کیسے کھڑا تھا جہاں اس کو امیدی پر کاٹش یہاں پر ہی شہر اور تھا دروازے پر دو تین بار دستک دے کر راضی چھپے ہٹ گیا لیکن میں کل سنا تھا چھاپا اور تھا راضی کو دروازے کی طرف قتل کرنے کا چاہ وہ خود پریشانی دینے کی چڑھ رہی ہے دروازہ کھلا تو سامنے ایک ایک دوست کو دیکھ کر کچھ پریشان ہوا اس کے چہرے پر کچھ مسکراہٹ ابھرنی لگی مہاراج آئے۔ آئے آئے آپ یہاں۔۔۔ یہاں صبح آج اس دقت اور یہ بیگ آپ کے قدموں پر پڑا ہے ظاہر ہے آپ اپنے خود شام گھر سے واپس آئے آ رہے ہیں راضی نے مسکراتے ہوئے کہا بالکل درست اندازہ لگایا ہے تم نے۔ میں دہلی سے سی آ رہا ہوں مہاراج ہمارے ناگ دیوتا کیسے ہیں میں ابھی سے مل کر آ رہا ہوں وہ ہاتھ میں ہیں پر کاٹش تمہارے پاس شہر اور ہوا سارے واہ۔ مہاراج آپ واپسی مہان گرو ہیں اتنا تو میں جانتا ہوں کہ آپ ہند آکھوں سے سناں کی موجودگی کا اندازہ لگاتے ہیں تو تمہیں اور درنگی ہے پر کاٹش تمہارا میرے ہی کرے۔ میں سے سو رہا ہے میری رات کو کافی دیر سے سوئے ہیں اب آندرا آئیے باہر کیوں کر تے ہیں اب راضی اندر کر تے چلا گیا اور بولا میں ابھی آرام کر رہا ہوں پر کاٹش نے اسے ملتا تھا سو کے اٹھ کر رہو اب راضی دوسرے کمرے میں سفر کی تھکا دت سے بچ رہا ہو کر جلدی شینڈی واپس میں ہو گیا۔ پر کاٹش صبح کیارہ بچے کو گھر آھا تو اس کے دوست روئی تمہارے بتا رہا تھا راضی چندر صبح کو بنگلو پہنچا ہے پر کاٹش کو بڑی حیرت ہوئی اور بولا مہاراج نے اچانک بنگلو آئے کا پروگرام کیسے سوچا تو وہ بولا۔

کہیں وہ رامیش کے گلے لگ کر رہے لگا تو رامیش نے کہا کہ اگر تک پرکاش کا جسم ہی حالت میں رہا تو بھگتیا کی اور سانپ کا کام ہے لیکن اگر۔۔۔ گر کیا پرکاش کے دوست نے رامیش کی طرف دیکھ کر سوال کر لیا تو رامیش بولا کہ پرکاش کا جسم بڑا کاڈا حاتھ میں لیا تو پرکاش کی یاد میں جان لینا کہ وہ ناگن میاں آئی ہے کیونکہ پرکاش کے آخری الفاظ یہی تھے جو اس نے زبان سے نکلے تھے۔

اگلے دن صبح ہی رامیش اور پرکاش کا وہ دوست دوی مار کر سرے کے اندر پرکاش کا ڈھانچہ دیکھ کر اپنی آنکھوں میں آنسو لیے کھڑے تھے دوی مار سکتے ہوئے روئے جا رہا تھا مہاراج پرکاش نہیں اٹھے چھوڑ کر چلایا اس ناگن نے اسے بھی جان سے مار دیا آپٹھک کپڑے تھے مہاراج۔۔۔ آپ صبح کپڑے تھے دوی مار کر رامیش کے گلے لگ کر مسلسل روئے جا رہا تھا پھر رامیش بولا دوی مار کر اپنے آپ کو سفیلا پرکاش کی موت میں دھوکے کے لیے بہت بڑا صدمہ بردار اس کی موت سے بہت جا رہا تھا لگے میرے دل کو میں ناگ دیو سے دندہ کر کے آیا تھا پرکاش کو ساتھ لے کر آیا کہ کمرٹھے کیا پڑھا وہ نہ دینا آئے گا۔

آہ۔۔۔ رامیش چندر بھی بے اختیار آنکھوں میں آنسو لیے ایک طرف دیوار دیکھا جاکے گلے کیا ان دونوں کو حوصلہ دینے والا اس وقت کوئی بھی نہیں تھا ایک گھر سے دوست کی موت اور بدلتی آہیں تڑپاری سی شام کو سورج غروب ہونے سے قبل پرکاش کی اسی کو چٹا کر لگا کر لائی جا چکی تھی آسمان سے باتیں کرتے ہوئے آگ کے شعلے چٹان چٹان کی آوازیں پیدا کر رہے تھے پرکاش کی جاتی کو چٹا رہا رامیش چندر سے کبھی کسی کی میرا لگو میری آتما کو شافی بھی ملے گی جب اس ناگن کا خاتمہ ہو گا مہاراج اس ناگ کو نہ نہیں چھوڑنا اس کو زندہ نہیں چھوڑنا رامیش کو اپنے دل و جان سے یہ آوازیں اپنے کانوں میں اترتی تھیں وہیں سے نہیں بولے تھیں پرکاش کی آتما اس رامیش کو اپنے دل و جان سے یہ آوازیں اپنے کانوں میں اترتی تھیں وہیں سے نہیں بولے تھیں پرکاش کی آتما اس موت کا بدلہ اتارنے کا چاہتے تھے کہ وہی کوئی دیکھ کر پرکاش کی جاتا کو بھلے ہوئے دیکھتے رہے پھر اس کی راہ کھڑی ہوئے تب تک کچھ دیر انتظار کیا اور پینڈت سے کہا اس کی راہ کو کسی کی پوچھ لی میں ڈال کر پرکاش کے گھر لے آئے اب وہ دونوں شیشاں گھاٹ سے واپس کھڑا آچکے تھے سوچے ہوئے میں کبھی میری باتی جب وہ پینڈت پرکاش کے کھرکھٹا کیجاں کچھ لوگ پہلے سے موجود تھے اور سفید لباس پہن کر کھا تھا کسی کے پیچھے اترے ہوئے تھے پرکاش کے جدا ہونے کا بھی کوئی تھا ان میں کبھی ایسی بھی تھی جن پر پرکاش کی کئی احسان تھے کیونکہ پرکاش پیڑ سے کوئی لوگ جانتے جانتے گھر سے بھی پرکاش کے کچھ دوست عزیز دوستوں کی تھیں ان سے بھی پرکاش نے رامیش کو کہا تھا اس وقت وہ پستی موجود تھیں جس میں پرکاش کی راہ کھنچ گئی تھی اسنے میں بھی لوگ ان سے کھڑے ہو کر کھٹکے والے انداز میں کھڑے ہو کر بولے ناگ دیوتا کی ہے ہو ناگ دیوتا کی ہے ہو۔۔۔ رامیش چندر نے جیسے ہی دروازے کی طرف دیکھا تو وہ حیرت زدہ ہو کر کہہ گیا کیونکہ ناگ دیوتا تھا وہ خود اپنے قدموں سے کھڑا تھا جبکہ اس کے دائیں بائیں دو دھام کھڑے تھے رامیش تین قدموں سے آگے بڑھ کر ناگ دیوتا بن گیا۔

مہاراج۔۔۔ مہاراج۔۔۔ آپ بیان۔۔۔ یہاں اس وقت رامیش کھڑے پرکاش کی موت کا جیسے ہی علم ہوا تو راجا آیا ڈاکڑ نے مجھے جانے سے منع کر دیا تھے لیکن مجھ سے ربا نہیں کیا پرکاش کی اچھا اور ملتا راسا ان تھا اس کے ساتھ ساتھ ایک علم والا پیرا بھی تھا آج وہ ہمارے درمیان نہیں رہا بلکہ اس کا شامہ ناگن کی ہی خون آگیا جس نے میرے پیارے دوست پرکاش اپنے آس پاس تھا ناگ دیوتا وہ سانپ نہیں تھا ناگن کی ہی خون آگیا جس نے میرے پیارے دوست پرکاش کی رگوں میں شیشاں زہر ڈال دیا لیکن آپ چننا مت کریں اس کی آخری رسومات ادا ہو چکی ہیں اب پرکاش کی راہ اس چوٹی کی پوچھ لی میں سے مہاراج ہم اس پوچھ کو دینی میں ہوتا ہے جس سے زیادہ دیکھ کر کھا ہمارے دھرم کی تو ہیں ہیں رامیش نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو جاؤ لے جاؤ سے رامیش نے نہ وہ دم آنکھوں سے وہ پوچھ کی تو شخص کو جی

پرکاش کا عزیز تھا اور شامہ گھر سے آیا تھا اب کچھ لوگ پوچھ کے مراد واپس چلے گئے اب صرف رامیش چندر دوی کا ناگ دیوتا دھرم تھا وہ اور دوی کا رہتے تھے رامیش نے ناگ دیوتا کے پاس جا کر کہا ناگ دیوتا میں واپس جانے کی اجازت چاہوں گا مجھے ڈاکٹر عدیل سے ملنا بھی ہے اور اس انسان کی تلاش بھی کرنی ہے یہ کام آپ جانتے ہیں آئے والی جاننے چڑھیں رات سے پہلے پہلے کر رہے اور ہمارے پاس ان کی ہمت کے ٹھیکے رہے رامیش جا رہا اچھا میں میں چلتا ہوں میں بہت جلد پھر آؤں گا تو اس سے ملاقات ہوگی اب رامیش جانے لگا تو دوی کا کار بولا مہاراج آپ کا انتظار کروں گا اب رامیش چندر پانچ پانچ گھنٹے سے لٹکے رہے لیٹے لیٹے ان کی طرف رخ کر چکا تھا وہ موکر بہ لپڑا سڑے کر کے احمد آباد پہنچا تھا چنانچہ اس لیے ٹکٹ کے سفر میں سو اور ہو گیا جو کچھ یہ بعد جانے کے لیے تیار تھی۔



اسے یاسر میاں یہ بتاؤ واپس تک تک ہوئی یاسر نے بیگ کی زب: بڑھ کر تے ہوئے کہا ساری اہل نہیں کہہ سکتا میری احمد آباد کی فضا ہے وہ ان پتھ کر جوگی بابا سے کہی کر سوجن گا کھٹے کب واپس آتا ہے مجھے لگتا ہے اس اس ناگن سے وہی پھٹکا رادالائیکس کے اتحاد کر یا سرائیا ایک بیگ ہاتھ میں بکڑے سے تیر پوٹ کی طرف روانہ ہو گیا کیونکہ کار وہ بجے اس کی فضا میں کھڑے ہوئی یاسر کو دیکھنے کے لیے احمد آباد پہنچ چکا تھا صاب سے پہلے وہ سیدو قربان سار کی جہاں انگریزوں کی قبرستان کو لے گیا یہ شاید بامیہ کا سامنا کرنا پڑا ہے جیسے جیت ہے بہ اختر صاحب کی قبر کہاں ہو سکتی ہے ایک اس کے کندھے پر کسی نے اپنا ہاتھ رکھا تو اس کے پلٹ کر عجیب کی جانب دیکھا تو بولا آ۔۔۔ آپ کون ہیں میں اس قبرستان کا گورنر ہوں لیکن آپ کا پیو میرے اس قبرستان میں ہے بیگ اپنے ہاتھ میں اٹھائے کیوں پھر ہے ہیں میں اس کی وجہ جان سکتا ہوں میرا ایک دوست تھا جسے کچھ عرصہ پہلے کی گئے تھے اس کی لیا اس کی قبر تلاش کر رہا تھا گورنر بولا اسے میری لگتا ہے کہ تم شاید اس قبر میں پہلے جا رہے ہو میں اس ناگن کی حقیقت کا اندازہ نہیں ہے ابھی مجھے باپ جاننے چڑھیں رات کو میری دھماکے سے خود بخود پھٹ گئیں میں اور وہ ڈھاسا قبر سے نکل کر غائب ہو گئے تھے جنہیں آج تک کبھی نہ دیکھا میں اس سلسلہ میں آپ کو ڈاکٹر عدیل صاحب کی یاد دہرے طور پر بتا دیتا ہوں ناگن سے بارہا میں بہت اہم معلومات حاصل ہوئی ہیں یا سیر کو یہ سن کر بہت ہی حیرت میں تھا اور بولا کیا میں جان سکتا ہوں کہ یہ ڈاکٹر عدیل صاحب رہے کہاں ہیں کیونکہ میں نے سیر کی تصویر پیریڈز پرنٹ کے ذریعے پرچہ لپٹائی ہے اس کے نیچے ڈاکٹر عدیل کے نام سے فائل درج تھی جیسے اسے میری تلاش ہے میں اسے آج ہی ملوں گا گلہ بڑے۔ اتنا کہتے ہی یاسر قربان سے باہر نکل گیا۔ اور ایک منٹ میں جھٹ کرٹی باہر نکل گیا۔ کاؤنٹر پر لپڈ کی ڈاکٹر موجود تھی اس نے یاسر کو پہنچا دیا تھا۔

بولی تھی۔۔۔ آپ کو کسی کو ملنا ہے مجھے ڈاکٹر عدیل سے ملنا ہے سر وہ تو اس وقت باہر گئے ہیں آج صبح کو تو دوی کے لیے ڈاکٹر شانت کے ساتھ تھے اس کے سر جھکوا دیکھنے کے لیے شاید مجھے ہیں کوئی مجھ سے تھا اچھا جیسے اب یاسر گریڈر نہیں مل سکتا ہے جی ہاں سر۔۔۔ یہ کیجیے اس کے گھر کاؤنٹر لکھ کر یا سیر کی دیکھنا ڈاکٹر صاحب یاسر بندرہ میں صحت کے ستر کے بعد مختلف راستوں شاہراہوں میں روکوں سے ڈر کر ایک کھلی میں پہنچ گیا لیکن اسے کو فاراں کر کے اس مکان کو حیرت سے دیکھنے لگا اندر سے بچوں کے شور چوڑے کی آوازیں آ رہی تھیں یاسر نے اپنے دل میں سوچا یہ جگہ جانی پہچانی کی ہے شاید میں پہلے کی میاں آیا ہوں اس نے دروازے پر دیوار دیکھا تو کھلی میں پر لکھا جانی تو ایک لمبے کے لیے ہاتھ پیچھے لپٹا لیکن پھر ہر کرتے ہوئے میں بھادی۔ تینوں بچے دروازے کی طرف دیکھنے لگے حماد بولا کاش دروازہ کھول دیکھ لوں گے۔ نہیں بھائی تم یہ کھینچو نہ یہ گیند عکاش کی طرف پھینکی اور بولا میں خود ہی جا کر دیکھتا ہوں اب نوید نے جیسے ہی کیٹ کا پٹ کھولا تو سامنے ہی یاسر کو دیکھ کر خوشی سے بولا میں

کے ہاتھ سے نیچے اتر کر دودھ کے پیالے کے پاس آگیا اب راج دودھ پینے میں مصروف تھا اسی میں سرخیلہ بھی آگئی تو کسی نے یاسر کا تعارف کر دیا یاسر نے یاسر کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا یاسر بیٹے پر ہونا خالہ آج میں نے اپنی بہن سب سے مل کر بہت زیادہ خوشی محسوس کی تو سمجھا تھا کہ اب صاحبہ مجھے کب تک مل سکی کر قدرت نے کسی نیچے سے موز پر لگا کر آکر میرے دم و نگاہ میں بھی نہ تھا وہی بنیاد پر خوشحال رہا جتنا خالہ جان کسی بات کرتی ہیں یہ میرا اپنا ہی گھر ہے آپ سب نے سب کا خانا خیال رکھا مجھے اس بات کی خوشی ہے بھائی یہ شغل اثر بہت کر دیکر عیادور بناؤ کیا سارے۔

یاسر بولا صاحبہ شادی کے بعد بالکل نہیں بدلی میں نے تو بہت سے خواب سوچ رکھے تھے میں تمہیں خود اپنے ہاتھوں سے دھست کرنا چاہتا تھا تمہیں منجھ رہا جانا چاہتا اور بہت سے ارمان میرے دل میں تھے بسما مجھے منجھ کر جاہل چکی ہے میں، سسکوں میں زور جاری ہوں میرے سر پہ بھی وہ ہیں بڑے درجے ہیں کیا بڑی درستی کہ بے یاسر حیرت سے چونکتے ہوئے بولا صاحبہ کیا جب حاد پیدا ہوا تھا تو یہ مشکل جواب کی گئی وہ میری عزیز خالہ دیکر نہیں کہیں کسی کی یاسر یہ کچھ خاموش ہو گیا اور بولا کہ میں بے سب کچھ سے چلا صاحبہ نے کہا میں نے وہ تصویریں دیکھیں ہیں میں تو بھی کبھی تمہاری شکل کا دوسرا کوئی انسان ہو گیا لیکن جب تم سے ماضی کی وہ داستان سنئی تو یقیناً اوی کے یہ سبیا اس رات آپ وہاں سے کیسے گئے صاحبہ اس کی مالا نے بتایا تھا مجھے یہ چاہیے وہ کہ کن زندہ ہے جو بے گناہ انسانوں کے خون کی پیاسی ہوئی ہے اور راجیش چندری خلاص ہے اس کی جو بی بی جوتی سے تیرہ سال قبل شام گھر کے اس جنگل میں بننے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

بسما۔۔۔ راجیش چندر کا نام تو میں نے بھی عدیل سے سنا تھا مگر کی روڑ سے وہ نہ جانے کہاں غائب ہے کیا مطلب ہے۔۔۔ باتوں کا یہ وہ بچہ نہ پیلے عدیل سے باہر ملے تھے مگر آج نہ جانے کہاں ہیں کون کھول نہیں سہا کیا وہی تان ہے جس نے تیرہ سال پہلے بولے باپ کی جان لی گئی تھی بسبیا انہیں ناگن نے تو نہیں ڈاس تھا باپ میں جانتا ہوں انہیں تو خبر نہیں تھی کہ جس شخص کو ناگن نے ڈسا تھا اس کے جسم سے زہر چوس کر ہارنگر بنا دیا گیا تھا اور بدلے میں انہیں کبھی ہی موت ملی تھی جو میرے دوست کو اپنی بھیلی بھائی تان سے بیکار چاندنی چودھری رات کو صرف آپ ہی اسے ختم کر سکتے ہیں صاحبہ تم سے وعدہ کرتا ہوں اس تان کی ہر تکلیف کچھ کر اس کا خاتمہ کیا جائے ویسے تو ناگن سے مگر وہ طعنی لا مارا میں ہمارے لیے بہت قیمتی ذریعہ ہے بسبیا میں آپ کے ساتھ وہاں عدیل عدیل خود آپ کی ہی شکل لیں کہ بے پریشان سے بیٹھیں آپ کے ساتھ وہاں جاؤں گی عدیل تھا وہ آپ کی بی بی تانیں سب سے پریشان تھے صاحبہ مجھے وہ ڈانری دکھا سکتی ہیں بسبیا اب یاسر صاحبہ کے میں آئی تو بولا وہ بہت خوبصورت جنگل کی وہ دھڑل جانے الماری کھول کر وہ ڈانری یا اس کر دی تو یاں بولا راکش کو بھی ایک نہیں بھولا ہوں بنیاد پر نہیں نے ڈانری کب سے لکھنا شروع کی بسبیا یہ تو میں خود نہیں جانتی آپ کو یاد ہے ناں جب پہلے دن ہم اس مکان میں آئے تھے اب ہم ضرور گئے تھے مگر یہ ڈانری اس مکان سے کیسے گئی بسبیا عدیل کا ایک دوست ڈاکٹر ہے ڈاکٹر نہیں وہ پہچانتے ہیں سے انداز تھا جس کو بی بی سے وہ دھاتھا اس کا نام راجیش چندر تھا سے بھی عدیل تلاش کی سب اب تو مجھے جوگی بابا سے ملنے کی تسلی دل میں زور پکڑتی جا رہی ہے میں جانتا ہوں سر نے سے پہلے ناگر راج کون سے محلے لکھیں بسبیا کیا محنت موجنا صاحبہ نے یاسر کے گیت پر ہاتھ دیا اور اس سے لپٹ کر بسبیا ایک بار آپ کو میں نے کھوایا تھا اب دوبارہ وہ کھونا چاہتی اب اپنی زبان پر کبھی ایسا کیا باتیں مت لائے گا سب نے اپنی بات ختم کی تو میرے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کدے اور بولا میں کب نہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اچھا یہ بتاؤ اگر ناگ راج کو اس جوگی بابا کے حوالے کر دوں تو تمہیں اعزاز تو نہیں ہو گا بھچھوچ کر بولی۔

بہا۔۔۔ بچے ناگ راج سے بہت پیار کرتے ہیں ان کا ناگ راج کے بغیر گھر میں دل نہیں لگتا ناگ راج حقیقت میں بڑی صحت طاقتوں کا گھر ہے ایک بار اس کے سیر کے بیٹے کی جان بچائی گئی تیرہ عدیل کا خاص دوست ہے اس کے دو بچے ہیں ایک بارنٹ بل کلیر رہے تھے شاید کسی راک میں گئے ہوتے تھیں ناگ راج نے بڑی بھرتی مت دچلائی اس کی جان بچائی میرے جنمیں کن کن لوٹاؤں کی وہ تمہاری یاد ہو گا بلکہ ہو سکتا ہے تم سے بڑا ہوا پیے اتنا عرصہ دیت میں دفن رہے اور زندہ ہو کر بالکل آئے جنمیں کوئی تیرا ہی محسوس نہیں ہوئی اپنا بسما۔۔۔ تیرا ہی تو ضرور ہوئی میں نے تو سوچا کی تمہاری کب تیرہ سال بعد کی گئی کہ میں دن میں وہاں کا سے میری خوشی کی سمجھو یاں اس طعنی مالا کا شہرہ ہو گا راج نے میں وقت پر دیت سے نکال کر میرے ہاتھوں میں تمہاری نہیں تو آج میری بھی بی بیان جنمیں بھی گئی اور میرا دیرا چاہتا ہے کہ میں کلر کرنا چھوڑ دوں چکا ہو گا کہ راج کے دربار سے یہاں انسانوں کی سلطنت ہو جائے گی سلطنت ہو جائے گی زندہ انسان اور دودھ رنگ نام نہاں کی دکھائی نہ دے گا ہوتا قدرت نے تم کو مجھ سے بلکہ اتنا خود بخود میں لکھا ہوں کہ وہی کر رہا ہے صاحبہ بسبیا اب یہ نیچے کرے میں چلتے ہیں بچوں کا کرہ آپ کو دکھائی ہوں اب یاسر صاحبہ کے ساتھ نیچے بیٹھیں یہاں اتر کر کچھ لے کرے میں آچکا تھا۔



ڈاکٹر عدیل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ضروری منیجنگ میں مصروف تھا بھی ڈاکٹر زکیم بڑے کمرے میں اکیلے بیٹھ ہوئے تھے عدیل نے بات چیت کا آغاز کیا میرے عزیز دوستو ساتھیوں اس وقت آپ سب ہواں منیجنگ کے لیے ایک ایک اپنے کام کا چھوڑ کر بلا ناظر اس کے لیے آئے تھے کہ سے معذرت خواہ ہوں مگر یہ سب بہت ضروری ہو گیا تھا کہ آپ سب جاتے ہیں پچھلے کی بات کے دروازوں کے فخر ناگ راج کے بارے میں ہماری خوشیاں اور مگر کیاں تیزی سے جاری ہیں اب وقت آچکا ہے کہ منزل ہمارے سامنے ہے میرے کہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ طعنی مالا جو ہمیں مل چکی ہے اور نہ صرف اس مالا نے کئی بچوں کی زندگی بچائی ہیں بلکہ وہ اس تان کے زہر کو تار و پسی سے دہانے تان بہت ہوشیار وہ چالاک تھے شاید وہ طعنی مالا کی حقیقت جان چکی ہے کبھی کوئی ایسا کیس پچھلے چاچا چچوں سے سامنے نہیں آیا وہ تان مگر مالا کی طاقت کے سامنے ہے بسبیا اب لے ڈاکٹر کہیں جا چکی ہے یا پانچا دکھا تلاش کرنے کے لیے اس کے کئی دوسرا امکان نہ تراش لیے کہ ہم بسبیا اس کے شیطانی کھیل کو کبھی کا سامنے نہیں ہوتے دیں، دوسری بات یہ کہ میں کا کئی دنوں سے تلاش کی گئی تھی کہ تصویر بھائی اور مختلف چوکیاں ہوتے لکھیں عدیل نے سلسلہ کلام جاری رکھا اور بولا یقیناً آپ سب کو تیرا ہی محسوس ہو رہی ہوگی آج میں اس خوش قسمت انسان سے کچھ دیر مل کر رہا ہوں خالہ کبھی ڈیوٹی آف ہو چکی ہے ڈاکٹر سرائن فرخان اور ڈاکٹر شاندہ مجھے کل میں آپ میرے آفس میں تشریف لے آئیں تاکہ اس شخص کی حکمت عملی کو شکل دی جا سکے اب عدیل کرسی سے کھڑا ہوا اور بال دواڑ سے کھولنے کے بعد باہر گیا بھی ڈاکٹر ابڑا چکے تھے فرخان سرائن اور شاندہ عدیل کے پیچھے پیچھے شاندہ بٹنا چل رہے تھے تو بہت اچھی خبر سرائی ہے آپ سے۔۔۔ ہاں شاندہ اب میں بہت جلد اس کی طبیعت کی تیاری شروع کر دینی چاہیے تاکہ ان کا خیرو خیر ملے میں اب کھر جا رہا ہوں میں چلنے چلنے میں گدبانے۔۔۔ عدیل ان کا تھک کر باہر سے باہر آگیا اس کا رخ زانچہ کی طرف تھا وہ اپنی کان پر بیڑہ کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہو چکا تھا۔



رات کو کھانے کی میز پر عدیل نے اپنے دوست میر کو بلا یا ہوا تھا کبھی کھانے کی میز پر موجود تھے عدیل کے ساتھ

صبا اس کے ساتھ اس کا بھائی یا سر میر سائرہ شکیلہ اور عدیل کھیلنے کے لئے منتظر تھے عدیل کا ملازم بہادر جان نیکل پر کھانے کے لئے بیٹھ چلا اور دوسرا سامان رکھنے میں مصروف تھا عدیل بولا یا سر میر اور دوست میرے اور سائرہ میری بہن کے لئے یہ تو بعد دونوں کی دوستی سے چنداں ہوئے دی کے سے تو تم لی جے ہو دی کا دوست نیکل ہے اڈا ہے دی کے ساتھ ہی پاکستان واپس آیا ہے اور اب یہاں ہی ہمارے ساتھ رہا ہے یہ کی چاچا سال برطانیہ لیکڑا کس ایجنٹ جگہ کی پر چھائی مٹل کر کے واپس لوٹا ہے اور اب اس کی بہت جلدی شادی کرنے کا سوچ لیا ہے ایک پارٹنر میں مکمل کر کے واپس آ جائیں تو پھر اس گھر میں دلہن کی تادی شروع ہو جائے گی عدیل آپ نے میرے بھائی کے بارے میں بھی کچھ سنا جو یاں کچھ تھا تبھی عدیل نے مجس وحیرت سے کہا تو بولا اوسے عدیل وہ تصویریں آپ نے نہیں دیکھیں تبھی عدیل کو گہری سوچ میں دیکھ کر بولا عدیل بھائی کی کا شادی طارہ بھائی کی طرف ہے آپ بھی جی ان نیکل مسکر کر راجش میں جو کیا تو عدیل نے سر ہلکا کر کے بولا اچھا جیسا میں نے اپنے گھنے نہیں دیکھے تو میری طرف ہے اور میری پرتم کہاں کی چل رہی ہے عدیل اس اتفاق ہی سمجھو طارہ اور میں ایک دوسرے کے لئے انجان تھے ہماری ملاقات کی شروعات غلطی کے ذریعہ ہوئی اور پھر انڈیا پہلی بار طارہ کو ایک ہی نظر میں دیکھ کر اسے چون سا مٹی بان کا فیصلہ کر لیا صبا نے کچھ طارہ کے متعلق بتا دیے وہ صبا کی اچھی دوست ہے اور میں اسے ہمیشہ خوش رکھوں گا مگن کی تم نے اپنے بارے میں مجھے یہ نہیں کہا کہ تم بھی کو کا جاتے ہو یہ تو عدیل نے مجھے ان پتہ چلا ہے کہتمہاری شادی بھی بونڈیاں ہے یا میرا بھی بچ پوچھو وہ میرے دل کی ڈاکٹر ہے میں نے بھی شادی کے بارے میں اتنی جلدی نہیں سوچا تھا مگر بھائی کی خواہش لگتا ہے جلدی پوری ہو جائے گی عدیل وہ ڈاکٹر کوئی ہے۔

یا سر نے عدیل کی طرف دیکھ کر کہا تو عدیل بولا وہی لیپ کی چاندنی ڈاکٹر ہے اور بہت ٹیلٹ ڈاکٹر ہے اس کا نام شانت ہے اس کا مہی ڈیادی کی جائے پڑتا ہے کپور پور ڈی آئی آجی رات تک بل کر دو پر اور قارو لے بنانا ہمارے بارے میں معلوم اس کا اوکشن پیش ہے دیری لکھ اچھی جو اس ہے ویسے شانت دیکھنے میں کسی بھی ہوگی صبا کی بھی۔ بہت جلد آپ کی ملاقات کروائیں گے ابھی فی الحال حال ناگ لگ چکا ہے شروع ہو جائیں اب سبھی کھانے میں مصروف ہو گئے بہادر جان دودھ کا پیالہ گھن سے اٹھا کر اندر لے آیا تو عدیل کی نظر بگڑے ہوئے پیالے پر پڑی تو بولا بہادر جان ناگ راج نے دودھ کیوں نہیں پی لیا صبا لگنے پر وہ چپٹ پر گیا ہو گیا سر کھڑا ہو کر بولا میں اسے دیکھتا ہوں یا سر یہاں چائے پینے کی بجائے چپٹ پر گیا تو ناگ راج نے چاند کو دیکھ کر کہا ہمارے ناگ راج۔ تم اس وقت چپٹ پر ہو نہیں بلکہ کبھی کبھی چھوڑ دو ناگ راج۔ یہ چاند کو دیکھ کر اس طرح خوف محسوس کرتا ہے شاید جو چھوڑ دے رات کو ہونے والے واقعات کی اسے خبر دیتی ہے اور اب پہلی بھی ہوتا ہے یا سر نے مجھے کچھ عدیل کی طرف دیکھا تو عدیل بولا ہاں یا سر یہ سچ ہے آج چاند کی دس تاریخ ہے میں نے اخبار میں آج ہی پڑھ لیا تھا وہ یہ چاند دیکھو میں رات کے بعد چل پڑا ہوں اسے ناگ راج نے میری طرف اشارہ کیا تو ناگ راج نے اس ڈاکٹر کا میں نے آج ہی سنا تھا دیکھا کہ میں نے یہ نہیں چھوڑا رات اس کا جلد ہونا چاہیے یا سر صرف مجھے ہی نہیں بلکہ مجس بھی۔ یہاں میں جانتا ہوں اس کا مہی ہے۔ آج ہی کب سے اپنی شیطانی نگاہوں سے کارکن بنا رہا ہے یہاں سے اس کے ٹیکھے میں میری طرح سے بگڑا کر موت دے دے یا آج یا ہوں ناگ راج ناگ راج نے میری خاطر کئی دفعہ اپنے جسم پر کھائے یا سر نے ناگ راج کو دیکھا ہے تو اور اٹھتے ہوئے کہا جوتی دو شانتہاں کو بار بار بار بادل رکھا۔ پھر یا سر نے کہا ہاں عدیل یہ سب ہے میں نے ناگ راج سے چھٹکارا پانے کے لیے یہ سب کیا جان بول پھر کمرے سے تھوڑے دیر بعد میرے پاس چھوڑا آتا کہ وہ ناگن میری دشمنی اس ناگ راج سے نہ لے میں ناگ راج کو دیکھتا ہوں ناگن۔ کچھ کھانے کی ضرورت ہوئی یا پانی کی آخری ٹیٹلی ہے جو میں اس کے پر کردہ رہتا چاہتا ہوں اس ناگ راج کا کچھ پر سب سے ہوا اور آخری احسان میں ہے کہ اس

یہ مجھے ہی زندگی دی تیرہ سال بعد میں ریت کی گہرائیوں سے زندہ سلامت آیا آج تک اس راز کو میں جان نہیں پایا لیکن جو گی بابا کو ضرور معلوم ہوگا راجش چندر تہا بہت پرانا قلعہ بھی تھا جسے تم نے کبہرے ہو عدیل نے سوال انداز میں کہا تو یا سر بولا ہاں عدیل راجش چندر کی وہ واحد انسان تھا جس کی مدد سے اپنی بمشکل کے ناگ کی روح کو کوسون پھانچا یا اس کی لاش ڈھونڈنے سے میں نے اور جو گی بابا کو ضرور معلوم ہوگا بھی تم اسے تعین سے کبہرے ہو عدیل نے سوال انداز میں کہا تو یا سر بولا ہاں عدیل راجش چندر کی وہ واحد انسان تھا جس کی مدد سے میں نے اپنی بمشکل کے ناگ کی روح کو کوسون پھانچا یا اس کی لاش ڈھونڈنے سے میں نے اور جو گی بابا نے پورا پورا انداز شاہنشاہی کی پہاڑیوں میں گزار دیا یا سو کا وقت میں اپنے سے جدا کر بیٹھا تھا وہ جو گی بابا کے اس وقت کو تیرا ہمسر تھا۔

عدیل۔ یا سر بھیا آپ کا فی دیر سے غیب پر کیون کھڑے ہیں کسا ناغضا ہو چکا ہے ناگ راج کو بھی بیچے لے کر آئیں آپ کا انتظار کرو رہا ہے ٹھیک ہے سامنے چلے آئے ہیں عدیل نے پیچھے مڑ کر مٹی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو یا سر بولا اڈا ہے لے کے کورب روانہ ہونا ہے یا سر مکمل گج ہی میں باہنل جاؤں گا تو شاہنشاہ جانے والی ٹرین کی ٹکٹ لیتا آؤں گا عدیل یہاں سے عدیل یہاں سے شام گر ڈائریٹ کو ٹرین نہیں جاتی تم تعین سے کہتے ہو عدیل نے دروازہ کھولے ہوئے کہا تو یاں بولا ہاں عدیل احمد آباد سے آکر کوئی ٹرین جلدی جا سکتی ہے وہ وہ ناٹ کو بچے جو بچہ دو تک جاتی ہے وہاں سے دوسری ٹرین پر جاتا ہوگا جو شام گر پہنچنے کی ہے۔ بے بنگور سے شام گر پورے پانچ بجے تک سفر ہے اور وہاں کچھ کی رات شام گر کی پڑاؤں تک جاتا ہے وہ سفر میں بس کے ذریعہ کرنا ہے عدیل بولا اس مشن میں تہا رہا ہے ساتھ صرف میں اور میرا دوست میرا ہوگا۔

یا سر نے کہا کہ عدیل اور دھمک میں اس کیلینا ہے کہ آکر آسماں کو ازیم جا پانچ راتقیوں کی ضرورت ہوگی تمہیں کیا لگتا ہے تالا ہے گیہرائیوں میں سے اس ناگن کا ہمہ کھال کر لانا آتا آساں ہے اگر یہ کی آساں ہوتا تو سبھی کا جو جانا نہیں ملتی مالا اس مشن ہمارے پاس ہوئی چاہیے اور اس مشن کا حصہ نہیں تو تم تالا ب کی گہرائیوں سے زندہ واپس کیوں لوٹ نہیں گئے عدیل ایک لمحے کے لیے گہری سوچ میں پڑ گیا اور اولا اس کا فیصلہ مکمل شام کر کریں گے چلو آؤ اب چھت کا دروازہ بند کرنے کے بعد دونوں بیچے اڑے اگلے دن شام کو عدیل صبا یا سر کی اور بیچے جن میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور بیٹھی ہوا سے غلط انداز سے ہوتے تھے اور ساتھ ساتھ چالنے کی چمکانی بھی لڑے تھے۔ دوسری طرف راجش چندر بھی میں پچھڑے ہوئے گھر پہنچ گیا اور کبھی میں اسے ساتھ باہنل سے لے آتا تھا ہے راجش بابا یہ ڈاکٹر عدیل کا گھر ہے راجش چندر اس کی شان مکان کو دیکھ کر حیران رہ گیا راجش بابا آپ شاید پہلی بار یہاں آئے ہیں اس لیے آپ کچھ انجان سا سرفروش محسوس ہو رہا ہوگا تبھی عدیل نے دروازے پر کھڑے ہو کر ٹیلی فون تو عدیل نے کہا تھا وہ یہ دروازہ کھولو مجھ کو رہا ہوگئی ہے اب حوالے سے دروازہ کھول کر میں کو دیکھا تو بولا ہاں آپ کو ٹیلی صاحبہ آئے ہیں عدیل خود کرسی سے اٹھ کر کھیت تک گیا اور بولا آئیے راجش عدیل کو دیکھ کر حیران رہ گیا آپ کا گھر دیکھ کر مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کیا میں انداز سکتا ہوں آئیے آئے۔ یہ راجش چندر کھیت کیا کرنا عدیل دوا یا مرا پنے ہاتھ میں ناگ راج کو بیٹھا کر اسے پار کرنے سے یا سر صرف قمار دار ہیں انہوں نے نظر پڑا اور بیچے ہی کا پیچہ دیکھا تو اس پر حیرتوں کے پھاؤ تو پڑے یا سر بھکتو سے راجش چندر ملنے آئے ہیں۔ وہی جی باہن کی باہن کی گاشٹھی یا سرن جیسے راجش چندر کو دیکھا تو اس کا من کھلے کا کھلا رہ گیا اس کے ہاتھ پر بیٹھا وہ ناگ راج جلدی سے اتر کر زمیں پر تیزی سے رہتا تھا اور راجش کی طرف ہوا راجش چندر سے سبز رنگ کے سانپ کی طرف دیکھا تو کچھ دیر چارنگی محسوس کی وہ راجش کے پاؤں میں اپٹ کر اسے پیار کرنے لگا۔

یاسر قریب آکر رایشل چندر کے پاس اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگا۔۔۔ تم بے زندہ ہو پاؤں جوگی بابا
 میں۔ میں یاسر ہوں یا وہ یا اس بات ناگ راج کو تلاش کرتے کرتے میں نے موت کی وادی میں چھٹا لگ لادی بھی
 چاند کی چوڑھویں رات کو جب آپ نے اس ناگن کو تلاب میں قید کیا تھا تو آج بھی اپنی شیطانی طاقتوں اور اپنے وجود
 میں خوفناک قسم کا زہر لیے اس جگہ موجود ہیں رایشل چندر نے یہ سنا تو یاس کے لپٹ گیا جوگی بابا مجھے معاف کر دیں مجھے
 معاف کر دیں میں آپ کی امانت کو عملی کاروائی نہیں کر سکا میں صرف ناگ راج کی زندگی چاہتا تھا ناگ راج آپ
 سے بہادر تھا اسے آپ بہت محبت تھی آج کر میں آپ کیسا بے زندہ ہوں تو یاس ناگ راج کی وجہ سے جس نے
 ہر وقت وہ طغیانی مالا مجھے ہاتھوں میں تھامی اور آج بچوں کے گٹے میں یہ کیا۔۔۔ طغیانی مالا رایشل چندر نے جبر سے
 کہا اور تینوں بچوں کے گٹے میں ایک دھاک سے لگا دیا وہ سفید اور صاف نظر آتا تھا رایشل نے حماد کیلن کو اس
 دھاکے کو پکڑ کر طغیانی مالا کے اس دانے کا بازو لگا دیا کہ ناگ راج مجھے کوئی آکر دیکھ کر میں کبھی کے چھوڑوں پر
 پریشانی چھائی کیلن یاسر بولا جو بابا یہ آپ کیسا کہہ رہے ہیں یاں بیٹھے نہیں لیکن آج رات ہی وہ طغیانی مالا سے ارے ملے کہ جوں
 بابا عدیل کے تینوں بیٹے موت کے منہ سے اڑ چکے ہیں وہ کسی اس تلاب میں کھیلنے کے لیے آئے تھے آج ان کے
 جسم بھی بڑیوں کا ڈھانچہ بن چکے ہوئے اگر طغیانی مالا ناگ راج نہ پہنچتا رایشل نے حماد کیلن کے ہاتھ سے وہ دھاک
 اتارا تو حماد بولا جوگی بابا آپ نے مالا کیوں اتاری رایشل بولا میرے ہاتھ پر دوسری طغیانی مالا کی
 اصلیت دیکھنا چاہتا ہوں ناگ راج یہ میرا قسم ہے مجھے کاؤ ناگ راج اپنا چہن چوڑا کرے ہوئے سبھی کے چہروں پر
 تاثرات کا جائزہ لینے لگا مگر ناگ راج چہچہے ہٹ گیا اور پھکارے ہوئے اپنی دو شانہ زبان باہر نکالنے لگا تو جوگی بابا
 بولا چھاپیں مجھے گھاس تیرا دوسروں اس لیے تو مجھے ڈانٹنا نہیں چاہتا مگر میں طغیانی مالا کا امتحان کر دیتا چاہتا ہوں اس
 کی طاقت کو آ زماں چاہتا ہوں آخری بار نہیں کہہ رہا ہوں میرے ہاتھ پر دس کوٹھیر میرا ہاتھ تمہارے سامنے ہے
 میری بھلیا یہ جوگی بابا جیسا بائیں کر رہے ہیں انہیں جھانکتے کیوں نہیں سامنے یاس کے پاس آتے ہوئے کہا تو جوگی بابا
 ناگ راج کی طرف بڑھا ناگ راج انہیں ڈانٹا کہ مجھے ڈانٹنا ہو۔۔۔

اتنا کہنے ہی جوگی بابا نے ناگ راج کو اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑ لیا تو وہ اپنے آپ کو جوگی بابا کی گرفت سے
 چھڑوانے لگا تو کوٹھار اور دانے کی ہر گھن کو کوشش کرنے لگا پھر بڑی شکل سے رایشل بابا نے اس کا منہ کھول کر زبردستی
 اس کے دانت اس اپنے ہاتھ میں پھنسا دیے۔۔۔ ایک ایک ہی آؤ جوگی بابا کے منہ سے نکلی اور ناگ راج کو آڑ میں پر
 پھینک دیا یاس سے پہلے ناگ راج اس کے ہاتھ سے زہر پھینک لیتا جوگی بابا نے طغیانی مالا کو اور دانے سے پکڑ رکھا وہ باہر
 آئے گئے لیکن رگ میں تبدیل ہوئی اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات ابھر آئے اور وہ ناگ راج کی طرف دھکے دینے لگا
 مگر کمرے اندر چلا گیا تھا یاسر جوگی بابا کا ہاتھ دیکھنے کو عدیل بولا جوگی بابا مجھے کوئی ٹھیک تو ہیں ناں ہیں۔۔۔ ٹھیک ہوں
 مجھے کہیں نہیں ہوگا طغیانی مالا کے دانے کو وہاں سارے پرچس لیا ہے یہ نیلا طغیانی مالا کے دانے کے وہ دوسرا زہر پرچس
 لیا ہے یہ نشان طغیانی مالا کی اصلیت کو ظاہر کر رہا ہے میں نہیں ہی زندگی بہت بہتر مہار کو ہونے کو دوسرا زہر پرچس
 کیسے بچاؤں یاسر نے اس رات دور دھکا ہونے والا واقعہ جوگی بابا کو سنایا اور چوڑھویں رات کے چاند بھی کان کر ڈاکٹر
 جھیل بولا یہ سمجھا بھی عدیل کے تینوں بچوں کو اس ناگن نے کھلی رات اپنے شیطانی حصار میں قید کیا تھا رایشل
 بولا۔۔۔ یاسر ناگ راج کو بلاؤ شاید وہ مجھ سے تھا وہ کیا ہے میں نے اس کے ساتھ زبردستی جوگی سے ارے نہیں نہیں جوگی
 بابا اسے نہ ہی اس تک جہاز سے کھرے کسی بھی شخص کو نہیں کا ڈھاکہ کر کے اندر بھیجی آج چائے ناگ راج ناگ راج تم
 کہاں ہو یا بڑا۔۔۔ جوگی بابا ناگ راج کو آواز دیں۔۔۔ دینے کا ناگ راج میں جانتا ہوں تم میری آواز سن رہے ہو یا بڑا جاؤ
 ۔۔۔ تیرہ سال بعد ہمیں دیکھا ہے مجھے چوڑ کر جاؤ نہیں دیکھنے کے لیے کہ ہے میری گھانٹیں تیں رہی ہیں تمہاری

یاد رہی مجھے ترقیاتی ری اور اب تم مجھے دیکنا بھی گوارہ نہیں کر رہے جوگی بابا نے اپنے بیک سے لائیکائی اور سر لی
 آواز میں بجائے ناگ راج کوگی بابا میں خود کوشش کر کے دیکھا ہوں تم یاسر کی جان بلیے ہوئی ناں۔۔۔ آپ کو یقین نہیں آتا
 لائے۔۔۔ یاسر نے یاسر نے یاسر نے ناگ راج کو بچہ زیادہ ہی مت ہو گیا تھا یہ جان کیا تھا کہ آواز
 یاسر کی ہے وہ بھت کے چاہے نہ بچے آئے کہ کبھی کی نظر میں یادگار کی جانب میں ناگ راج دیکھتے ہوئے یاسر کے
 سامنے آکر چہن چوڑا کرتے ہوئے اس کی جانب چھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھنے لگا ساتھ ساتھ دیر سے مدھوش
 کے عام میں کسی دیکھا نہ دیتا تھا یاسر نے یاسر کی اپنے لبوں سے بھائی تو جوگی بابا بولا یاسر۔۔۔ یہ تمہاری آواز
 زبے مجھے یقین نہیں آتا یہاں یاسر کا خوف نہیں کہ ہے پیدا ہو یا یاسر مگر تے ہوئے بولا جوگی بابا ایک بار جب
 میں اغیار سے آ رہا تھا ناگ راج بھی میرے ساتھ ایک جگہ ٹھہر کر میں اس کیسٹن پر رکی تو یاسر کی بجائے اداصل مجھے
 دیکھا نہ دیا ناگ راج کی بے چینی دیکھ کر مجھے کھایا گئے یاسر کی آواز مدھوش کر رہی تھی مجھے یہ مجھے یہ چلے
 اپنے دل میں پیدا ہوا تھا ناگ راج تمہارے استاد آگے ہیں آج میری جی دھوا رہی تھی تم تو وہیں ان کے پاس چلے
 آئے۔۔۔

ناگ راج نے اپنا چہن دوسری طرف کیا تھا ناگ راج تم جوگی بابا یہ راض ہوئے وہ سرسراہٹ کی آواز
 نکالتے ہوئے یاس کے پاؤں سے لپٹ گیا تو یاسر ناگ راج سنا جوگی بابا کی تم امانت ہو میں تو کب سے
 تمہیں جوگی بابا کے سپرد کرتی خواہش رکھتا تھا ناگ راج میرے پاس آؤ جوگی بابا نے ناگ راج کے پاس آتے
 ہوئے کہا تو وہ بچوں کے پاس چلا گیا پھر عدیل کوگی بابا یہ آپ کے پاس نہیں آئے گا ناگ راج ہم سے ہر
 زیادہ قریب کرنا ہے ہم ناگ راج کے بغیر نہیں رہ سکتے اور میں آپ سے اپنے ساتھ لے جانے کا خیال اپنے دل سے
 نکال دیں۔۔۔ دکھا نہیں ہے ناگ راج جوگی بابا ہم سب سے ہمیں عدیل نے تخت کیجے میں کہا تو حماد بولا
 کیوں بابا عدیل کی بات آچوڑی کیوں گویا وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے ساتھ ہی اس نے ناگ راج کو اپنے ہاتھ میں
 اٹھا لیا تو عدیل بولا تو جیتا ناگ راج کو چوڑو دیہ جوگی بابا کیسا بھی شروع سے رہ رہا ہے اسے جانے دو نہیں بابا۔۔۔ ہم
 اسے نہیں بانے دیں گے کیونکہ زناں مت چلاؤ تو چوڑو ناگ راج کو جوگی بابا ناگ راج کا تم سے زیادہ آپ پر حق ہے
 یہ آپ کی امانت ہے اور ہمارا فرض ہے ناگ راج کو آپ کا حق دی جائے ناگ راج کو لے جاسکتے ہیں عدیل
 میری بات سنیں حکم و مریاں میں مت بولو اب ناگ راج آہستہ آہستہ دیکھنا ہو جوگی بابا کے پاس آیا اور اس کے
 قدموں سے لپٹ گیا کہ میرے ساتھ اٹھا چلنے کے لیے تیار ہو ناگ راج ناگ راج نے ہاتھ لے کر۔۔۔

ناگ راج کی آنسو لے کھڑے ہوئے اور آہستہ آہستہ سامنے بیٹھے ہوئے رو رہے تھے وہ اپنے کمرے میں جا چکے تھے
 ناگ راج جوگی بابا کے ہاتھ سے نیچے اتر کر تیزی سے کمرے میں گیا اور بیڑیاں چڑھ کر اوپر کمرے میں گیا کہاں
 تینوں دور رہے تھے یہی ناگ راج اور دورا نے کی چوٹ پر نکل دی مارے ہوئے نہیں پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو تینوں
 اس سے لپٹ گئے۔ ناگ راج ناگ راج تمہیں دھوڑ کر کیوں جا رہے ہو اتنی جلدی میں بھی ہونے لگا خیال تمہارے
 دل میں کیسے آئی بولو جو اب وہاں جوگی بابا کے کمرے میں اس کمرے میں نہیں چاؤں گا ناں ناگ راج آج
 تمہاری بھیت کا کاشا ہے دوسرے ہیں تم ہماری طرح بولنا چاہتے ہو تو جگہ جگہ کہتے۔ ناگ راج ناگ راج ناگ راج
 ہاتھ پر چڑھ گیا تو دکھا نہ کرنا میرے لیے آج وہ تینوں مجھ میں آگے تو عدیل بولا دکھا نہ کرنا میں نہیں
 کرتے ناگ راج کو چوڑو دیہ بابا کیسے چوڑو دسوں اس کی اماں کو چوڑو کتے ہیں میں چوڑو کتے ہیں اس کمرے رشتہ
 توڑ کتے ہیں توڑ کتے ہیں ناں اس لیے یہ زناں جانو بھی میں چوڑو نہ کرنا نہیں ہے آپ نے دیکھا نہیں کیسے

خود چل کر ہمارے پاس یا عدیل سے جب یہ سنا تو اسے ناگوں پر لیٹیں میں آیا کہ یہ بھی اتنی بڑی بات منہ سے نکال سکتے ہیں یہی حال صبا کا تھا پھر دیو عدیل سمجھا۔ فیصلہ ناگ راج کرے گا کہ بچوں کے پاس رہے گا جوگی بابا کے ساتھ جائے گا عاشر۔ یہ دو مزاحمتیں تھیں جو باؤ کی چاچا آپ ہادی مرضی کے خلاف یہ سب کر رہے ہیں جو کبہر ہاؤن پانچ کلک کبہر ہاؤن اور اب ناگ راج کا اپنی مرضی سے رہنے کا پورا پورا حق حاصل ہے ناگ راج کو تم کس کے ساتھ رہنے کے لیے تیار ہو اگر اس گھر میں رہنا چاہتے ہو تو چپ چاپ بچوں کے پاس چلے جاؤ اور اگر اپنے استاد دیوگی بابا کے ساتھ جانا چاہتے ہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا ہم میں جیجی کے تم ہمارے بھیمان تھے اور بھیمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے مہا ہونا کیتھڑہ زور سے ہے جیجی نہیں آکر سکتے ہیں عمل کو سخت پانچند ہے یولو۔ فیصلہ آواز میں مل گیا تو کیتھڑہ سے اس کا کھتہ تھا وہ اس کو کھتہ تھا وہ ناگ راج کی طرف دیکھ کر ناگ راج کی طرف نہیں پریشان ہوا تھا اس نے اپنا سر جھکا لیا اور اب وہ خاموش ہو گیا تھا جیجی کی نظروں کا مرکز ناگ راج کی طرف تھا جس کے فیصلے کا وہ انتظار کر رہے تھے یا سر جوگی بابا کی طرف دیکھ کر امیر خیال ہے ناگ راج کوئی فیصلہ نہیں کر پائے گا مجھے خود اسے دیکھنا ہو گا یا اس نے ناگ راج کو کھتہ سے چڑھ کر اٹھا دیا اور بولا ناگ راج کیا بات ہے۔

انجی ہمارے انتہائی مہتمم تھا کہ اس کے بازو اور گناہی پر چند قطرے آئے یا سر کی آنکھیں نم زدہ ہو گئیں تو ناگ راج نے اپنی دوشادہ زبان یا سر کی چلوں پر پھیریں تو وہ حیرت زدہ ہو گیا اور اسے اپنے گلے سے لگا کر بے اختیار روئے نہ لگے عدیل کی اور کھڑے ایک دوسرے کو خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگے پھر یا سر بولا ناگ راج جلدی کرو جو فیصلہ تم کرو گے ہمیں کوئی اختیار نہیں ہو گا۔

ناگ راج سب گھر والوں کی طرف چلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھ کر جوگی بابا کے قدوں میں آیا تو جوگی بابا بولا ناگ راج تمہارا حق مجھ سے زیادہ بچوں پر ہے نہیں بچوں کے پاس رہنا ہوتا تھا عاشر تم ان کے پاس رہے ہو وہ جہیں بھلا نہیں جائیں گے آٹھ سال میں نے تمہاری پرورش کی نہیں ہر راستے کے متعلق سمجھا یا کہ یہ راستہ کہاں جاتا ہے اب وقت گیمیا تم بچوں کے ساتھ رہو گے اب ناگ راج جاؤ۔ چچا تمہارے بھڑا داس ہو جائیں گے بچوں جیسے چہرے چہرے رہا جائیں گے اور مجھے ملتے جلتے بچوں سے زیادہ پسند ہیں جاؤ گی بابا کی آنکھوں میں بھی آنسو موجود تھے ناگ راج نہ چاہتے ہوئے بچوں کے پاس کیا پھر یا سر بولا جوگی بابا انسان کو چپا کر کرتے ہوئے کسی نے دیکھا ہے مگر ایسے سانب کوئی نہیں دیکھا ہو جو انسان کی زبان کو کھٹک توئی گا اور گی کا شادی کبھی سکے یہ بھی خوبان ناگ راج کے اندر موجود ہیں ہم کل انڈیا کے لیے روانہ ہو رہے ہیں عدیل تم ہمارے ساتھ جائے گا عدیل بولا گی بان جوگی بابا وہ ڈانڑی ہمارے پاس ہے ہم سب ڈانڑی کا مطالعہ کر رہے ہیں ملکی ملا کا ہر دانت ہمارے پاس ہو گا ہم کبھی اتنے بڑے بنا کر گلے سے باندھ کر مل کے لینگے سے ڈاکٹر صاحب آج چاند کی کیاہ تاریخ ہے ہم برسوں شام گھر ہوں گے آپ لوگ جانے کی تیاری شروع کریں اگر کچھ ہتھیار آپ کے پاس ہوں تو ہم اس ناگن کے شیطاں خالصوں کا سامنا بھی کر سکتے ہیں ملکی ملا انہیں اس سفید روشنی کی خوفناک طاقت سے بچانے کی ہمیں سفید روشنی سے نکلنے کا انتھار کرنا ہو گا جوگی بابا تم اپنے ساتھ ہم دس منہ مائیوں کو لے کر تالاب میں اتر جاؤ اور اس جہمہرینک تم ضرور پہنچ جاؤ گے باقی باتیں وہاں چل کر نہیں سمجھاؤ گے۔ اس میں سن جوگی کوئی ساتھ جاوے گا یا اپنی مرضی سے جانا جاتا ہے تو ملکی ملا کا وہ دانا ہے گلے میں دھاگے سے باندھ کر چہن سکتا ہے کیونکہ بان خطرہ کا اپنی مرضی سفید روشنی سے جو تالاب سے پیدا ہوگی اور تمام مرد و عورتوں اس آسمان ناگن کے زہر کا شائدہ ہے جوگی بابا میرے پاس ہیں اس وقت دس سے زیادہ مردے برف خانے میں موجود ہیں ان کا کیا ہو گا جوگی بابا نے کہا ان چانچوں کا کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ہر حال میں زندہ ہوں گے انہیں کوئی بھی طاقت نہیں دے سکتی یاں جیجی کبہر ہے ہیں آپ اس

رات صبا کو بھی ان ذہانچوں سے غم کرنے کی کوشش کی تھی کہ اگر ناگ راج ہوا وہ بھی عدیل میں آپ کے ساتھ جاؤں گی صبا تم پاگل ہو گئی ہو دباں تمہاری کوئی ضرورت نہیں سیر و کٹر سفر اور ڈاکٹر فرحان میرے ساتھ جائیں گے یا سر تمہارا کیا خیال عدیل مجھے تو اعتراض نہیں ہے، یہ وہ جگہ بہت خطرناک ہے وہاں پر قدم بوجھ کر اٹھنا ہو گا جوگی بابا نے کہا اس رات وہ ناگن اپنے شیطانی بھجنڈے ضرور استعمال کرے گی یا سر وہ ناگن تمہارا راستہ روکے گی اس تالاب میں اترنے کے لیے تمہارے راستے میں کوئی بھی دیوار کھڑی کر سکتی ہے صرف اتنا دیکھنا ہو گا کہ تالاب میں سے باہر چل دیں گے تو کوشش کرنا وہ ناگن سے ناگ راج میں جیجی کے ہاتھ دھو بیٹھو گے اور اگر یا سر ہوا تو وہ ناگ دیوی شیطانی میں سے نکلاہ انسانوں کی دھن میں جانے کی جگہ تالاب سے باہر آئے تو سفید روشنی ختم ہونے سے پہلے چلے جائے وہ وہ پھٹکا کل کا باہر لے آؤ ناگن سورج کی جلی کرنا جسم پر پڑے ہوئی آٹا ناگن کا قہقہہ مرقا ہو جائے ناگ دیوی کا وہ پیچھی ضرور جھمکے اندر ہو گا اسے بھی سورج کی روشنی میں رکھ دیں وہ عدیل کو کٹھ جو جائے گا یہ ڈانڑی میں ہندی زبان میں لکھا ہے جیسے آپ میں سے کسی نے نہیں پڑھا لیکن میں نے پڑھا ہے آپ سب تیاری شروع کیجئے یا سر ٹرین نکلتا لائے ہو اس کا انتظام ہو گیا ہے۔

جوگی بابا کل شام کو اٹھ کھڑے ریوے اسٹیشن ملاقات ہوئی ٹھیک سے گئے ناگ راج آپ سب اپنا کپال رکھنے کا اتنا کہتے تھے جوگی بابا نے ناگ راج کو کھتہ سے اٹھا کر اسے پیار سے سہلا دیا تو بچوں کو پیار کیا کہ وہ کھتے سے باہر چلے جائیں یا سر جیجی ناگ بچوں میں جوگی بابا کے ساتھ کل ریوے اسٹیشن پہنچ جانے کا آپ سب کل فیصلہ میں خود کر دیں اب ڈاکٹر کیمبل بھی چلا گیا جبکہ صبا عدیل کے ساتھ باتوں میں الجھ گئی عدیل آخریں یوں نہیں جانتی آپ کے ساتھ چپا آپ کی جان کی بات نہیں ان کو مانا آپ کے ساتھ نہیں تو ہم کسی جا میں سے عدیل اپنا سر چڑھ کر بیٹھ گیا اور بولا صبا کیا کرتے ہیں پورے گھلے کو ساتھ میں لے چلتے ہیں ایک جہمہر سے لے کر آتے ہو کوئی بڑی میرا کھر سر نہیں لے کر آنا رہے صبا یہ حق بات نہیں ہے نکیل بولا۔

عدیل بھائی صبا بھی اچھا اور بچوں کو ساتھ میں لے چلتے ہیں پیکور پیچ کر ہی کوئی فیصلہ کریں گے ٹھیکہ بونی عدیل سر نہیں نکیل کبہر باہم صبا اور بچوں کو مل کے جانا چاہتا تھا اس کے گلے سے جانتے ہوئے کھنکھن کر پراپنے ساتھ نہ لے لے گا کھر بہادر جان کو کھر قمر کمر کرنا اور پھر ناگ راج بھی تو ہمارے پاس ہو گا نہیں وادی بان ناگ راج ہمارے ساتھ جائے گا۔ اچھا جیتا ہے بھی ساتھ لے جانا اب خوش ٹھیکہ نہ چہرے پر ملکی سرکرا جیتا ہے ہوئے کہا کیا تو عدیل جھٹکا کر بولا ای جی جان کمال کر نہیں ہم جس شیطانی طاقت سے مقابلہ کر رہے جارہے ہیں وہاں صبا اور بچوں کی جان بھی جا سکتی ہے پچھنے کی تانہاں ہیں ناگہ ہیں انہیں تو معلوم نہیں وہ کھلے گی ہے لیکن آپ کو کچھ ہوتی ہوئی چاہے یا باہم وہاں باؤں جا چکے ہیں اس لیے ہمیں کوئی ڈنکھیں لگتا ہے عدیل گہرا سانس لے کر خاموش ہوا تو دی بولا بھی آ کر پریشان کیوں ہوتے ہو اگر اس ناگن کی طاقت سے لڑنا ہے تو کل ہم سب ایک جان ہو کر اس کی طاقت کو زیر کر سکتے ہیں کچھ پھوٹو بھی چلتے ہیں کچھ تیاری کرنا تو ہم سب کمال ناگن کا مقابلہ کریں گے اس جوگی بابا کی باتیں میرے دل پر لگی ہیں یہ راستہ میں کی شیطاںوں کو ہم پر حملہ کرنے کے لیے ضرور قدم اٹھائے گی عدیل نے وہ کی کیا ت پر غور کیا تو بولا ٹھیک ہے وہ کی گھر بہادر جان اور امی جان ہوں گے ہم سب ہی اتنے یہاں سے روانہ ہوں گے۔ گلے میں شام کو پوری تیاری کے ساتھ عدیل صبا اور اس کے بچے کو نکیل کے ساتھ گیت کے باہر موڈ تھے بچوں کے ساتھ میں ناگ راج بیٹھا ہوا تھا اور پارا پی دوشادہ بان باہر کال رہتا تھا عدیل بیٹھا انہیں تنگ مقصد میں کامیابی عطا کرے یا سر جیجی جاؤ پھر دی وادین تمہارے ساتھ ہیں ٹھیکہ لے یا سر کے سر بھخت سے ہاتھ پھیرا اب وہ وہ ڈاکڑیوں میں بیٹھ کر ریوے اسٹیشن کی جانب روانہ ہو چکے تھے

بابا بھوشنی کسی بے ریشم چندر نے مکان تک روٹی کو پھینکے ہوئے دیکھا تو کان کے اندر چلا گیا لگا وہی دیکھنے سے اندر چلا گیا لگا تھا مبادا کو سرخ اور انداز کڑا شائد مفید روشنی کو بھٹل میں پھینکا ہوا دیکھ رہے تھے جبکہ وہ خود بھی اس روشنی کو صحیح سلامت کھڑے تھے ریشم نے کڑی کے پاس کھڑے ہو کر کہا ڈاکٹر صاحب ان ڈھانچوں سے آپ کو خوشخبر دیا ہوگا میں اگر باہر آیا تو ہراسم ہڈیوں کا ڈھانچہ میں دیکھنے کا تھیں اس لئے بھٹل کا ماحول اور خوشخبر وہ خود پچھتا کر کینک سفید رنگ کے ڈھانچے شام گھر کی ہڈیوں والے رات سے گزر کر جنگل میں آئے تھے صابونی شائد زوازیں کہاں سے آئی ہیں سران بولا یہ تو آواز ایسی ہے جیسے ہتھوڑے سے ٹکری پر ضرب لگائی جا رہی ہو ایک انہوں نے کچھ ڈھانچوں کو بھٹل سے اپنی طرف آتے دیکھا تو سران بولا شائد دھن دم پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا ہے وہ سامنے دیکھ کر انداز بھٹل میں اس سفید روشنی میں ان ڈھانچوں کو اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر پہلے خوشخبر وہ ہنس لگن مگر اپنے آپ کو سنبھالنے ہوئے خود کو مقابلے کے پوری طرح سے تیار کیا جیسے وہ قریب آئے تھے سران شائد اور صابو کے دل کی دھڑکن تیز سے تھوڑی چلی جا رہی تھیں ان ڈھانچوں کی تعداد صرف چودہ ہو چوتھے ہوئے ٹھہر کر کڑی کے آواز پیدا کرتے ہوئے ان کی جانب چلے آ رہے تھے اب وہ دیکھ وقت ان حملہ کرنے کے لیے کوٹ پر سے نکلے جواب میں صابو شائد اور ڈاکٹر صاحب بھی خود کو ڈھانچوں سے مقابلہ کرنے کا عزم کر گئے تھے۔

سب سے پہلے شائد نے ہوا میں فلا بازی کیا کھاتے ہوئے اس ڈھانچے کی ٹھوڑی پر زبردست انداز میں ایک کلک لگائی تو اس کی ٹھوڑی پر دور جا کر سامنے دیکھا کہ وہ ڈھانچوں کی ہڈیاں توڑنے میں مصروف تھی اس کے پاس دو دنوں ہاتھوں میں ٹوہے کے راز موم جوڑے تھے جو بہت ہی خوشے انداز میں ٹھومتے ہوئے ان ڈھانچوں کی ہڈیوں کو چور چور کرنے میں مصروف تھیں سران بھی بھر پور انداز میں ایک ڈھانچے سے مقابلہ کرتے کرتے مکان کے کھلے ہوئے دروازے سے اندر دھڑاں مارا تو ریشم بھی اس ڈھانچے پر ٹوٹ پڑا اس کے جسم کی ہڈیاں بھی کسرے میں کھجکھجی کر رہیں سران اور ریشم اب کھجکھجی ہوئی ہڈیوں کو زخم سے سانس دے رہے تھے ڈاکٹر صاحب کڑی کے باہر صابو اور شائد کو ان ڈھانچوں سے مقابلہ کر رہے ہوئے دیکھ کر ذہن بہت پتلا کی اور بولا میں ان سے نفرت کرتا ہوں انہیں جانے اور نکلنے ڈھانچے آئیں گے۔

دوسری جانب ڈاکٹر فرحان اور بھٹل کی سہیل میں اپنی ڈیوٹی کر رہے تھے کہ انہیں زندہ ڈھانچوں کی خبر مل گئی کہ وہ شہر کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں قبرستان کا گورنر اپنے گھر سے نکل کر گیت کھولنے کے بعد باہر مار مار کر آیا تو اسے دو دھکیں سے خوش رہا یہ کی تو آوازیں سنائی دے رہی تھیں وہ ڈھانچے کی سرمدہ خاتون کے ہاتھوں سے اندر دھڑاں مارنے لگا ہاتھوں میں لٹائی سے ختم ہو کر ہم پر تھکے ہوئے کینک نے ڈاکٹر زندہ ڈھانچے کے اس عاجی دروازے کو کھولا اور بچے تھیں جن کی طاقت سے وہ خراب ہیں میں انہیں اسے کینک سے بڑے ڈھانچے جن کی کل تعداد اسی گیارہ ہزار تھیں جاری کیا رہے تھے بچے بچے لکھا انسانوں کو کھل کر ایمان کی ہڈیوں کو توڑ دو کڑا دم تو کھڑے ہو کر دیکھا کہ ان کا رخ قبرستان کی جانب تھا قبرستان کا گورنر جو انہیں اپنے گھر کی دیبل پر پہنچائی تھا کینک کے اندر ان ڈھانچوں کو دیکھ کر خوشخبر وہ ہوا کیا اس نے خودیں بہت پتلا کی اور بھٹل ہاتھوں میں ٹوٹ کر دیا ڈاکٹر فرحان اور بھٹل جو ہاتھوں میں تھے انہیں اندھ ڈھانچوں کی خبر مل گئی تو وہ دونوں اسی وقت گاڑی میں بیٹھ کر قبرستان پہنچ گئے جہاں وہ ڈھانچے ایک ایک کر کے تمام قبریں اکٹھا کر کے قبرستان سے پھول کا کڑی کی ڈی سے نکالا اور بولا میں ان سب کو آگ لگا دو میں ایک آخر کار شہل سے چلو جلدی کروں پھول کا کڑی ان کینک سے بچڑے ان ڈھانچوں پر پھول پھرنے میں مصروف ہو گیا قبرستان کے گورنر کے جب فرحان اور بھٹل کو ان ڈھانچوں سے مقابلہ کرنے ہوئے دیکھا تو انہیں اس کی مدد کرتا ہوا اور ان ڈھانچوں کو بھٹل اور فرحان سے چھڑانے لگا فرحان بھی کھجکھجی ڈھانچوں کو پھول چھڑک کر ان کے ساتھ لڑتے

کھجے آگیا بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے کے پھر ریشم چندر اس کے پاس کھڑا ہوا لگا ناگ ناگ راج راج تم یہاں کیوں آئے ہوں انہیں بچوں کے پاس ہونا چاہیے تھا انہیں وہاں چھوڑ کر اس طرح نہیں آنا چاہیے تھا وہاں جاؤ کہیں تمہیں ہوں کہ وہاں چلے جاؤ ناگ ناگ راج راج یہ کڑی بابا کے پاؤں سے گپا گیا۔ اور تالاب سے اٹھنے والے دھوئیں کو کچھ کرنا پھینچو ڈاکٹر ایسا قریب آ کر بولا ناگ راج۔ ناگ راج وہاں چلے جاؤ ناگ راج تالاب سے پانی کے پلے پلے شروع ہو گئے تو ریشم اور بھٹل کو لگا وہاں کڑی کا دھوئیں یاسر ناگ راج کے یہاں سے نکلنے کا وقت بھی ہو گیا ہے وہ سامنے دیکھ کر تالاب سے ایک انسانی وجود دیکھتا ہوا آتا تھا شکل میں تجویں ہونے لگا تو ناگ راج ریشم کے جسم پر چڑھ کر اس کی گردن سے طعنی لگا دیا وہاں ناگ راج تار کھینچ کر ریشم کا دل اچھل کر بھیجے طعن میں آگیا کینک اس کی گردن میں طعنی لگا دیا وہاں ناگ راج کے دانتوں میں تھا ناگ راج۔ ناگ راج یہ کیا پاگل ہیں سے میری جان کو کھڑے ہے تم اپنے استاد کو تباہ کرنا چاہتے ہو یوں جواب دو ناگ راج نے اس کی پیش بازی اور مکان کے پاس لے آیا۔ اور ڈھانچوں کی طرف ہوا تو پلے پلے نہا کر ڈاکٹر کو ناگ راج تمہاری جان چلی جائے گی یاسر ناگ راج کی طرف لگا لیکن اس سے پہلے یاسر ناگ راج کی دم کو کھینچ لیا وہ تالاب میں چھلانگ لگا چھلانگ ناگ راج۔ ناگ راج انہیں ناگ راج ریشم نے تم سے ایک ایسا کینک ناگ راج نے موت کے منہ میں چھلانگ کیوں لگائی باسرو دوڑا تو تالاب کے پاس چھڑک رہا تھا۔ لگا تو صابو قریب آ کر بولا یسا ناگ راج نے ایسا کیوں کیا ریشم بولا ناگ راج نہیں مر سکتا دھوئیں سے ضرور اس کے پیچھے کئی دھوئیں تو راز سے نکل بولا ایسا کون سا راز ہے جو ڈاکٹر کی میں لکھنا نہ ہو یہی تو مجھے نہیں سمجھتا آری وہ راز کیا ہے کیونکہ ناگ راج اس تالاب کی خوفناک حقیقت سے اس طرح میں واقف تھا اس کا قدم اٹھانے کا مقصد ہم میں سے کوئی نہیں جاوے گا بابا۔۔۔ وہ سامنے دیکھیں وہاں اس کی ساری ہاتھ لکائی دے رہا بھی اس عکس کو دیکھنے لگا اور ناگ راج کا خیال ایک لمحے میں دل سے نکل گیا اور ناگ راج نے فیصلہ لیا اس میں اب انسانی شکل میں تالاب سے باہر ہوا میں چھلانگ لگ کر ڈی کو اوز دوڑو رے قہقہہ لگا رہی تھی اس کے سینے کا انداز دیکھ کر شائد کو کھڑا رہا تھا کینک جاسا ہے کینک کرو اور پھانچا ناگ راج کڑی کو کس کی کس اس سے پہلے بھی دو دھنیں بار دیکھا تھا وہی کڑی ہے وہ ناگ راج جس کی حقیقت وہ جان چکا تھا ریشم بولا لاہر لاہر۔۔۔ کسی ڈاکٹر۔۔۔ آج تیرا یہ شیطانی کھیل ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا وہ نہیں کر بولا جو جانتا سرخ زخمی دروں لگے تیرا وہ ناگ راج خود ہی مرنے کے لیے تالاب میں کوٹیا تم قریب تالاب میں آئے گا سو گاتے ہے۔

بھٹل انڈر اپنی یاسر نے ختم لکھے میں کہا اور اس کے پاس کھڑا رہا دھانچوں میں جاتا ہوں تو میرے ماں باپ کی قاتل ہے آج سے چودہ سال پہلے جب میں شام گھر پہنچا خداوند کے ساتھ کھانے سے آتا تھا تو مجھے نہیں معلوم تھا کہ تو میرے ساتھ خاندان کے سب سے بڑی لکھی تھی تو میرے ہاتھ سے چھوڑنے سے بھائی اور باپ کو اپنے شیطانی زہر سے ان کی زندگی کا خاتمہ کیا اور آج میں تیرے اس کینک میں کھس کر تیری شیطانی طاقت کا خاکہ کروں گا تم زہر بوجے تو بکر کے ماں اتنا کہتے ہی تیرے اس کینک نے اپنا نہ کھولا تو تیز رفتار ہوا کا ایک طوفان ان سب کو دور پھینک چکا تھا کھلے ہی لمحے وہ ناگ راج انسان سے سانپ کی شکل میں آکر ان کے سامنے سے غائب ہوئی اس کے غائب ہوتے ہی ایک لمحے کے لیے پھر سے خاموشی چھائی سب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے بازو ناگوں اور جسم کے اعضا میں تکلیف محسوس کرنے لگے یہ ناگ راج کہاں چلی گئی ریشم چندر نے تالاب سے اٹھنے والی سفید روشنی کو ہاتھ لکھے ہوئے دیکھا تو بولا یاسر دی۔۔۔ سران۔۔۔ تالاب میں چھلانگ لگا دو کڑی بابا آپ کی گردن میں طعنی لگا دیا وہ۔۔۔ میری فکر چھوڑ دو چار جلدی کرو۔۔۔ بابا یاسر نے سب سے پہلے تالاب میں چھلانگ لگائی کینک پیچھے پیچھے ڈاکٹر چندر نے بھی فکر میر چھلانگ لگا لکچے گئے ریشم ہاتھ بندھ کر تے ہوئے ان کی کانپالی کے لیے خدا سے دعا مانگتے لگا پھر شائد بولی جوگی

ہوئے کان کی زخمی ہو گیا تو کیونکہ ان ڈھانچوں کی پڑیاں اور جو بھی حصہ ان کے جسم سے ٹکرا تو درود اور تکلیف کا احساس بڑی شدت سے ہوا۔ وہ ڈھانچے اپنے آپ کو پھول کے پتھر کا دے خود کر جانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے پھر ایک نے اسی لمبے چانک سے قبرستان کے گورنر پر پیچھے سے حملہ کر دیا انھیں اس حملہ کو روکنا کی کچھ آواز اٹھائی تو وہ دیکھ کر اس کے آگے بڑھا تو وہ ڈھانچہ جو چپکا تھا اور جس پر چند روز درود اور تکلیف سے مدد حال ہو کر آگڑا اور کڑوا فرماں ناجس کی تیلی جلائے گی کوشش میں تھا کہ گولی بھی ڈھانچہ اس کی یہ کوشش کامیاب نہیں بنا رہا تھا یہاں تک کہ تیلی جو دجاڑا تھا ناچوں کے استخوانی اور مضبوط ہاتھوں سے خود کو چھڑانے کی کوشش کر چکا تھا اور فرماں کی طرف بڑھا اور ناجس چپکر کر تیلی نکالے ہوئے فوراً آگ لگادی وہ ڈھانچہ اس کی جگہ کھڑے کھڑے پیچھے ہوئے مسلسل تڑپ توپ کر آوازیں نکال کر ہاتھ تیلی اپنی طرف آنے والے پر ڈھا چنے کو آگ لگا کر اس کی وردک چھڑوں کی آواز سن رہا تھا۔ فرماں لکھڑا ہوتے ہوئے تیلی کے پاس آگئے لکھڑا تیلی نے ایک جھلپے ہوئے ڈھانچے کے ہاتھ پر ایک بھاری پتھر دیکھا تو فوراً کڑوا فرماں پر آگڑا اور اسے ایک طرف لایا کیونکہ وہ پتھر شدید حاصل کی گردن پر آگئے لکھڑا تیلی بہت ہی بھیاک ہو گیا کہ تیلی کی آگڑی گردن پیٹ چکی تھی اور وہ تیلی کے پاس سے لے رہا تھا اور کڑوا فرماں نے تیلی کی طرف دیکھا تو غصے سے اس ڈھانچے پر برس پڑا وہ برا بھروسے کے جھلپے ہوئے وجود پر پیچھے چپکا تھا وہ ڈھانچہ کھڑے کھڑے ہو کر زخمی پر پتھر بھرا تھا ان لکھڑوں سے اس وقت بھی تیلی ہلکی ہلکی جھلپے ہوئی نظر آ رہی تھی فرماں نے بھی ڈھانچوں کو جھلپے ہوئے زخمی پر پڑتے ہوئے دیکھا تو فوراً گاڑی کی طرف لپکا جو کہتے کے باہر کھڑی تھی بیولو جیٹا سہلما۔ ایک ایہلوس قبرستان کی طرف روانہ کر جلدی۔ جلدی کم آن ڈاکٹر فرماں نے ڈاکٹر سیرس پر پانچ پانچ ٹی سہلما کے عملے کو دیا اور خود تیلی کی آگڑی ہوئی سانسوں کو کچھ کر دھکی دھڑکتے ہوئے دل سے اندازہ لگا رہا تھا کہ وہ اب زندہ نہیں بچے گا کیونکہ اس کی آٹھیں گردن صاف سے نظر آ رہی تھی جس سے خون کے غماض بہہ رہا تھا فرماں۔ فرماں۔ جیسے جیسے معاف کر دیا میں تیلی صاف سے دیکھتا ہوں کہ وہ تیلی بہت سے بارود ان ڈھانچوں کا کام تمام ہو چکا تھا وہ بھی جل کر ختم ہو چکے ہیں وہ سامنے دیکھو سامنے دیکھو تیلی نے خرقہ اتار دیا تیلی نے ہاتھوں سے ایک نظر ان ڈھانچوں کے مردہ وجود پر ڈالی جو سب جل کر ختم ہو چکے تھے پھر اس نے ڈاکٹر فرماں کا ہاتھ تھامے ہوئے کہا سیرس دوست دی سے کہنا میں اس کا ساتھ نہیں دے گا اس کے ساتھ یا وہ تادیب نہیں کرے گا اور وہ ہو سکے تو مجھے معاف کر دے۔

ساتھ کیسے ہی تیلی کی آٹھیں بے نور ہو گئیں اور اس کی گردن دوسری طرف جھک گئی۔ فرماں نے سائرن بجنے کی آوازیں غریب آتی ہوئی محسوس کی تو قبرستان کا گورنر نکلتے ہوئے فرماں کے پاس آگڑا تیلی دیر میں جی سہلما کا غصہ شدید لباس میں جلدی سے قبرستان کے اندر داخل ہوا ان کے ہاتھ میں خالی سڑک بٹکڑا تھی۔ سیرس نے فرماں کو بولا بولا تیلی اٹھا۔ اٹھا جلدی کر سیرس۔ سر آپ تو بہت زخمی ہیں میری گھر نہ کرو۔ آٹھیں باہر تیلی کے گرد تیلی کی جان بچانا بہت ہی ضروری ہے اب تیلی اور قبرستان کے گورنر کو ایہلوس میں ڈال کر سستی باہر روانہ کیا گیا جہاں تیلی کے موت واقع ہوئے کی ایک لکھڑی ڈاکٹر نے پیلے ہی تصدیق کر دی تھی اسے ایک مردہ خانے میں سفید پادے ڈھاب کر لیا کہ بند کر دیا اور کڑوا فرماں بہت ہی ہوشیاری سے یہ سب دیکھتے کے بعد خود کو فوتا ہو گئیں کرنے لگا سہلما۔ سہلما بہت کمزور تیلی کی موت کا حد حد ہے۔ وہ ہمارے ایشاف کا ایک اچھا اور بہتر ہی سائنس تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پاس آگیا ہے نہ کاشت کار نہیں نہیں جو ہم اسے بچا رہا ہے اس کی موت پیلے ہی ہو چکی تھی قبرستان کا وہ گورنر جس کی شدید زخمی حالت میں آیا ہے اس کا بھی آپریشن شروع ہو چکا ہے۔ امید ہے وہ زندہ چھوڑ جائے گا فرماں کڑوا ہو کر وال کا کاک کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھانے وہاں اس وقت کیا ہو رہا ہوگا یہ ہم سب سے کوئی نہیں جانتا تھانے وہ سب زندہ ہی ہوں گے یا نہیں سر آپ پریشان نہ ہوں اللہ بے بہر کرے گا

آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے پلیز۔ ہمارے ساتھ چلے۔ اب دو ڈاکٹر اور کڑوا فرماں کے ساتھ دوسرے دروازے میں چلے گئے فرماں لکھڑا کر چل رہا تھا کیونکہ اس کے پاؤں کی پڑی پر چوٹ آئی تھی لیکن پڑی ٹوٹی ہوئی تھی مگر وہ لکھڑا کر دروازے میں خود چل کر گیا۔ باسرد کی کھیل اور عدیل جیسے ہی ہوش میں آئے تو خود کو ایک سنسان جنگل میں دیکھا پھر دوسرے چچ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھنے کے کیونکہ اس وقت انسانی وجود میں نہ تھے ان کا جسم کوشٹ سے پرت تھا قارہ اسے آپ کو کچھ کر خوفزدہ ہو گئے کہنے کیونکہ اس کا وجود تھا چنے کہ اب میں چکا تھا اور گئے گئے گلیسی والا کا وہاں تک رہا تھا سیرس کی یہ۔ ہم کہاں آگئے ہیں عدیل بولا۔

لگتا ہے یہ اس ناگہن کی شیطانی دینا ہے ہم باہر نکل جاتے ہیں اس سب کی کھوپڑیاں کالے رنگ کی تھیں اور ڈھیر سے نیچے مارا جسم سرنگ کا تھا دی بولا بولا۔ ہمارا کہاں کہاں ہمارے ہم کو کوشٹ تھا تھیں باہر دوسرے میں بھی کوئی راز کی بات نہیں ہوئی ہے میں وقت ضائع کرے بغیر اس مجھے تک پہنچتا ہے جلدی کرو۔ اب وہ سب آگئے ہیں سے گردنے گئے تو آٹھیں سفید ڈھانچوں کا ایک لکھڑا کھائی دیا سیرس والارک ڈاکٹر کا جادو شاید تھیں ہمارے آنے کی خبر ہو چکی ہے میں قریب جا کر ان کی باتیں سناتا ہوں کی وہ کہہ کرے ہیں اور کیا جانتے ہیں عدیل بولا باسرم ٹھیک کہتے ہیں وہ تھیں چلا کر اور کڑوا فرماں کے ساتھ تھا کہ اسے نظر پر کچھ بچتا تھا چلا کر ان باتیں سننے ہیں اب وہ دونوں کی اوٹ سے چھپ کر ان ڈھانچوں کی باتوں پر غور کرنے لگے دیکھو وہ آدم پڑے کسی بھی لمبے حملہ کر سکتے ہیں میں آٹھیں فوراً ختم کرنا ہوگا دیکھو یہی وہ اس مجھے تک بھی پہنچ سکتے ہیں کیونکہ وہ مجھ پہاڑی کی اتنی اونچائی پر جہاں تک آگڑا ہو چکا ہے تو اس گلیسی دروازے کو بھی کھول دیں میں سکتے کیونکہ اس کی چٹائی ہمارے پاس ہے وہ بھی دروازے پر قہر نہ لگائے گئے تو باسیرس والا اوٹ۔ وہ کیسے وہاں چالی کرنا ہوگی عدیل بولا فرماں ڈھانچوں سے دور چلی کوئی نہ کرے گا سیرس بولا کیوں نہ ہم ان پر مدد ادا ہوں دیں تیلی بولا ہمارے اس قدم سے جاری ہو رہا چلی کوئی بھی سکتے ہے عدیل بولا اس بات کا رد تو ہے کہ کام جلدی کرنا ہوگا کیونکہ جی اب آگیا تھا سختی کا وقت خراب ہو چکا ہے۔ پہلے پہلے تیلی واپس آتا ہے جی بولا جیسے ان پر حملہ کر دیا جائے ہوئے کا وقت بالکل ختم ہو چکا ہے وہ ہمارے آج تک کھلے سے خبر ہو کر بدحواس ہو جائیں گے سیرس پر اس نظر ہوگا۔

دکی نے اٹھنے سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور سب میں اللہ کی عہد کر کے ہوئے ان پر ٹوٹ پڑے مگر ڈھانچوں کی پڑیاں تو زخمی ہیں وہ صرف ہو چکے تھے سیرس نے آسمان پر ہرود کی ہر ہر جگہ سے محسوس کی تو حیران رہ گیا اس نے اپنی پوری زندگی میں اتنے بڑے سائز کے ہرنے سے بھی کسی دیکھے تھے جن کی لمبی دھکی یہ عجیب و غریب ہرنے سے مدد سے دو خاندان باریاں ہارنے لگے تو سیرس خوفزدہ ہو گیا اس نے ڈھانچے کو اس ہرنے کی ٹانگ کا پتھر پڑتے ہوئے دیکھا تو لولہ اور پرجا باہر ہے۔ وہ دیکھ دیا اور چاہا ہے سیرس کی گردن پر عدیل نے ایک ڈھانچہ کھینچ کر اس کی طرف پر داز کر کے پہاڑی کی طرف جانے ہوئے اپنی آٹھوں سے دیکھا اور سترہ کی سیرس کو اپنی جگہ چڑھتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ وہ ہرنے کو پکڑنا چاہ رہا تھا ہرنے میں ان پر حملہ کرنے کے لیے تیار تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جن شخص مقصد کے لیے یہاں آئے ہیں وہ انہیں تباہ۔ ہر باد کرے گی جیسے کہ سیرس اپنے اوپر ان ہرنوں کو منظم لاتے ہوئے دیکھ کر اپنے آپ کو ان سے بھی کوشش میں بدوا لگا رہا تھا کہ اس طرح وہ ان کی ٹانگ پکڑے کیونکہ وہ اتنے بڑے اور مضبوط ہوتے تھے کہ کسی انسان کو اٹھا کر جانے کی صلاحیت تھی تاکہ سیرس نے کوشش کرتے ہوئے ایک ہرنے کی ٹانگ پکڑ لی مگر اس نے جرت کا ایک شدید جھکنا کہ بزرگ کا تھک سانسپ اس کے پاؤں سے چوٹ کھانے کو سانسپ کو کھڑا کرنے کے لیے پاؤں کی طرف سے ہلانے لگا مگر وہ اس پاؤں چھوڑ دے تو تباہی نہیں تھا جیسے ہی ہرنہ پہاڑی کی چوٹی پر آیا تو اس نے جھکا کر سیرس کو پیچھے چھوڑ دیا

اسے حوصلہ دیا اپنے آپ کو مستعانوں کی تھکے ہوئے کھونٹوں سے ہاتھ دھو کر اس کے مقدس میں بھیجا جا چکا تھا اب وہاں ہمیں کئی ساری حقیقت معلوم ہوئی تھی وہیں میں رامیش چندر کا استاد ناگ دیتا بھی وہاں کچھ ایسا جس نے رامیش کو ناگن کے ختم ہونے کی مبارکباد دی وہ سب مل کر دواہن چلا گیا اب باسر کے علاوہ سب باسٹل میں باہر آئے۔

دورن بعد سب احمد آباد کے لیے روانہ ہو گئے وہاں فون کر کے اپنی اہلیہ دونوں فریڈ زکھار اور آریہ کو بھی احمد آباد بلوا لیا یہی ٹرین کے ذریعہ باسر کے احمد آباد پہنچے لگے وہاں دہلی کی دہلی باسٹل میں روانہ ہوا اور اپنے دوست نیل کے چہرے کا آخری دیدار کیا اور ایسا شام کو نیل کا نماز جنازہ پڑھا کر قبرستان میں دفن کر دیا ڈاکٹر فرحان سراج جمیل اور باسٹل کا کلرک بھی وہاں موجود تھا جتنا حق کے بعد قبرستان سے داکٹر بلوے نے نیل کا ختم پڑھوایا اور پھر آخری رسومات ادا کی گئی۔ آج عدیل کے گھر پر بھی لوگ تھے ٹھیکہ دار اور دی کے ماتھے کو چوم رہی کی بائبل کا شکر ہے تم سب کا مایا واپس آئے ہو میرا اور میرا گھر بھی بچوں کے ساتھ آئے ہوئے تھے جو بھی باپ رامیش چندر بولا میرے خیال میں اب یہ اہم رسومات بھی ادا ہو جائیں تو اچھا ہے رامیش نے عدیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عدیل نے نیل کی طرف اشارہ کیا اور باسٹل اور آریہ سے آئے سامنے موجود تھے سادہ آرائش کے آئی کی جس میں شام گھر ماضی کی کہانیاں بھی تھیں جو کبھی شام میں نیل کا وہ جیک بھی جس میں ہوتے کی انگوٹھی اور وہ ہونے کی چار چڑیاں موجود تھیں نیل آریہ کی طرف خالی خالی نظروں سے دیکھنے لگا تو جی بانیے کہا اے کھڑے کھڑے کیا سوچ رہے ہو ڈاکٹر صاحب یہ انگوٹھی جاگر پھندا دھیں لے وہ انگوٹھی آریہ کے ہاتھ میں پھندا تو بھی زور سے تالیاں بجانے لگے یہ ہوتی ناں بات۔۔۔ سیر نے تھکے تھکے کہا جبکہ راج بھی چپکٹی ہوئی آنکھوں سے یہ سب دیکھ رہا تھا اور خوش محسوس کر رہا تھا اب عدیل نے دوسو کی چوڑیاں اپنے بھائی کی کو اور دواہن باسر کردیں۔

وہ دونوں شاندار طاہرہ کے پاس آئے اور انہیں سوئے کی چوڑیاں پہنا دیں مگر زور سے تالیاں بجانے لگے سب کی آنکھوں میں ٹپکے ٹپکے آنسو صاف نظر آ رہے تھے اس اپنی بہن سب کے چہرے پر وہ خوشی دیکھ رہا تھا جس کی اسے بہت عرصے سے تلاش تھی یا سر مبارک ہاں آکر بولا تھا ہمارے چہرے پر خوشی اور آنکھوں میں آنسوؤں کی وجہ تھے معلوم ہے میں بھی یہی سوچ رہا تھا کاش ماں باپ زندہ ہوتے تو ہمیں دیکھ کر کتنا خوش ہوتے دی پاس آکر بولا ہاں بھائی جان بائبل میں کہا آپ نے کاش بھی رامیش کی دوست نیل آریہ کے زندہ ہوتے تو ہماری اس خوشی میں شریک ہوتا بھی اس رسم سے فارغ ہو کر اب عدیل کے گھر کے باہر کھڑے تھے ڈاکٹر فرحان اور ڈاکٹر سراج ایک دوسرے کو ٹھٹھان مکمل کرنے کی مبارکباد دے رہے تھے عدیل بولا فرحان۔

سراج ہمارے جونی بابا کے چہرے کی پلانکس سر جری زبردست ہوتی چاہے ٹھیک ہے عدیل میں چلنا ہوں اب جونی بابا ناگ راج کو چار کر کے گئے ہندو گائی میں بیٹھ گیا اچھا دوستو ناگ راج کا خیال رکھنا گڈ بائے اب رامیش چندر گاڑی میں بیٹھ کر شہر چلا گیا جیکہ سیر اور سائزہ باگھ راج انہیں ادا کر رہے تھے تینوں بچوں کے ہاتھ میں ناگ راج اس وقت بھی بیٹھا ہوا تھا جو سب کچھ دیکھ رہا تھا عدیل نے وہی یا سر اور ڈاکٹر جمیل کو جاتے ہوئے دیکھا تو بولا ارے ارے۔۔۔ یہی تم کو کہاں گیا جا رہے ہو میرا اگلی گاڑی میں سائزہ اور جونی کو کھڑا کر خود را نیوگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا میں تو کسی ناگن کی تلاش میں جا رہا ہوں عدیل انتظار کر۔۔۔ دی بولا تم سب اور چھوٹے پڑاؤ انتظار کر رہا ہوں عدیل نے کہا شہنشاہ طاہرہ اور آریہ اس وقت کہاں کی تھوڑی کر رہے ہو کی بولا بھائی ہم ایلو وائس میں ہوں مائے گا سوچ رہے ہیں کدھر جائیں۔۔۔ یقینی ہوں۔

عدیل یہ سن کر حیرت سے بولا تو عقب میں ٹھیکہ بانیوں نے اور ان کا نام بھادر جان زور زور سے تھکھک کر

بٹنے کے بعد عدیل نے اپنی جوتی ہاتھ میں پکڑ لی ابھی بتاتا ہوں تجھے میرا اب جمیل یا سر اور دی کے آگے آگے طاہرہ شاندار اور آریہ بھائی ہوئی جاری تھیں جبکہ عدیل سے پیچھے جونی ہاتھ میں پکڑے بھاگا جا رہا تھا ناگ راج بھی جلدی سے ان کران کے پیچھے کر کے اندر آ جا چکا تھا اور ماہٹنے ہوئے ناگ راج کو جاتا ہوا دیکھ کر عدیل کو آوازیں دینے جا رہی تھی ایک ایک بار پھر سے ایک گھر میں کی خوشیاں دینے پھر سے ڈال دینے تھے شاندار طاہرہ اور آریہ کی شادی ہو گئی یا سر دی اور جمیل آج آکٹے ہی ہی ہونے مائے نے لیے مری پلے جہاں انہوں نے عین دن گزارے آج وہ آخری رات گزار رہے تھے۔

یا سر نے کھلی کڑکی سے باہر ایک لڑکا کا سا بے دیکھا جونی ٹھیک دیکھا کر غائب ہو گیا یا سر پتے ہوئے کڑکی بند کر کے طاہرہ کے پاس آ گیا وہ اس کا بیکو نظر انداز کر دیا جتنا شہنشاہی زندگی خوشگوار انداز میں گزارنے کے لیے اب دوسری جگہ جاتے تھے کیا یا سر کی زندگی میں پھر سے کوئی یا سر طوفان آئے گا اس کے متعلق کوئی بھی علم نہیں رکھتا تھا کیونکہ وہ خون آشام ناگن کا خاتمہ کر چکے تھے انہیں ایک جیون سائی کی تلاش تھی جو ٹھٹھان لیا گیا یوں احمد آباد پھر سے اس کا گہوارہ بن گیا۔

گزشتہ دن گزاراقت اور اس کی واقعات آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ قہمبر ہیں کوئی بھی اس ناگن کے متعلق جانتا یا اس کی کہانیاں سن سکتا ہو کر کوئی بھی کہتا اس ناگ دیوی کی حقیقت کیا تھی اس کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔۔۔ جیون لوگ خون آشام ناگن کے خاتمے پر پورے احمد آباد میں جشن منا رہے تھے اور زندگی ایک بار پھر سے نئے انداز میں شروع ہو گئی تھی والی دانی چاندی چودھوں رات کو کچھ نہیں ہوا کیونکہ اس ناگن کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو چکا تھا اور وہ اپنے انجام پہنچ چکی تھی۔



مال

a) اس کی خدمت میں اپنے اوپر لازم کر کے جنت مال کے قدموں کے تھے۔ (مقلوہ شریف)

b) دنیا میں سے زیادہ ضرورت کی کوئی ہے نہیں۔ (مغل جبران)

c) جس کی مال میرا ہے وہ اس کا کائنات کا نفس ترین آدمی ہے۔

d) کوئی اس حقیقت کو جان لے کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ میرا ہی ہستی ہے تو وہ بھی کسی مال کا نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے۔

e) کتنا بقیہ ہے وہ جہاں کے ہوتے ہوئے اس کی محنت حاصل نہ کر سکے۔

f) جس کے دل میں اپنی مال کے لیے محبت ہی محبت ہے وہ زندگی کے کسی موز پر ٹکست نہیں کھا سکتا۔

g) وہ ہستی جس نے نہیں زندہ رہے اور آزادی سے زندگی گزارنے کا نہیں دیدہ نماری مال ہے۔

h) دنیا کا کوئی بھی رشتہ مال سے زیادہ پیارا نہیں۔

☆ قلم ان اعمان سر یا نوالہ



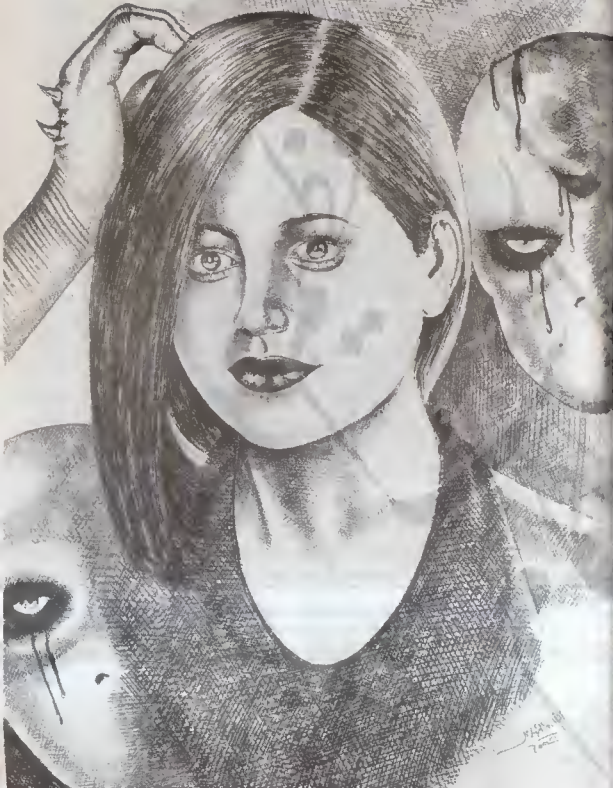
پراسرار آدمی

--- تحریر: ریاض احمد - لاہور - قسط نمبر ۶ ---

میری نظرس اس جگہ جم گئیں جہاں مجھے بتایا گیا تھا کہ جہاں سمندری پانی کی فٹ تک اوپر اٹھنا شروع کرے گا سمجھ لیا وہاں سے وہ باہر نکلے گی میری نظرس سمندری پانی پر محوم رہی میں کسی طرف سے پانی اچھلتا ہے اور پھر یکدم میرا دھیان جہاں میں بیٹھا ہوا تھا اس کی دائیں طرف پڑتی جہاں سے پانی اوپر یوں اچھلتے لگا جیسے بہت بڑا پانی میں طوفان آنے لگا ہو میرے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی میں کوشش کر رہا تھا کہ اپنے خوف کو دلوں لیکن ایسا کرنا میرے لیے نامکن رہا تھا۔ یہ قدرتی خوف تھا جو میری رگوں میں ایسا تھپ تھپ کر رہا تھا جس جھر کے پیچھے چھپ گیا کہ وہ مجھے دیکھ نہ سکے پتھر کے پیچھے چھپنے کے بعد میری نظرس اس طرف ہی لگ گئیں جہاں پانی کی فٹ تک اوپر اچھلتا جا رہا تھا۔ کافی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا پھر مجھے اس میں سے ایک کسسا اچھڑا ہوا دکھائی دیا اس کو دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا کیونکہ اس کے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا گیا تھا وہ بالکل اس کے برعکس تھی وہ عام انسانی جسامت والی تھی اس کا چہرہ چاند کی روشنی میں چمک رہا تھا وہ پانی کی لہروں پر چلتی ہوئی کھڑے کی آئی تھی۔ ایک کسسی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

کویتین ہی نہیں آ رہا تھا کہ شاید اس کے لیے اس قدر بے چین ہے وہ اس کو اپنانے کے لیے اس سے بچی۔
نا سیکلے زیادہ بے قرار ہے وہ تو سمجھ رہی تھی کہ وہ ہی صرف اس کے لیے دیوانی ہوئی پھر ہی ہے اس کو اس کی پرواہ نہیں ہے لیکن اب اسے کویتین ہو گیا تھا کہ جس طرح وہ اس کے لیے بے چین ہے اسی طرح وہ بھی اس کے لیے بے قرار ہے اس کی خفی کا کوئی بھی ٹھکانہ نہ رہا تھا۔ واقعی شاید تم ایسا کرنا چاہتے ہو اس نے بے چینی سے انداز میں کہا تو وہ دس دیا اور بولا ہاں نا سیکلے میں واقعی ایسا ہی چاہتا ہوں اور تم میرے دل کی کیفیت کو نہیں جان سکتی ہو میں تمہارے لیے ہے تاب رہنے لگا ہوں اور اب میری سب سے بڑھ خواہش یہی ہے کہ میں تم سے جلد از جلد شادی کروں شکر ہے یا تمہارے دل میں میرے لیے تڑپ تو پیدا ہوئی میں تو کب کی یہ چاہ رہی تھی کہ میں کے ہمیں اپنانے میں کامیاب ہوں گی میرا مقصد نہیں حاصل کرنا تھا بلکہ تمہارا بیچارہ حاصل کرنا تھا جو مجھے ملنے لگا ہے۔

پانی کے نلوں کا چل چل میں نے کر لیا تھا مجھے ذرا بھی خوف نہیں آیا تھا کیونکہ اب میرے ساتھ صرف نا سیکلے نہ تھی بلکہ یوٹا بھی مجھے کسی بھی کام کا کوئی بھی خوف نہیں آیا تھا وہ دیوانی شکر ہے میری جان تم اسے مقصد میں کامیاب ہو گئے اب میں ناک دیا تاکہ پاس کا ہونا دوگا وہاں جا کر ایک دوسرے کو ہمیشہ کے لیے حاصل کرنا ہوگا میں نے کہا ٹھیک ہے میں خود بھی ایسا ہی چاہنے لگا ہوں میں چاہنے کو تیار ہوں کل میں چاہتا ہوں کہ تم کو اب جلد از جلد حاصل کروں نا سیکلے تم نہیں سمجھ رہی ہو تم نے تجھ سے کیا کر دیا ہے پورے چلنے چلنے تمہاری ہی صورت نظر و سامنے گھومتی رہی ہے شاید باتیں کرنا جا رہا تھا اور وہ خوشی و مسرت سے دھجھکتی جا رہی تھی بولی شاید جان جان رہتی تھی میں بھی یہی وقت رہ گیا ہے اور کل کی رات چاند کی چوہو حیران رات سے کل، ہم دونوں ہی ناک دیا تاکہ سوراخ پر چلیں گے تم کسی بھی قسم کی ٹکر نہ کرو اور دلوں کو ملانے والے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگ ان کو اپنائیں جس کو ہم چاہتے ہیں وہ لیٹا وہاں تم کو ایک عزت کا مقام دیا جائے گا ایک نئی سوچ ایک نئی امید دی جائے گی اور ہوسکتا ہے کہ میری حفاظت کے لیے وہ کوئی طاقت بھی تم کو دے دیں۔ طاقت کا نام کس میں نے کہا ہاں اگر ایسا ہو گیا تو میں کامیاب انسان بن جاؤں گا ویسے تمہاری بات ٹھیک ثابت



چونکہ اچھے اور ابراہیم کو دوسرے کا منہ دیکھتے گئے ہر ایک درست لگتا تھا کہ میں شاید اس کو حاصل نہ کر سکوں گا یا ایسا ہی ہوتا تھا۔ تاہم راجہ رام چندوں کے سامنے کھڑا تھا وہ ناک ٹوڑ کر غصے سے پہلی ہوئے تو تھا تاہم تسلیم نہیں کیا کہ میں اس کے بہن کو توڑ دینا چاہتا تھا۔ بلکہ اس کے پاس آئے ہوئے بولا اور اس کیلئے اس کو ایسے جادوئی جیسے اس کو یقین نہ ہوا تھا کہ وہ واقعی اس کے سامنے ہے۔ اس کی زبان خاموش تھی وہ کچھ کہہ نہیں کر رہی تھی صرف اس کو دیکھتے جادوئی تھی۔

یہی سب باتیں نہ کر دیں کہ وہ بدل گئی تھی تو تمہاری محبت بھی تو کوئی دھرتی موت کے خوف سے ڈر کر اسے اس کے چھوڑ کر چلے آئے یہ کسی محبت ہوئی تھی تو کچھ اس کو چاہے تھا کہ اس کو اپنے ساتھ رکھتے تھے تو محبت چھوٹ سا لگا ہے اس کی باتیں کر میں جس چپک سا لگا اور اسے دیکھ کر یاد ہو جاتا ہے کہ وہ لڑکا میں تنہا کب رہا ہوں کہ تمہارے دل میں اس کے لیے کبھی نہیں ہو تو مرنے لگیں اس کو کسی کے حوالے نہ کر گئے تھے۔ جاؤ اس کے پاس انہی محبت کو حاصل کر لو اگر ناک دیتا ہوں ان کی شادی کر دو اگر کچھ بھی اچھا نہیں ہے گا بد کیجیو میں تمہارے ساتھ اگر تم چاہتے ہو کہ تم اس کو کوئیں چھوڑنا ہے تو ہر روز دس لوٹ جاؤ زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے موت سے ڈرو نہ بلو الا کام تھا ہے اس کی باتیں نہ کریں

میری بات نہ کرو وہ بلا بلا میں ایسا ہوسکتا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ میری طرح مجبور ہو کر اس کے کام کی تیار ہی ہوا ورنہ ہماری طرح بہت ہی دبی ہو جائے لگتا ہے کہ وہ میری باتوں میں آجائے گی اور اس کی موت کا راز مجھے دے دے گی اور نہ ہی دے تو میں اس کو اس کی آزادی کا بیج دے دوں گا وہ مان جائے گی۔ ہاں ایسا ہی کرتا وہ یقیناً مان جائے گی۔ ہم دونوں ایسی ہی باتیں کر رہے ہیں کہ وہ کبھی کبھار شروع ہو گیا یوں سمجھتا تھا کہ مجھے اس کو کوئی انکار لے جا رہا ہو میں سمجھ گیا کہ جادو کر کے اس کو میرے ساتھ دیکھ لیا ہے یا پھر اس کو اس کی ضرورت نہ پڑی ہو۔ میں ایک بار پھر تنہا رہ گیا تھا جو تیرے ہی پیر اور حیان نالیکہ طرف گیا میں اس کے بارے میں سوچنے لگا کہ اس کی محبت جنس بنانی تھی یا نہیں بہت دغے کرتی رہی تھی کہ وہ میرے بغیر کسی کا نہیں ہو پے گی لیکن اسے اپنے بارے میں کوئی دیکھنے ہی وہ بدل گئی تھی اور یکدم مجھے چھوڑ دیا۔ لیکن میں نے اس کی محبت کو اس کے بدل جانے کو دل پر بند کیا کیونکہ مجھے اس سے محبت تو ہونے لگی تھی لیکن اس سے مجھے خوف بھی تھا کہ وہ ناگہن سے کسی بھی لمحے مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے اور شاید اس میں کوئی میرے لیے بہتری کی کہ وہ بدل گئی وہ نہ ہوسکتا تھا کہ اس کو وہ میرے لیے نقصان دہ ثابت ہو جاتی اور میں اسے فیصلے پر پہنچتا تارہ جاتا۔ رات میں نے وہاں ہی گزار دی پھر مجھ سے بہت دور تھو مجھے روشن نظر آ رہے تھے روشنی کا ایک لادہ مجھے دیکھا میں دسے رہا تھا جو یہ بات تھا کہ ناگ دیتا یا بیوقوف کو قمع کر کے بعد ان کو کچھ نہ کچھ بکھرا ہوا ہوگا اور پھر جب ناچنا چپے گا میں اس کی خوشی خرم کر دے گا تب وہ چھپا نہ سناں رہ جائیگا وہ نہ جانتے وہ اس کا سبب چلے جائے گی۔ اس کی طرف سے سوچ بیٹے ہی ہار دیتی کی طرف چلی گی مجھے اسے دس کچھ دھوکے ہو گئے اور مجھ سے ہاں سے ایک طرف جاتا تھا لیکن وہ بھی چل گیا۔ لیکن خبر کوئی بات نہیں میں اس کو آزاد کرالوں گا وہ جہاں بھی ہے ایک نہ ایک دن ضرور آزاد ہو جائے گی۔ اور یہ آزادی میں اس کو دوں گا ایسی ہی سوشل میں رات مجبور چوڑا رہ جائیگا مجھے کب نیند آتی اور میں سو گیا۔



میرے سامنے شخص ملتا ہوا سمندر تھا اور میں اسے پھر پر چیخا ہوا ان سمندر کی لہروں کا اچھلتا ہوا دیکھ رہا تھا آج کنی دن کی مسافت کے بعد میں سمندر کنارے آ جا تھا ہونے لگے تھے ایسے ہی سمندر کی بات تھائی تھی کہ وہ اسے ہی سمندر میں رہتی ہے جہاں ہر طرف طوفان کی طرح اپنے بانی کو اچھلتا جا رہا ہو ابھی پورا ہفتہ جا تھا اس کو باہر نکلنے کے لیے اور میں چاہتا تھا کہ میں اس کو دیکھ سکوں کہ وہ کہاں سے نکل کر کس طرف جاتی ہے تاکہ میں اس کا پیچھا کرتا ہوا اس جگہ جا پہنچوں جہاں وہ ایک ہفتہ سو کر گزرا ہے اور پھر سمجھتی تھیں مجھے یکدم ایک دھبہ کا خیال آیا جو میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا جو میں گزیرے کر کے اسوچ رہا تھا کہ میں اس پہلے سے میں ڈرتا تھا کیونکہ مجھ کو مایہ جاسا تھا لیکن بہت ہی خوفنے کا تھا میں پہلے ہی روز جنت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور ایسے واقعات کا سامنا کرنا پڑا جو کرور دل کو خرنے کو لگا رہا تھا اس ایک وجہ سے میں اس جگہ کو نہیں گئے کہ وہ سوچتے ہوئے ہی نہ کرتا تھا اور آج میں اس کو کرنے کا پختہ ارادہ کر گیا تھا۔ یہ سات دن کا چلنا تھا کہ میں کوئی نہ کرے گا تب بھی تو دھکیلی اور میں ایک ہفتہ میں یہ چل کر کے کا سوچنے لگا میں اپنی نئی طاقت کے ذریعے اس جگہ کو جانا چاہتا تھا جہاں وہ ایک ہفتہ رہے گی ہاں مجھے وہ چل کر نا ہوگا مجھے اب اس کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا۔ کو کہ میرے لیے بہت مشکل تھا اور خوف کا تھا مجھ اب جو بھی قیام کرنا تھا اور جادو کی موت کا باز لیا تھا اور پھر میرا یہ ایک دور سے خیال نے مجھے خوفزدہ کر دیا تھا لیکن وہ ہستی نہ ہو گئی کسی ہو گئی جو ہر وہ کام کرتی ہے جو کوئی بھی جن جہوت یا دوسرے نہیں کر سکتے ہیں۔ وہ کیا بلا ہو گئی کسی ہو گئی میرے تصور میں اس کا ایک خوف کا تصور ابھر نے لگا ایک ایسا تصور جو کوئی سوچتے ہوئے میرے خوف سے رونے لگتا

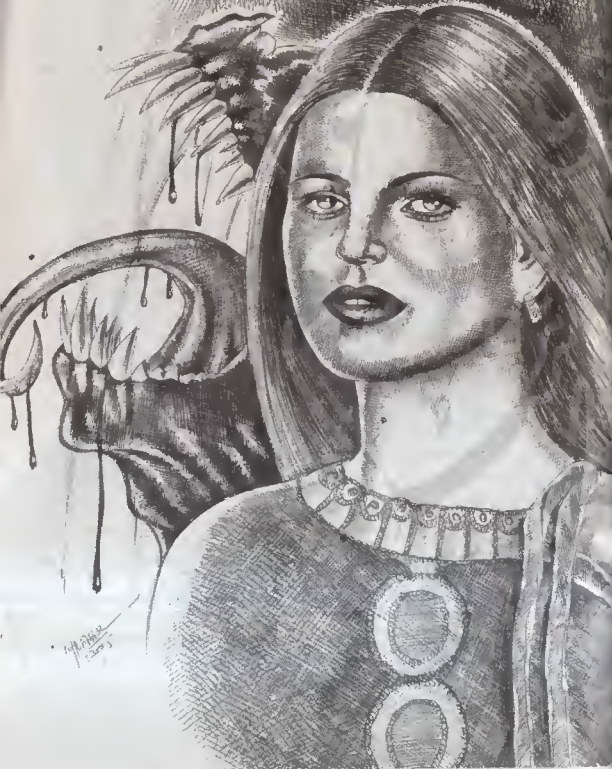
کھڑے ہونے لگے لیکن پھر میرے اندر کوئی جھجی ہوئی طاقت ابھر نے لگی کہ مجھے یہ چل کر نا ہوگا اس کا مقابلہ کرنا ہوگا اس سے جادو کی موت کا راز لیا ہوگا۔

بہن ایسی سوچ نے میرے اندر کوئی عجیبی طاقت بھری اور میں اٹھ کھڑا ہوا ابھی بہت رات پڑی ہوئی تھی میرے چلنے کی وقفہ مجھے یاد تھا میں نے کئی بار اس کو یاد کیا ہوا تھا یہیں سالوں سے میں زبرد ہر رات رہتا تھا میں اسے اٹھ کر کوئی ایسی جگہ تلاش کرنے لگا جہاں میں یہ چل کر سکتا جگہ ہر طرف ہی ٹھیک کی لیکن میں محفوظ جگہ دیکھا چاہتا تھا کہ چلے کے دوران بارش وغیرہ ہو جائے تو بارش سے محفوظ رہ سکوں میں ادھر ادھر گھومنے لگا سمندر سے میرا یہ پہاڑی پہاڑ تھے اور ہر طرف پتھر کی ٹہنی میں تھے اور ادھر ادھر گھومنے پھرنے کے بعد ایک جگہ تلاش کر لی ایک غاری چھوٹی ہی غار جہاں اب بھی ہوا جاسکتا تھا اور لینا بھی جاسکتا تھا وہاں لگا تھا کہ یہ غار کسی کے لیے بنائی گئی تھی کوئی شخص یہاں چلے وغیرہ کہہ سکتے ہیں اسے جگہ کو کبھی طرح سانس کیا اور پھر چلے کے لیے کھڑا ہو گیا چلے شروع کرتے ہی مجھے خوف سا آئے گا کہ یہ قدرتی خوف تھا جو مجھے ڈراتے گا یوں لگنے لگے کہ مجھے اس کو بہت بڑی باتیں سے میرے سامنے آجائے گی اور پھر ایسا ہی ہوا ابھی چلے شروع کیا کہ میری گردن کی تکی ہوئی گھٹنے لگا کہ مجھے سمندر میں ایک بہت بڑا طوفان آئے لگا ہوا اس کے پانی کی آواز میں خوف کی بھری جانے لگی میں ایسا منظر دیکھ کر کاپ سا گیا یوں لگے کہ مجھے سارا سمندر میرا ہوا تھا کچھ بھاگنے کے بارے میں گاہے۔ اس کے پانی میں خوف کی بھری جا جاتی تھی اور رات بھر ایسا ہی ہوتا رہا ہوا تھا مجھے کچھ کی نہیں لیکن یوں سوں ہوتا رہا کہ مجھے بہت کچھ ہونے کا پیرا تھا لہذا فکر کے غم ہو گئی میں سکون کا سانس لیا صبح ہوتے ہی میں سمندر کنارے چلا گیا اور پانی کی ابھرتی لہروں کو دیکھنے لگا اس میں وہ جوش نہ تھا وہ خوف نہ تھا جو رات کو میں نے محسوس کیا تھا۔ وہ کئی طرح اپنے ہی محسوس جوش میں تھا میں رات بھر تھا۔ پورا دن میں میری ہر گزارا یا نیند آنے کا نام نہ لے رہی تھی میں دل میں ایک ہی خواہش کی کہ میں اس جادو کو قمع کر دوں جس نے اور اس کی زندگی کو عذاب بن کر رکھا میرے دل میں اور کچھ بھی نہ نہا کیلئے بارے میں میں نے سوچنا چھوڑ دیا تھا کیونکہ وہ میرے لیے بے وفا کی حیثیت رکھتی تھی اس کے بارے میں سوچنا خود کو گھبراہٹ کا قیام تھا اور اٹھ کر وقت سے پہلے ہی میں نے اس کی سوچ کو جان بلیا تھا اور نہ جانے میری زندگی کے لیے کتنی چیزیں سوچ بوج ڈھلنے کا میں سمجھ رہی آرام کرنے کی غرض سے اپنی اس عمارت میں چلا گیا جہاں میں نے چکر مارا تھا میں نے سمجھا تھا کہ میں اسے لیٹ گیا لیکن نیند نہ آ رہی تھی مجھے ہونے چکے میری ہو گئی کیوں لگا جیسے ان پہاڑوں میں کوئی موجود ہو مجھے اپنی غار کے قریب کسی کی سرور کی آواز سنائی دی۔

اس کے اندر میں پہنچتی کی اور اس کی زبان پر میری اپنی زبان تھا۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میرے علم نے مجھے بھی بتایا ہے کہ وہ اس جگہ موجود ہے سمندر کے کنارے ہے جگہ دکھائی تھی لیکن میں جہاں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا ہے یا نہ تیلنگی اب نہ تیلنگی ہی آواز تھی جو کسی سے مخاطب تھی یقیناً وہ ناگہ راج ہو گیا جس سے وہاں کر رہی تھی اور اس کو ساتھ لے کر وہ یہاں تک آن پہنچی تھی مجھے یہ بھی کہیں تلاش کرنی ہوئی تھی تک آئی ہے اسے اب مجھ سے کیا کام ہے میں اس کی آواز سننے کے بعد سوچنے لگا اس سے مل کر وہ خود میرے عارض آج آج میں مجھے خود ان سے ملنا چاہیے۔ ہاں مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے میں نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا اور پھر مجھ کو تار سے باہر آ گیا وہ ایک طرف سمندر کی طرف جا رہے تھے میرا اندازہ نہیں تھا کہ یہ تیلنگی ہی اور اس کے ساتھ ناگہ راج ہو گئے تھے میں نے اس کو کھانا میری آواز سننے میں ان دونوں نے مزے کر رہی تھیں ہر طرف دیکھا میں نے محسوس کیا کہ مجھ سے کچھ کہنے کے بعد ان سے کیوں پرستار بن گئے تھے یہ تھی اور وہ میری طرف بٹے شاد تھا یہاں وہ ہم نے تم کو کہاں کہاں تھا میں نہیں کیا ہے تیلنگ۔ میرے پاس آتے ہی کہا۔ لیکن میں نے اس کی بات کا کوئی بھی جواب نہ دیا۔ شاید اب کی بار ناگہ راج نے کہا۔ میں تمہارا شعر یہ ادا کرنا چاہتا تھا کہ تم

تار عنکبوت

--- تحریر: خالد شاہان لوہار۔ صادق آباد۔ خری قسط۔ ---



ہوئے دیوی کی کراہی تھی اور پھر بابو نے دیوی کو اپنے سر سے لڑھک کر گرتے ہوئے دیکھا تھا بابو کے سر سے وہ جتنی ہوئی اٹھ چکی تھی جس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے کس کالی چرن کا بارے میں مدد کرے گی اب تو زندگی بھی ایک غیر یقینی حد پر آکھڑی ہوئی تھی بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ بابو اب بھی موت کے دہانے پر کھڑا تھا کیونکہ یہ ایسا نہ نظر نہ آ رہا تھا جو بابو کو یہاں سے بچ سکے صرف دیوی کو یہ نظر تھا جو باطل ہو چکا تھا مدد سے بابو کو دل ڈبٹا گیا اور پھر بابو نے اسی حال میں ایک حیرت ناک منظر دیکھا بابو کے سر پر بکھرے ہوئے خون کے قطرے اپنا روپ بدل رہے تھے دیوی کے خون کے قطرے اپنا روپ بدل رہے تھے دیوی کے خون کے ہر قطرے سے ایک اور دیوی تخلیق ہو رہی تھی چشم زدن میں بابو کے سر پر دیوی کا بھوم نظر آنے لگا خون کے قطرے سے تخلیق پائے والی دیویاں جھدک جھدک کر بابو کے سر سے غائب ہوتی رہی غالباً وہ دیوتاؤں کے مقابل جاری تھیں شیو کی سیما میں دیوی کی ہلاکت سے جو حکومت پھیل چکا تھا وہ ایک بار پھر بارہ بار ہو گیا دھماکا بابو کی ساعت پر پہاڑوں کی طرح برستے لگے اور کوئٹہ کی کڑی ہوئی بنگلان بابو کی بصارت کو اندھیرے میں دھکیلنے لگی اس بچکے کو دیکھ کر بابو اس کے علاوہ کچھ نہیں سوچ سکا تھا کہ دیویاں کا انہو کبھر دیوتاؤں پر حملہ آور ہو چکا تھا بابو کے سر پر بیٹکڑوں پر دیویوں کی تخلیق ہوئی تھی لیکن اب صرف ایک ہی دیوی تھی جس کو بابو نے اپنے سر پر جوڑ پایا اس قیامت کا شور و غل میں بھی اس کے دھشتاں قہقہے صاف سنائی دے رہے تھے وہ دیوتاؤں پر خشم رہی تھی اور ان کا ستر اڑا رہی تھی آج فیصلہ ہو کر رہے گا مہادیو! دیوی چیخ کر دیوی دیوی شیو کی گھن کرچ سے بابو کا ستر لرز کر رہ گیا آواز کی لہریں طوفانی بیٹھڑوں کی طرح بابو کے کمر سے گھرائی گئیں اور اپنے ترخوں کی طاقت کو ایک بار پھر آزمائے دیوی کی مستحکم رائے والے انداز میں کہا لیکن بابو یہ نہیں دیکھ سکا کہ دیوی کی اس دگوت مبارزت کا شیو پر کیا اثر کیا درمحل ہوا تھا کیا رنگی ایک سرخ آندھی تھی اور سب کچھ اس کی لپیٹ میں آکر بابو کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا بابو کو سب کچھ زیر و زبر ہوئی محسوس ہوئی تھی دیوی نے جو دیوی کی قیامت پر یہ حالات نہ ہر تقدیر کر رہے تھے کہ دیوی نے یہی تو کہا تھا کہ جب وہ گل کر مقلے پر آئے گی تو ایک عالم زیر و زبر ہو جائے گا جو حیرت کی کدو اب تک کیونکہ بچا ہوا تھا اسے بھی اس بچکے کی زد میں آ جانا پڑے گا کہ بابو اس ہولناک جنگ میں کوئی فریق نہیں بن سکتا تھا لیکن یہاں کے ساتھ ساتھ بھی تو پس جاتا ہے تو پھر آخروہ کیسے چار بار بلیقینا وہ دیوی ہی تھی جو آج طاقت بن کر ابھرنی لگی تھی دیوی کا وہ عمومی سا کردار آج عظمت و دجروت کی لافانی مثال بننے والا تھا اس شدید بچکے سے بابو کے اعصاب اس بری طرح متاثر ہوئے تھے کہ اس پر غشی غاری ہوں سے لگی تھی اب بھی خود کو مستحکم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہو سکا وہ بڑھکدوہ خوراب بابو کو بہت دور سنائی دے رہا تھا یہ فاصلہ بڑھتا گیا کچا پھر سنانا خاموشی چھائی چلی گئی اور بابو نے ہوشی کی سرد سبزہ راویوں میں ڈبٹا چلا گیا۔۔۔ ایک منٹ ہی گزرے اور خوفناک کہانی۔

ان دونوں کے گرد جال کی گرفت مضبوط ہو جانے کے بعد دونوں جوان واپس مڑا اور ناگ بھوئی کی اڑتی چلی پڑا یہ دونوں میں سخت اور ناہموار زمیں پھٹنے ہوئے اسے مت میں ملے جانے لگے اس بار جال کی ری ان ساتھوں ناگوں کے دہانوں میں پھنسی ہوئی تھی زمیں پھٹنے پھٹنے جب بابو اس ڈھلان پر پہنچا تو اس کا بدن اس

جال بہت لڑھکا ہوا تیزی کے ساتھ قصبہ کی جانب چلا گئے رسیاں گرفت میں ہوں سے کے باعث چند روز بعد رک گیا کیوں کے باعث باجوڑ جڑوئی کر رہا جا تا کہیں سکے کے باعث بابا اس سے مراد سزا کے ناخوشگوار اثرات سے محفوظ رہنا تا سخت پیش کے عالم میں کشیش ناگ کو گالیاں دینے جا ہی جس نے غفلت اور بے خبری کے عالم میں وارکر پھر ایسا روایتی بدولی کا عجوبہ اور حلالان میں نظر پڑے باجوڑ کو درواں درواں کا پٹا چھوڑ دے روح فرساور اور پھر ایسی کی غفلت میں رہا کہ وہاں تک پہنچی کہ اس کے انتظام پر تاحد نظر سبائی اور اندر جیسے کے دراج تھا اندر سے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہاں کیا ہے اس شہب کی گہرائی اور وسعت پر حیران اس کو ہلکا گیا کہ اوپر کی حصہ قہارہ بھی لیا تھا مگر کیونٹ بلند تھا اور وہاں دور دور تک نہیں کسی روشنی نہ نظر نہیں آ رہا تھا خود اور بہت کے باوجود بابا اس کو ہلکا غاری ساختہ اور وسعت پر حیران ہوئے بغیر شدہ کہ آسمان کے سامنے اور روشنی کی کرنوں سے محروم تھے وسیع اور گہرے سے زور میں غار کا تصویر تک باو کے لیے ناگہن تھا لیکن اس وقت باجوڑ وہاں حالات کا اسے پتہ نہ تھا وہ دونوں جال میں پھنسے ہوئے آہستہ آہستہ کھڑی ڈھلان سے پھولنے لگے تیز روشنی کا دائرہ اس کے ساتھ ساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اسی ڈھلان پر جا پہنچا سخت شائوں اور کیلے کانٹوں والی سیاہی اور ٹیلا ہوتے باہل خورد ہماڑیوں کا جنگل پھیلا ہوا تھا آوارے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہاں حلالان کی ترانی بھی ایسا ہی جنگل پھیلا ہوا ہوگا اور شاید وہی ان کی منزل تھی وہ اس وقت ناگ بھوی کی کہ ہوں اور تیرا انسانی دنیا میں داخل ہو چکے تھے انسانی ایک ڈھکائیوں کے لیے موت کا سایہ ہمیشہ ایک سکت چھاتا تھا وہ ہر طرف سے ناگن سائیلوں اور تڑھوں کی دیواروں سے ڈالی آواز میں ابھرتی ہوئی سنائی دے رہی تھیں ناگ اپنی زبان بند کر کے دور نہ رہتے تھے نہیں معذور کروں گا نہ کسی کی ہوتی ہوئی مغلطات پر چراغ باجوڑ اور برسے خود پر دو جوان خرابا تو فرسور و برہنہ رہے لیکن مردانگی تھے چھوڑ کر نہیں گزری تھیں ایک بے یار بہت تھے ناگوں کو معلوم ہے کہ بگڑا رہے تھے اپنی حرم کا گھرانہ مقرر کیا ہوا ہے تو بدلی کے ساتھ جیسے معذور کروں گا نہ لیکن بہادری کے ساتھ مقابلہ کرنا تیرا تیرا فطرت کے خلاف ہے تا کی سخت غصے کے عالم میں چیخ کر بولی اس وقت غیر ارادی طور پر باجوڑ کی زبان پر بابائی کے بتائے ہوئے کلمات رواں ہو گئے اور ان کے گرد کسا ہوا جال دھواں بکرا انفا میں تحلیل ہو گیا اور روشنی بھی کدیم قائب ہو چھندوں کی قید سے رہا ہوتے ہی باجوڑ بدان حلالان سے پیچھے کھینچ کر تھوڑی سی مسافت کے باوجود بابو نے بڑی جاہلانی سے ادھر سے ادھر ہر جا رہا اور پھر ایک سخت اور خاردار ہماڑی میں باجوڑ گرفت میں آگئی اور باجوڑ کا جسم ساک جھٹکے کے ساتھ رک گیا اس وقت اس کے قریب نہ جاس کے قبضے میں آئی بڑی سختی معلوم ہوتی ہے گھوڑا جیسے ہر اس کو جوان کی گرفت اور سنائی دیا شاید وہ اپنے دو ہاتھوں سے کامیوں سے قائب میں ہانک کر کھینچ رہا ہے اسے میں جال سے نکل کر باہیں جانب ہلکا ہلکا قائب تک دے دوں گا میں اس سے پیچھے نہیں ہوں ناگ کی کوئی حد نہ تھی اسے ہتھ بھال ہو چکی کہ اور بابا اب ان لوگوں سے بکرا جانے کے موڈ میں آچکا تھا اس کی آواز سے کافی حد تک باجوڑ کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس وقت تک موجود ہے لیکن بابو نے مصلحت اسی میں جانی کہ اس سے مقابلے کے بجائے اس کی طرف کمک چلاؤں وہ خود بھی بابو سے خائف ہو چکا تھا اور اب باجوڑ چھوڑ کر ناگ کی گھاٹ میں لگا ہوا تھا ہوا بابو نے نگہ رانی کی خاطر مشکلات مول لینے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے خاموشی مناسب بھی راج کر ماری اس وقت بابو کے قبضے میں بھی اور بابا اب اس سے بھی کا لینے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن بابا اس عمل سے ناواقف تھا جس کیسے دڑیلے اسے منور سے اس کے اصل روپ یا انسانی شکل میں لائے کیسے کیسے اس کی موجودہ حالت باو کے لیے بے سود تھی۔

بے شمار چھوڑوں کا شور سنائی دیا تھا جب باجوڑ کو اولین ہو گیا کہ مریدان صاف ہو چکے تو بابو کے آگے بڑھے کا ارادہ کیا اور اسی وقت باجوڑ کی محنت کا احساس ہوا ناگ بھوی بابو کے لیے اچھی اور برسرِ سر میں اس کی وقت بابو ایک خوفناک ڈھلان پر راہی ہوئی ہماڑی کے سہارے نیچے گرنے سے محفوظ تھا اس ہماڑی سے نکلے ہوئے بابو کے بازو میں ہور سے تھوڑا بابو کو بچھم تھا کہ اس کے طرف جانا چاہیے راج کر ماری سے موجودہ حالت میں مدد کی امید ہو سکتی اور ناگ نے جانے کہاں نکل چکی کیا مابا جو کو خیال آیا کہ اس کا منکا میرے قبضے میں ہے اور وہاں جس حال میں بھی ہو بابو کے طلب کرتے ہی اس تک پہنچنے کی پابند ہے یہ خیال آتے ہی بابو نے ناگ کی قلوب کیا اور ناگ کی لمبے وہ بابو کے پاس پہنچا وہ چلے گئے اس وقت راستہ صاف ہے بابو نے ناگ کو کچھنا نہیں چاہی تھی کہ لڑکھارہا نہیں چلنا ہے جانے جان پر کیا پڑھا تھا اس کی آواز میں اس وقت قدرے سنجیدگی تھی وہی کسی کے لڑکھارہا نہیں چلنا ہے بابو نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے کہا سب سے پہلے اس ڈھلان سے یہ پہنچنا ہے اس سے تھرا اڑنا بہت دشوار ہے تم یہ ہماڑی چھوڑ دو خود بخود پہنچنے جاؤ گے اس کے شور سے پر باجوڑ گھبرا گیا بابو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اس پر نظر کر رہی ہو۔

یہ مجھے کسی معلوم ہے لیکن میں نیچے کھینچ کر زندہ رہنا چاہتا ہوں بابو نے تلوار اور غصیلے میں بھی کے اعتقاد مشورے کا جواب دیا بابو بھی تھا کیوں ہوتے ہوئے بابو نے اس کے گرم گرم سانسوں کا لمس اپنی پیشانی پر محسوس کیا منکا تھا میرے پاس سے نہیں ڈرنا میری جوت نہ آئے گی بابو کی بدحواسی پر دل میں غل میں شرمندہ ہوئے بغیر نہ کہ ناگ بھوی نیچے ہی بابو پر اس کی بیانی کیفیت طاری ہوئی کسی گڑبگڑ میں کھول کر دیکھا تو ہماڑی کی چھوڑ رہا ہوں بابو نے خدمت آکر پہنچے ہیں اس سے کہا اور بابو نے ہماڑی چھوڑ دی بابو کا جسم تیزی کے ساتھ اس سنگدار ہماڑی اور حلالان پر راہی ہوئی ہماڑیوں پر سے لڑھکا ہوا اور اچھٹا ہو نیچے کی طرف جانے لگا بابو کے جسم پر کسی ضرب یا کٹکٹ کا کوئی احساس نہیں تھا اب قتا بابو یوں کے باعث دل کی دھڑکن ٹھوڑی میں کوچ رہی تھی آخرا کر ایک جھٹکے کے ساتھ باجوڑ کا جسم زمین سے جا لگا۔ بابو چند ٹھانکوں کو پھینکے بعد پڑا بابو کا سینہ کسی کو لبار کی دھوکھی کی طرح چل رہا تھا اور آگھوں کے سامنے سر سے ناچ رہے تھے جلدی اٹھو یہاں کچھ ہو چلا معلوم ہوتی ہے اچانک بابو کا قریب ہی ناگ کی گہرائی ہوئی آواز سنائی دے رہی تھی کوئی کھلے پتوں اور غاروں میں ہر وقت ٹنگڑوں سا پتہ پتہ کرتے رہتے ہیں لیکن اب یہاں سنا ہے بابو ہلکا کر زمین سے اٹھا اور ناگ کی بابو کا سینہ تمام کرایا کی طرف دوڑ پر ہی درختوں اور ہماڑیوں اور پھروں میں اچھٹے ہوئے اچھی دھوکھڑی دور سے گئے تھے کہ قتب میں ہوں سے والے پر حضور ہاگوں سے زمین زراعتی اور ایوانہ کے تل زین پر جا رہا تھا نیچے پڑے ہوکانوں میں انھیں کو کھوس لیں ناگ پوری قوت سے چھٹی ناگ رعب میں زندہ پھر کر دینا چاہتا ہے اس لیے اس نے یہ علاقہ خالی کر دیا تھا بابو نے فراس کی ہدایت کی قبیل کی سرکینڈ بعد ہماگوں کی کوچ میں کوئی تو ناگ رانی یعنی ناگ کی بابو کا سینہ لے کر آگے کی طرف دوڑوں کا دیر تک دوڑے رہے کہ بعد اس دوران اور سنسان علاقے سے نکل کر ناگ بھوی کے لیے جیسے ہے وہاں داخل ہو گئے جہاں بابو کا شور گونج رہا تھا ناگ بھی کدھر جا رہے ہوں بابو نے دوڑے دوڑے ہاتھوں میں آواز میں کہا۔ ہم اندھکھاٹ جا رہے ہیں وہ جلدی سے بولی وہ ایک جھٹکے کا تارہہ ہے میرے آنے کی خبر پہلے ہی ناگ رعب کے سامنے آگئی وہاں پنج ہو رہے ہیں ناگ بجا کو بکھر ہوں سے پہلے پہلے وہاں پہنچتا رہے وہ نہ دے مارے جا سکیں گے اندھکھاٹ بابو نے دل میں دل دہرایا اور اس کے ساتھ دو تار بابو ہوتا رہی میں شوکار گزار راستوں پر کافی دیر تک دوڑتے رہنے کے بعد بابو کے کانوں میں پھروں کے درمیان بچے ہوئے پانی کا شور مچتا اور بابو کدھر گیا کہ اندھکھاٹ آ پہنچے ہے گئے درختوں کے جنگل میں رک کر ناگ نے کافی آواز دینا آواز میں کوئی ناماوس لفظ کہا اور جواب کا انتظار کرنے لگی لیکن

ہوئے تھے اندھیرے کے باعث بابا اس مقابلے کا منظر نہ دیکھ سکا لیکن آواز میں سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ ناگنی ان سب کے لیے خاصا مشکل شکار ہے پھر اچانک ناگ بھڑکی کے اس جھکے اندھیری فضا میں دل کو زلزلہ دینے والی بھیا بیک گونج گونجنے لگی اور وہاں شدید آفراتفری پھیل گئی اس آواز سے بالوکو بھی بولا یا ناگ راجہ نہ رہے نہ میں پر پڑی ہوئی راج کمار کی گھبراہٹ ہوئی آواز میں بولی سب لوگ میری جوتلی کی طرف بھاگور نہ یہ کہانی میں گھاسنے آتی رہیں وہاں موجود سارے ناگ دوبارہ انسانی روپ اختیار کر گئے تھے انہوں نے راج کمار کی آواز کو نام نہان کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا یا دھری سے ایک طرف دوڑ پڑے بالوکو ان کے پیچھے بھاگ پڑا اس بھیا بیک آواز کی گونج کیلئے بالوکو تیز ہوئی جاری تھی اور بالوکو پڑا ناگ ان کے پیچھے دوڑا جا رہا تھا گھنڈی رہیں، بابو نے خوف زیادہ پھرتے ہی ہوئی ایک مضبوط اور بلند باؤ جوتلی کے پھاٹک کے سامنے بابا اندھیرے پر راج کمار کی تیز آواز میں بولی اور وہ دھشت زدہ بھیمڑوں کے غول کی طرح گرتے پڑے اس دوران وہاں لوگ جوتلی میں گس پڑے بابو جو بیسی جوتلی میں داخل ہوا فضا میں گونجنے والی آواز کی سخت معوم مدھم مدھم ناگ راجہ سے محفوظ رہتا تاکہ جوتلی میں راج کمار کی کی آواز نہ بھری۔

اس کی آواز کی بازگشت سے بالوکو اندازہ ہوا کہ جوتلی بہت بلند اور کشادہ ہے راج کمار کی روشنی کرو باؤ نے اونچی آواز میں اسے مخاطب کیا اندھیرے سے بابا کو باوجود دھشت ہو رہی تھی راج کمار کی یہ جھگڑے بے وفائی کر چکا ہے تو مجھ سے بھی کرکڑی نہ فائدہ کرے گا یہ انسان ہے اور ہر انسان خود غرض ہوتا ہے ابھی یہ تیری طاقت کا ہمارا جا بٹا ہے اور بہت جلد تیرے ساتھ بھی وہی سلوک کرے گا جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے ابھی تک غلٹ خوردہ اور بچے آواز میں بولی تھی پھر پریشان ہوں سے کی ضرورت نہیں ہے راج کمار اس کی صفائی کی ہوئی اور ہم روشنی میں سب سے پہلے بابو کی نظر خشک انسانی کھوپڑیوں پر پڑی جو اس دھشت کر کے کیچھت سے لٹک رہی تھی ناگنی کا جسم اس وقت صحیح سلامت تھا ناگ راجہ کی آمد کے باعث ہمارے معذور کے جانے سے فحش گئی تھی ناگنی اس وقت بابو کو لامتناہی گھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کے چہرے پر غصے کے ساتھ ہی مدد کے کی علامت بھی نمایاں تھی بابو جی راج کمار کی ایک نرم صبر پر پرائی جانے کے بعد بولی تھے میری جان بچائی اور پھر میرا شمار ہے پر اسے معذور کرنے پر رضامند ہو گئے اس کی خوش قسمتی سے اس وقت ناگ ابھرنے کے آگے نہ بھاگ سکا نہ نہ کرنا ہوتا تو یہ اس وقت اپنی بیڑوں پر نہ کھڑی ہوئی میں اپنی شرط مٹا چکا ہوں اور اب اس کا انجام تمہاری مرضی پر چھوڑ دی ہوں جو چاہو سو کرو اب مجھے زندہ نہ کرو ادھامی سچ آواز میں بولی نہیں کم زندہ ہو گئی ناگنی بابو نے بولنے کی آواز میں کہا معذور بن کر وہ بابو کی بات پوری ہوں ہے میں نے سچ سچ بولی نہیں بابو نے یہ کہہ کر اپنے ہاتھوں میں سچے سچے آواز میں بولی کہ میں بولی رہی ہوں جس کی آواز میں آگے نہ بھجھو کر اب یہ کہی ہوئی میں عافیت ہے ناگ راجہ اس وقت بابو کی طرح ناگ بھڑکی میں بھینکارتا پھر رہا ہے اور میں کو اپنے قدموں میں پامال کرنے اور شادی کرنے کے لیے وہ اس کی آنکھوں کے سامنے اس کے سینے کو تیل کے اگلے ہونے کر ڈھاؤں میں ڈالنے کی تیاریاں کر چکا ہے کسی انسان کے ناگ بھڑکی میں گس آنے کا واقعہ ایسا ہونا کہ ہے کہ ناگ بھڑکی والوں پر وہی جاسی کی کہانی تھیں لیکن میں صدیوں سے اس رھتی پر اپنی قدم نہیں پڑے تھے پر ناگ راجہ کے زمانے میں انہوں کی ہوتی ہے اور اپنی خاموشیوں میں پڑھ کر ہماری جہنم بھڑکی کی حفاظت نہ کرو سکا اور میں اس کو ختم کرنا تھا ناگ کی یادہ انسان تھا ناگوں سے کہیں دیرسیدہ ناگ سے تشبیہیں بھی نہیں کیا راج کمار اس کی کچلنے سے ناگنی کی اپنی ہی بہمت ہو جانے کے بعد کہ ایک بھلائی ہوئی نظر آنے لگی کی غائبانہ سمجھ بھی گئی کہ اب آنے والے لمحات میں میں زیادہ تر معذور راج کمار پر اٹھارہ کروں گا لیکن ناگ اب راجہ پر قابو پانے کی کماؤت ہوئی ایک اور انسان تھا ناگ کے سوال کیا۔

خبر و راج کمار کی پر خیال آواز میں بولی کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ پوچھا گیا تھا میں کیا ہو رہا ہے سب ہی لوگوں نے راج کمار کے اس خیال کی تائید میں اپنے سروں کو تکیہ دہری دھری راج کمار کے ہونٹوں سے خونفک لیکن مخصوص پھکار میں بلند ہوئے لیکن ان آوازوں کے آہٹک کے ساتھ ساتھ اس جوتلی میں پھیلی ہوئی روشنی بھاگور بھی اس میں تیز چڑھا چوندید ہو جاتی تھی راج کمار کی گھر سے انہماک کے ساتھ کافی دیر تک یہی عمل کرتی رہی اور پھر بابو نے اس وسیع حال میں ایک عجیب و غریب اور حیرت ناگ منظر دیکھا اس کے لیے فضا میں روشن ذرات سے بکھرے مخصوص ذرات تھے تھیں بابو نے سمجھا تھا میں وہ بہت بڑا تھا جیسے اس کے لیے فضا میں کبیروں کے پتھر ہو کر گئے ہوئے زندہ اور پڑھوں کی صورت اختیار کر گیا ایسا۔ علوم ہمارے ہاتھوں کا منظر بالکل واضح ہو گیا دھند کے روشن ذرات سے بنے ہوئے زندہ ماساب معلق ہو کر کھلا رہے ہوں آہستہ آہستہ وہ منظر بالکل واضح ہو گیا اونچے اونچے عجیب اور کشادہ درانیوں والے دو پہیاز کی سلسلوں میں درمیان وہ ایک گھٹکی گھائی جہاں سے شمار ساٹھ اپنے پھنوں کو بلند کر کے حرکت کر رہے تھے ان کے درمیان ایک بہت کوتاہ ناگ نظر آ رہا تھا جس کے پھن کے اوپر تاج نما کھنٹ نظر آ رہی تھی۔

وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آ رہا تھا اس ہولناک گھائی میں ایک انسانی جھولی چٹانوں کے سہارے یوں لٹکا ہوا تھا جیسے اس میں سے حرکت اور زندگی کی ہر شے نچوڑی جا چکی ہو بابو نے اس انسانی جھولی پر نظر پڑے ہی اپنے دل میں کہیں اور اضطراب کی آواز بیان نہ کر سکا وہاں قہر کی محسوس تھی لیکن وہ تمام روش سائے اتنے مختصر تھے کہ اس انسانی بیکر کی کسی اس کے کندھ والی کی شادت نہ دیکھیں کسی ایک جانب آگ کے شعلوں کی ٹپک کوندی رہی اس آواز کی برتن چڑھا ہوا نظر آ رہا تھا اور جگہ میں پر ایک نماز زندہ ہو کر بلا ہاتھ ناگ بھڑکی کی آواز سے جوتا تھا کہ اس کی روشنی میں گھائی کا منظر بالکل واضح تھا لیکن بابو پر اضطراب کے باعث بے ہوشی میں غازی ہو چکی تھی یہاں سے راج کمار کی یہ انسانی سیر کہ ہے بابو نے ہاتھوں سے ہونے والی راج کمار کی بات بابو کی بات کا جواب دینے بغیر ابھی آواز میں چھٹا الفاظ ڈاکے اور وہ دھند کے ایک مختصر نقطے میں تبدیل ہو گئی اس نقطے سے روشنی کی ایک تیز کرکڑی چوٹ رہی تھیں کہ بابو کے لیے یہ تیز کرکڑی جتنا شور مچا رہی تھی اس کے لیے بابو نے اسے اس نقطے سے روشنی کی ایک تیز کرکڑی چوٹ بازگشت ہوئی جس میں دررک گونج گئی تھی اور وہ سمجھ گیا کہ وہ نہ نقطہ چھٹنے لگا اس بار اس روشن دھند نے صرف انسانی بیکر کا روپ دھارا اور بابو نے اختیار اچھل پڑا پوچھا گیا میں چٹانوں کے سہارے لٹکا ہوا انسان بابو کی معصوم اور دھشتیاریوں کی کھٹکس کھٹکس اس کی اس کی لامتناہی تھیں شور مچا اور کرب کے عالم میں بی بی بی غزالی آنکھوں پر جھکی پڑی تھیں اس کا چہرہ ہاتھ ناگ ایک ایک نقش میں شہید انتظار اور خوف کی علامت رچی ہوئی تھیں وہ طویل صدیوں کے باعث بہت کمزور اور بھلا نظر آ رہی تھی لیکن راج کمار کی جیسے اس کے لیے بابو کی بات پوری تھی کہ تانی کے شائے جاگاتم نے کتنی کی کتنی پرکھ کر چل کر رہے تھے اس کی کوشش کی اور کب راجہ اپنے نفس و طاقت کی خاطر اپنی پرستہ زحار ہا ہے بابو کی کردار ایک الگ الگ جہنم رکھائی ایک ہی سے ناگنی ہولے ہولے بابو کا سہارا ہے ہوتے معصوم کرسن لے میں یوں نہیں ناگنی بابو اس کے منظر سے لے کر تڑپ اٹھا گیا تھی ناگنی کے ہم میرے تڑپے لکھیں کھٹکے نہ رہے کوئی انھیں نہیں سے وہ ہرانی ہوتے آواز میں بولی میں تو تم سے کہتی ہوں کہ تمہاری خاطر اپنے بیکر کی خاطر اپنی جان بھی سے دون کی تو افسوس نہ کہ لیکن جس طرح تم نے مجھے بھگایا ہے اب یہ میں دگنی ہوں راج کمار کی یہ سمجھنا کہ کوئی شایستگی نہیں تھیں تھیں لگتا ہے کہ اب میرا وقت پورا ہوا ہے والا ہے اب میرا وقت بھی میں سے یہ مہول لٹکا تھا جس میں اب تمہاری مشکل آسان ہوں گی چاہے وہ اس وقت اپنی شہادت سے یا بیت اور کردی کا شکار کی کہ اس کے لے کر بابو پھر

گھر کی چڑھا اور وہ کوئی آواز نکالے بغیر بار بار اپنی رسیوں پھینکی کئی گھنٹہ لمبے زمانے میں فضا میں لہر ہاتھ اس کا چہرہ
 شاید انداز میں نہیں سے کسی اور پر اٹھا ہوا تھا اور اس کی ہری بڑی دائرہ آنکھیں بغیر حرکت کئے باؤ کی جانب
 ٹھہرا جس میں اس کا جسم فطری کی چار پانچ فٹ سے زائد تھا اس کا سر بالکل سفید اور اس کی سرخ آنکھیں اس کی طرح وہ یک
 رنگ اور ایک معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی بلند بالا اور دکھ کا جلتا ہوا زندہ ہو کر نہ زمین پر ریگ رہا ہو اس کا کان دھڑا آگ سے
 باہر آچکا تھا قہقہہ حصار بھی تک الاٹس اور پوش تھا وہ بہت آہستہ آہستہ رہتا تھا وہ آگ سے بڑھ رہا تھا پھر ایک اس نے
 اپنے جسم کو لہر آکر پناہ میں باؤ کی جانب کر لیا اور باؤ کے بدن میں بوقت لاکھوں چوڑیلوں پر بیٹھ گئیں باؤ نے سچ داری
 چاہی لیکن باؤ نے آواز میں کسی خوف کو نہ ہی ناگ دیتا باؤ کی جانب آگ دیتا تھا باؤ اب ناگ بھی نہیں مجبور تصور تھا
 ناگ داج نے باؤ پر قابض ہو کر ناگ دیتا کی بھینٹ چڑھانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ پراسرار اور مہیب کبھی حقوق
 آئشی ڈھیر سے غمو دار ہو کر باؤ کی زندگی کا فیصلہ کرنے پر بھی آ رہی تھی اضطراب اور دہشت کے عالم میں غیر
 ارادی طور پر باؤ کے بعد کو جھنسن ہوئی اور پراسراری ہوئی سرگوشیاں دواں دواں باہر آتی کے تارے ہوئے مقدس گھمات کا
 ورد کرنے لگا۔

جوں ہی باؤ کی زبان سے وہ کلمات ادا ہوئے ناگ دیتا کا جسم سخت غصے کے عالم میں زمین پر لہر ادا ہوا اتنی
 زور سے پھٹکار مارا کہ پورا گھاٹی میں غبار کا طوفان مچ گیا تھا یہی مقدس الاٹس سے بے شمار بڑے بڑے ادا رہے
 اگر کواہر ادا رہے لگے ناگ دیتا کے اس دھل پر پورے گھبراہٹ باؤ کی زبان پر لکھتے طاری ہوں گے کئی لمبے باؤ نے
 ان کلمات کا رد تک نہ کیا باؤ کی خوش فہمی کی کہ سمجھتے کہ ان جان و نوحات میں باؤ کو دکھاتے باؤ سے اور اب
 باؤ کو یقین تھا کہ ناگ بھی کی شیطانی اور دیوانی قوتیں باؤ آئی آسانی سے ڈک نہ چھپا سکیں گی اور ناگ دیتا کی
 چوٹی قدی کرکے چل گئی اور وہ انکب ہی جگہ کر پہلو بدل بدل کر غصے ناگ انداز میں کھڑے رہے جا رہا تھا۔ اس کی
 رہی سے باؤ کو خاموشی نصیب ہو چلی جا پورا گھاٹی میں ناگ دیتا کی ٹنگ دیتا کی پھٹکاروں کے باعث گرم گرم ہوا کی
 آندھی چل رہی تھی اس کا ایک باد کوئی کے دوڑتے ہوئے قدموں کا شور مٹا دیاس سے ٹل کے باؤ سے دوڑتا تھا کوئی
 انداز کر پاتا کوئی ٹھوس ٹھوس ٹھوس کے نام میں باؤ سے پلٹ پڑا باؤ نے ایک ہاتھ والا دیکھ کر سے مقدس دونوں کے
 باؤ سے دوڑا حرکت کر چلی لیکن غلط اور کچھ دوری کے سامنے باؤ نے ایک نہ نکل گیا اس نے پوری کئی کئی کے ساتھ باؤ
 کی کپڑوں کو اپنی گرفت میں لیا اور ٹول کر خاص رکوں کو قہقہوں سے لٹے لگے چند ہی سیکنڈ میں باؤ نے اپنی رہی رہی
 توانائی زلی کوئی ٹھوس ٹھوس اور طعنے اور پناہ کے باؤ سے الگ ہو گیا باؤ پر عجیب کی کیفیت طاری
 تھی باؤ اپنے جسم کے کسی بھی کونے کو جھنسن دینے پر قادر نہیں تھا کئی کہ باؤ کی زبان تک بھٹنے بھی ہاں باؤ نے خاص
 پوری طرح کام کر رہے تھے ناگ دیتا کی غصے ناگ پھٹکار میں موقوف ہو چکی تھی آندھی اور درد کا طوفان جتنی تیزی
 کے ساتھ خود اور ہوا تھا اس طرح بچ چکا تھا اور اب باؤ کا دیتا کو اپنی جانب آتا ہوا دیکھ رہا تھا ناگ دیتا کے جسم کا
 بانی ابھی تک الاٹس اور پوش تھا اور وہ اس باؤ قدر سے تیزی رفتاری کے ساتھ باؤ کی جانب آ رہا تھا قہقہہ آواز لگاتے
 سر جتے جا رہے آہستہ آہستہ وہ پراسرار بھی ناگ باؤ سے چند گز کے فاصلے پر آ کر کرکے گیاس کے بدن سے کبھی
 کھار بٹکے پھٹکے شعلے سے لک رہے تھے جیسے سلتی ہوئی آگ سے اس ناگ کی تربیت ہو وہ خود آتھامیزانہ پناہ میں اپنا
 جسم بلند کرے ایک ہی جگہ کار باؤ کی اور موت کے باؤ سے پوری کوشش کر لائی کہ زبان کی جھنسن سے
 دین میں دل میں باؤ کی جگہ سے تارے ہوئے مقدس کلمات کا رد کر کے وہ اپنے الفاظ اپنی موتی اور مریضی
 تربیت میں باؤ کے ذہن سے بالکل صاف ہو چکے تھے ناگ دیتا نے آہستہ آہستہ اپنے جھنسن دیتی اور مریضی
 پھٹکاروں کے داغ کی اپنی موتی موتی سے جھنسن زبانوں کو فضا میں لہر ادا اور پھر اس کا لہر چڑھا شکل رہے جھنسن باؤ کی

طرف جھٹکنے لگا باؤ کی ٹھن کی رفتار ایک ایک تیز ہو گئی کھوں کے سامنے روشنی اور تاریک کے گنجان دانے تیزی
 کیساتھ چلتے گئے۔

دل کی دھمک کھڑی میں کو گھنٹے کا اور ناگ بھیوی کی تم ناگ فضا کے باوجود باؤ کا پورا جسم موت کے پسینوں
 میں لہا رہا ہوں گے ناگ دیتا کی بے جھنسن زبانوں کا دہشت ناگ اس کے اپنے جسم پر اور ہر چہرے پر مخصوص
 کیا نظار زندہ آگ سے تباہوں کے باوجود ناگ بالکل سرد تھا اس کی بان کا رخ بڑھ کر برفانی سواؤں سے
 زیادہ سرد تھا باؤ کے سانس میں سے پھینے ہوئے تھے زندگی اور موت کی بے جھنسن اہل کے انتظار میں وصل پہنچی تھی
 باؤ عالم تصور میں لیے لیے سفید پردوں والے فرشتے پر باؤ کی باتیں پھیلائے اسے شہر نظر آئے ان کی دعوت میز نگاہیں
 بڑے شوق کے ساتھ اپنی طرف مڑ رہی تھیں ناگ دیتا کی زرد بان بار بار باؤ کے پورے جسم میں پھیلی رہی پھر ایک
 ایک اس کا چہرہ ایک تیز جھٹکے کے ساتھ بلند ہوا چاہا باؤ کی منٹ تک بے جھنسن اور انتظار کی کیفیت میں ڈوبا رہا۔ پھر
 فضا ناگ دیتا کی غصے ناگ پھٹکار سے کو گھنٹے میں اس کے ساتھ باؤ نے محسوس کیا کہ اب وہ اپنے جسم کو حرکت دے
 سکتا ہے۔

باؤ نے اپنے بائیں پہلو کو بڑھ کر دلی اور اس وقت سر کی ایک تیزی لہر سے باؤ کے دل میں اٹھ گئی باؤ کو کوئی
 ہوئی باؤ ناگ اور بایاں ہاتھ سے دھانسل گیا بڑے ہوئے حالات نے نظار اپنی تیزی سے باؤ کے حق میں رخ
 بدلنا تھا کہ باؤ کی خوشی پر قابو نہ کر کے اور پل کر زمین سے اٹھ گیا ناگ دیتا اس وقت اپنا چہرہ ناگ بھیوی کی سیاہی
 مائل بے رحم قہقہوں سے لگے ہوئے اس طرف ریگ رہا تھا جہاں کہاں کہاں کی تھیں تھیں برفانی اور غیر انسانی کر اور جہ
 رہتے ناگ دیتا کا ڈھکڑ کو اب کی سو فٹ دھک اک الاٹس سے باہر آچکا تھا لیکن اس کا دوسرا حصہ ابھی تک الاٹس میں ہی
 رو پھنسا تھا معلوم ہو رہا تھا جیسے جیسے ہوئے کئی لاکھوں ایک نہ دیکھ کر ناگ دیتا کے روپ میں الاٹس سے باہر سبے
 چلا آ رہی ہواں تھیں کے قریب پہنچ کر ناگ دیتا نے ایک قدر سے کبھی پھٹکار مار دی اور تھیں ہوا کے زور پر اڑ کر
 دوڑ جا کرے اور زمین میں کئی بایاں کھا کر ناگوں کے روپ میں آگے نکلے اپنے چاندی جیسے پھٹکے ہوئے جسم کے
 ساتھ لہر کر ایک طرف ہوئی ناگ دیتا اپنے اصل روپ میں آچکا تھا اس کا پورا جسم چمک دار سیاہی لیے ہوئے تھا
 اور اس کے چہرے پر ایک غمناک سفید نشان اور دوسری سے نمایاں نظر آ رہا تھا جیسا کہ اس کے قد کی علامت تھا ناگ دیتا
 کی بہن راج کمار کی بھی ایک خوبصورت ناگ کا روپ دھار چکی تھی ناگ دیتا اپنی جگہ پر جھنسن بلند کرے دوسری جھنسن
 آوازوں میں پھٹکار رہا تھا ناگ دیتا اور راج کمار کے دوسرے کے مقابلے میں ہونے سے اور ناگ کی ناگ سے الگ
 ہو کر چلا گھاٹی میں تا حد نظر کھڑے ہوئے پھر ناگ ناگوں کے سات اور غمناک جھنسن جھنسن میں ہو چکی تھی ناگ دیتا اور
 راج کمار کے تھوڑے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ دونوں اہل کل کر ایک دوسرے کے مقابلے میں آچکے ہیں اور اپنے
 چہرہ لہر لہر کر ایک دوسرے سے وار کرنے کا موقع تلاش کر رہے تھے ناگ دیتا جس انداز میں ان دونوں سے
 دوڑ رہا تھا اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ مقابلے کی کامیاب ہو رہا تھا ایک بار راج کمار کو تعاقب پاتے ہی ناگ دیتا اس
 پر رجعت پر لیکن راج کمار کو فوری تعجب میں اور ان دونوں کے جسم میں طرح طرح ایک دوسرے سے لپٹ گئے وہ غصے
 ناگ پھٹکار میں بار بار کرکے دھک کو زبردستی کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے ان کے درمیان فیصلہ کن معرکہ چھڑ چکا
 تھا ناگ بھیوی میں اتنا قدر اور دھک سے ہوں گے ناگ اور اس کے نتیجے پر باؤ کے مستقبل کا بھی انحصار تھا باؤ کی
 دل میں راج کمار کی کامیابی کا تعاقب اس کے رخ باؤ ہوں کے صورت میں صرف اس سے آزاد نہیں ہو سکتا
 بلکہ اسے اس کی یونی بھی دے دھانسل لگتی تھی جس سے فراخ میں باؤ کی عمر سے زور بدر پھٹکار رہا تھا اور اپنی
 اتنا کفراموش کر کے زمین پر بیٹھنے والے تھے لیکن اس کی مرض کو اپنے اور مسلط کر لیا تھا اب نظار اس پراسرار اور غیر

انسانی طلسم سے نجات صرف اسی صورت میں ممکن تھی کہ راج کماری ناگ بجوئی کی عکرائی قرار پائے اور اپنے عہد پر قائم رہے۔

ناگ راج اور راجکماری کا خوفناک محرکہ اپنے عروج پر تھا کہ یک ایک مقدس الاؤ اسے ملتی ہوئی کنوئریوں کا ایک چھوٹا سا دھیرا لگ ہو کر فضا میں معلق ہو گیا اور پھر تیزی کے ساتھ باجوبی جانب آگے لگے ناگ باؤس ناگہانی آفت پر سراپد ہو گیا اور ایک طرف ہما کہ کر خود کو اڑائی ہوئی آگ سے چھٹا ناگ لیکن اس اڑان آگ سے فوری طور پر باجو کا آگیا اور باجو کے سننے کی بلندی پر تیزی کے ساتھ گھومنے کی فضا میں گھومتے ہوئے اس چھوٹے سے الاؤ نکلنے والے شعلوں کی کاتی چشم کی رو سے اختیار خود کو اس کی زد میں جھانپنے پر مجبور ہو گیا۔ ذرا سی دیر میں باجو کو نکلے ہوئے آگ والاؤ باجو کے نرے نرے میں سے لگے ایک خاص قسم میں مگھل رہی ہے یا کہ ناگ صورت حال کو سمجھ کر باجو کے طرف سے مفر تاہم ناگن قبائلوں نے خود کو آگ والاؤ کے کرم پر مہم پر چھوڑ دیا اور باجو کے قدم پوجا گھائی کی ایک ست کی طرف بڑھنے لگے۔

باجو کے اس فعل سے الاؤ گردشی دائرہ قدم سے وسیع ہو گیا لیکن وہ اب ہما باجو کو ایک خاص سمت ہی لیے جا رہا تھا پوجا گھائی کا علاقہ ناگ راج اور راج کماری کی غضبناک پیچھے رہوں سے سی طرح لڑ رہی تھی کہ ان دو ناگ بجوئی کے باہمی مدد جو اس مقابلے کے نتیجے کے منتظر تھے اور باجو اپنے مستقبل کے اس مقابلے کو دیکھنے کے حق سے محروم کیا جا رہا تھا باجو کچھ دیر تک وہ حملان کی آرائی کے حق میں جھلکنے کے بعد ناگ بجوئی کے مقام سے کچھ دور چھٹا پڑا اور وہاں کچھ پہاڑی ناگ بجوئی کی گھڑی سے سامنے سر راہ میں مقدس الاؤ کے کتنے ڈھیرے تھے اب باجو کا پہلا پہاڑی چڑھنے پر مجبور گردیا تھا کہ اس آتش الاؤ کی آگ کی روشنی کا سہارا نہ ہوتا تو باجو ایک بک لہولہاں ہو چکا ہوتا کیونکہ اس کی راہ میں کانٹے دار جھاڑیوں کا گھٹنا جنگلی پھیلا ہوا تھا اور وہاں اس میں جا بجا ٹوکے کاٹنے کے ہوتے تھے اس پہاڑی پر چڑھنے سے ذرا سی دیر میں باجو کا سر اس طرح سے پھول گیا ایک سخی خیال کے تحت باجو نے جو بھی اپنا کلا ٹھولا باجو کا دل دھک سے روکے گا تا کی ناگ کا اس کے گھٹے سے غائب تھا اب باجو ناگ پوجا کے مقام سے آتی دور نظر آتا تھا کہ ناگ راج اور راج کماری کی پھلکاروں کا بہت دھم سا روشنائی دے رہا تھا اور باجو دل ہی دل میں سخت مضطرب تھا کہ یہ آگ بجائے اسے کہاں دیکھنے جا رہی ہے ناگ بجوئی کی سر زمین میں جا کر قدم قدم پر بے شمار چھپے اور ناگ کی سر آگ بجائے اسے کہاں دیکھنے جا رہی ہے ناگ بجوئی کی سر زمین میں جا کر قدم قدم پر بے شمار چھپے وہاں کی ذریعہ کار قدم نہ پڑا ہوا کم بلندی اور غیر معمولی پھیلاؤ والے درخت پر بھول سیاہی میں خون آفشاں شمع بڑھتی کی تسخیر پیش کر رہے تھے اور باجو جوں جوں آگے بڑھتا جا رہا تھا باجو پر بدھت کی گرفت مضبوط سے مضبوط ہوتی جا رہی تھی ناگ بجوئی کے پر بھول اندھیرے میں وہ روشن الاؤ نہ جانے کتنی دیر تک باجو کے دھکیلنا ہناگ بجوئی میں باجو کے پاس وقت اور فاصلے کا کوئی پیمانہ نہیں تھا لیکن گھٹنا کی آتشیں دور پوش ہو جانے والے مقدس الاؤ کے شعلوں اور ان کے انکاس کے سب سے باجو نے اندازہ کر سکتا تھا کہ وہ اب اس مقام سے کئی میل آگے چکا ہے اور اب اس کے لیے کسی رہنمائی کے بغیر وہاں پہنچنا دشوار ہے۔

آگے بڑھتے بڑھتے درختوں کے کچھ سے سیاہ چھروں نہر ہوا ہوئی ایک عجیب سی عمارت نظر آئی اس کی مسافت سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ راج کماری کی حویلی نہیں ہے باجو کے دل میں شبہ ہے کہ ہمارا کہیں ناگ نہیں دیتا اس نئے سے متحرک الاؤ کی مدد سے اسے اس پھر بھی حویلی میں قید کرنا چاہتا ہو وہ باجو کے دل پہ ناچا ہوا وہ الاؤ کی محنتوں سے روشن تھا اور ہر جگہ ایک سنگ عمارت کی حدت اندہ پر تھی اور اس میں راجکماری کی عکرائی بھی اس مدوح عمارت کے قریب پہنچ کر اس الاؤ کا رخ قدم سے بدلا اور بجوئی کے طور پر باجو کے قدم اس عمارت کے داخلی راستے کی طرف

بڑھنے لگے اس عمارت کا داخلی راستہ ایک عک سے دہانے سے مشابہ تھا وہاں کوئی ایسی نظر نہیں رہی تھی جس کے ذریعے اس راستے کو مسودہ کیا جاسکے اور آخر کار باجو کا اندیشہ درست ہوا اور جوں ہی باجو کے قدم اس عمارت کے داخلی راستے میں پر اوہ الاؤ ایک بیک اس طرح غائب ہو گیا جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو باجو پر ہوا کر پیچھے لوٹنا جا لیکن کسی ناویدہ قوت نے بے درجی سے باجو کا اندر دھکیل دیا اور کھڑا ناٹوا کی قدم آگے جا کر ناگ بجوئی کا روایتی ہولناک اندیشہ اس عمارت میں کچھ زیادہ سے خوفناک تھا عمارت کی فضا میں ناقابل برداشت بساند اور کین رچی ہوئی کئی باجو اس سے اب بے خوف بنی آشنابو چکا تھا سائپن کے برسکن میں باجو نے پو پھوس کی تھی کی سیکڑنک زہن پر بے بس وحشت پر اڑ رہے کے باجو امداد کی طرح ٹوٹا ہوا آہستہ آہستہ ایک طرف بڑھنے لگا لیکن اس پندرہ قدم بعد ہی ایک بے رحم ہوا رہا باجو کی راہ میں ناگ کی حویلی اس وقت دھشت سے بھر چکا تھا وہاں کچھ باجو نے پوجا گھائی کے واڑو سے کسی کو جودوں کا سراغ لگاؤ کیلین آواز گھنے میں یہ دم تو گئی پھر یہ خیالی اس احتیاط معلوم ہوا کیونکہ اس وقت تو وہ ناگ بجوئی میں پوجا گھائی کے علاوہ کہیں کوئی دیرینہ موجود نہیں تھا اگر موجود ہو تو کسی کو کیا پڑی تھی کہ ناگ دیتا سے مستحب اور قیدی کی مدد کو آ کر کار بار پوشہ دیے کسی اور خوف کے حام میں اسی دیوار کے سہارے تک کر فرش پر بیٹھ گیا۔

ابھی باجو وہاں بیٹھے ہوئے چند ہی منٹ گزرے تھے کہ اس عمارت کے کسی گوشے سے کسی کے اکڑے اکڑے پاس کی آواز ابھر گئی ایک بیک باجو کے شخص کی رفتار تیز تھی اور باجو سے انتظار جمع پڑا کہ وہ یہاں سے کونسی عمارت سے باجو کی آواز ابھر رہی تھی اس کے اعصاب سمجھتا اٹھے اور اس کے کچھ نہیں فریب کی آواز ابھرنے لگی آواز میں روئے لگا ناگ بجوئی میں کسی دم آزادی آواز باجو کے لیے ویسے ہی نیت تھی جی کی آواز سننے میں سنا ہوا گھٹنا پڑ گیا۔ اور باجو نے جہنم ہو گیا باجو کا دل کھردرنا تھا کہ ہوں وہ دور سے والا پھر میرا ہی نعت جگر ہے باجو بے تاب ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا اور کھڑا اندھیرے میں آواز کی جانب لپک لپک ہوتی کوئی دیر پہلے باجو کی راہ میں آگئی اور باجو اس میں اچھ کر پیشانی کے بل فرش پر گر کر باجو کی پیشانی میں درد کی تہہ پھیں اٹھی اور پھر باجو نے رخ سے تازہ خون کی گرم گرم دھار اپنے چہرے پر بہتی ہوئی عروس کی ادھر وہ بیک بیک جگہ کر رہی طرح روئے جا رہا تھا ہوں معلوم ہوا تھا جیسے باجو کا اکلوتا بچہ اس عمارت میں تھاقید ہے اگر کوئی بھی اس کے ہمراہ کوئی قیدی اس کو غلاموں کرانے والا بھلانے کی کوشش کرے لیکن وہ ان کو بچنے کی خوف نہ دیتو جوں کے جواب میں ہر طرف فضا کوئی سکوت تھا اس وقت باجو نے اپنے پیشانی پر دہری کا چند باقی شرت سے طاری تھا کہ باجو راہی اپنی پیشانی میں اس سختی ہوئی شیدائیوں کو بھول گیا اور پھر کیلین احتیاط کے ساتھ زہن میں سے اٹھ گیا۔

ان تاریک بھول جلیلوں میں اس وقت خوفناک ویرانی کا راج تھا اور باجو کے تحت جگر کی دھشت زدہ جھپیں وہاں آہستہ ساں ہلا رہی تھیں اندھیرے میں ٹوٹا ہوا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگا لیکن چند ہی قدم کے بعد راستہ مسدود ہو گیا باجو نے کئی بار اندازے سے کیا پھر سرت بدل کر روئے ہوئے سے بیک بیک پہنچتا جا لیکن ہر بار کامر پاس دوران پھر دوسرے روئے سے ٹھک گیا پھر روئے سے اس کی آواز میں ابھر رہی تھیں اس وقت باجو پھر بھی طرح تھکا ہوا تھا اور باجو جوڑ جوڑ در در پر ہاتھ پائیے اپنا ہاتھ اور اٹھا کر اٹھوائی کی توجہ کر باجو کے سامنے دھتے دھتے دیوار کے اوپر کی تھیں غلاموں گیا اور پوجا پر چوک بڑا اپنی تکلیف بھول کر باجو نے دونوں ہاتھوں سے اس دیوار کا جائزہ لیا تو باجو کو اندازہ ہو کر دوشان یا کھڑکی کی قسم کا وہ خلا اندکشاہدہ ہے کہ باجو اس میں سے آسان دوسری جانب کر سکتا تھا باجو نے اپنے ہاتھ جاکر اپنا پاروازیں ان تھوڑی پر تھل لیا اور کھڑکی کے پاس دیوار پر چڑھ گیا۔ دوسری جانب کے بارے میں باجو کو اندازہ نہیں تھا کہ فرش باجو اس میں خلا سے کتنی بے ہوشی گمارا تھی کے باعث اس کا اندازہ کرے گا بدھت تھا

آگھوں کے گرد سوار ملتے پھرتے رہتے تھے بالواسیرے بابو باہو سے لگا چار ہونے لگتی تھی کہ ہوں توں سے کاچنی ہوئی
 مسرت آمیز آواز لگتی اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی بابو سمجھ کر اس کے قریب پہنچا تو یہ چلا کہ خوشی کی تاب نہ
 لا کر دوبارہ بے ہوش ہو گئی تھی اس کا بچہ اسی اس کے ساتھ لیٹا ہوا تھا مبارک ہو بابو کی راج کمار مسرت بھری
 آواز میں کہہ رہی تھی تاکہ راجہ میرے باپوں مارا جا چکا ہے ناگ دیتا کا فیصلے سے ناگ کہی ہوئی میں اب میرا حکم چلے گا
 اس کے منہ سے سب معمول باریک باریک زندہ مہاںوں کی پوچھا رہی تھی جو اس کے خاموشی ہوئے تھے اس کی پیڑ بابو
 کے لیے جانفزا تھی حالات بابو کی تو قنات سے کہیں زیادہ تیزی کیساتھ بابو کے حق میں ہوتے چلے گئے مبارک ہو راج
 کمار کی اب تہوار سے قول کی باری ہے میں آواز زندگی کے لیے ترس گیا ہوں اور اب اپنی بیوی اور بچے سمیت اپنی راجدھانی
 لوٹنا چاہتا ہوں بابو نے مسرت سے کاچنی ہوئی آواز میں کہا ہر بان بابو میرے سوچ کر ضرور حیران تھا کہ کی جی چن کر راجہ کی
 مدد کیوں نہیں آتی ناگ کہی ہوئی والے راجہ میرے عہد کے کچے ہوئے بابو کی زندگی بھر تہوار چاہے کہ منہ صیوں سے چلی
 آئے وہاں ناگ کہی ہوئی کی روایات کو تو راجہ کی زندگی کا انعام پایا ہے لیکن تہوار کی وجہ سے میری راجہ کا ایک کاٹھا بیٹھ کے لیے
 ہٹ گیا ناگ کہی راجہ کی بار تیری جھٹکیوں کی جیت ہے راج کمار کی بابو نے انکار آمیز لہجے میں کہا وہ زور سے کسی اور اس کے
 منہ سے اڑنے والے ہزاروں بار یک بار یک سانپ دوڑ کر پھیل گئے ناگ کہی ہوئی میری راجہ وہ چتر ناگ کی بیوی بیڑوہ اپنے
 قدموں پر رکتی ہوئی سفید تان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لی اسے کیا ہوا ہے اختیار بابو کی زبان سے لگا ناگ کی بابو
 حسن تھی اور اس نے خود کو دلا پر کر کر کر طرح بابو کی مدد کی تھی اور بابو ناگ کی راجہ پر لگا کپاس کے اعتراف میں بابو کا
 رد اور دلدار احسان مند قلاب بالکل بے ضرر ہے۔

بابو کی راج کمار ہے راجا نہ لہجے میں ہوئی ناگ دیتا اس کا منہ تہوار سے قبضے سے جھینا لیا ہے ناگ کی ساری
 جھٹکیاں پر بال کی جا چکی ہیں اور ناگ دیتا نے اس سے سوپ بدلے کی جھٹکی بھی جھین لی ہے اب یہ بھی چلی ناگیوں کا
 روپ نہ دھار سکتی اس کی آوارہ راجہ کی جیتیں میں تہاری بیوی اور بچہ تم کا بھی ہو ایک تک پہنچے ہو اور اس کی سب سزا
 کہ یہ سب سب کر زنت کی زندگی گزار دو میرے کچھ روزہ قدر سے کی اور باؤل دلا چھل کر قتل میں آ گیا تم اپنی دنیا
 میں لوٹنے کے بدلے کو کتنیں زندہ لاسو لگے کہ ناگ کہی کا کوئی بھی وجود ہے اور نہ تم اس راستے کا سراغ لگ سکو گے یہ نام
 تہوار دیتا میں ضرور پھیل جائے گا لیکن اس نام سے صرف مائیں اپنے بچوں کو ڈھکی ڈھکی زبان ناگ کی بڑے کر کے عالم کا
 میں اپنے چمن کوڑ میں پر رانی آہستہ آہستہ بابو کی جانب اپنی اس کی جیتیں زبان ناگ کی بڑے کر کے عالم کا
 اسے دل کی گہرائیوں میں اس کی مظلم ناگ کے لیے ہمدردی کے بند بڑھ رہا ہے وہ سوسا کی اور وہ ایک انسان کی ایک طرف
 محبت میں جتنا ہو کر راجہ اور ناگ گاہ ہو چکی بابو اب راجہ کی دنیا میں جانا چاہتا تھا راج کمار کی بابو نے بچہ میرے تو قنات
 کے بعد میری آواز میں کہا آسانی سے نہ جا سکو ناگ بابو میری وہ مفتی خیر لہجے میں ہوئی مگر تم مجھ سے عہد کر چکی ہو بابو نے
 بھلا تے ہوئے ناگ عہد کا طعنہ نہ دے وہ ایک بیک تیز آواز میں ہوئی ناگ کہی کی یہ روایات ہے کہ ناگ پوجا کے تہوار
 پر ناگ دیتا کو جیتھت دیا جاتی ہے اب ناگ کہی تو ناگ کہی والے تہوار پر رانی لسل کی سب سے مسکین ناگ کی جیتھت دیتے
 آتے ہیں پر اس بار میں نے ناگ دیکھ لیا کہ قریب میں چلے گا اور میری جیتھت دینے پر تیار ہو گیا تھا پر پوجا کے
 وقت تو معذور تھا اور قریب وار جیتھت قبول نہیں کرتے اس لیے تم زندہ چلے آؤ ناگ دیتا نے چلتا تھے تیری گھوٹی ہوئی
 ناگ اور تاج تھے تھوڑا سا اور ناگ راجہ اور میری جیتھت دینے پر تیار ہو گیا تھا پر پوجا کے
 تہوار پر اس کا ایک ناگ کہی سے لٹنے سے پہلے تھے اس جیتھت کا حساب دینا ہو گا پھر بچے میرے بغیر خوشی کے
 عالم میں اس کی طرف دیکھنا چاہیے اپنی بیوی باری سے پاپس نہ زیادہ محبت ہے پھر وہ سکوت کے بعد راج کمار کی سزا
 آواز ابجری۔

میں دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑ سکا بابو نے کہا مجھے جانے سے پہلے ان گھٹا کے حق سے پانی میں ان دونوں
 میں سے ایک کا خون بہا کر اس کی جان کی جیتھت نہ ہوئی نہ ناگ کہی کی جیتھت نہ ہوئی ناگ کہی کے حق سے پانی میں ان دونوں
 وہ ایک کھلی لفظ پر زور دے کر کہی تو خود زہری لگا بہر ناگ کہی کے کالے پھاڑوں سے سرگراتا چھڑے گا اور یہاں کے باسی
 ایک روز تیری ہے جان بدن کو گل جانے کی ناگ کہی کے آدم خور خور سے ایک ہی سانس میں بیڑی بیڑی جیڑی کر گئی
 جاتے ہیں ان سے تو نہ فک کے تیری ہوئی تیرا لکا یہ شرط نہ لڑی اور یہ رعنا تھی راج کمار کی کے الفاظ سے
 پتہ چل رہا تھا کہ وہ چھوچہ کہہ رہی ہے درست ہے بابو کو فوری طور پر راجہ فیصلہ کرنا تھا بابو نے سرگھما کر چال کی طرف دیکھا
 بابو کی بیٹی ہے ہوش کی نرم باطنی آغوش میں سوئی ہوئی تھی اور اس اطمینان کا بار بابو کے کندھے پر آ پڑا تھا بابو کا بچہ اسی
 تک جھلا جھلا کر دوڑھ پھینکے کی خوشی کر رہا تھا۔

بابو کی وارینک اپنے بیٹے کو لیکر اپنی جیتھت وقت وقار اور محبت کا دیکھ رہی تھی جس کے عزم کے سامنے ناگ کہی کا
 حکم اس کی بیٹی نہیں ہو کر وہ راجہ کیابھی پھر کی بیٹی ہے بابو سے محبت کا حق اور کد بابو تھا اس نے ہر دم کھیل کر بھی بابو کی مات کی
 حفاظت کی تھی حالانکہ ناگ کہی کے ہراس اور بیت ناگ کہی کے ماحول سے گھبرا کر وہ حالات سے بھگوت لکھتی تو کوئی بھی اس
 کو سزا دینا نہیں سکتا تھا دوسری طرف بابو کی دنیا تھا خیر خوار بابو تھا اس نے ناگ کہی کی سرزمین پر اپنی کی کھڑے تھے
 لیا تھا اور اپنی بیٹی سے خون ہمارے ہر بان پر جاتی رہی تھی اس وقت وہ بیچہ اپنی ماں کی بیماری لاغری اور بد چلنے پر ہر گھنٹے
 بغیر بے دردی سے اپنا خود کا بچے کی خوشی کر رہا تھا اور یہاں سے بابو کے ذہن میں ناگ کہی کے فیصلے کر بیٹھتا ہے اس کی طرح اس
 کے جھگل میں جس کمر انسان کو زور تائیلوں کے سہارے بعض اوقات اٹھنا نہ دے فیصلے کر بیٹھتا ہے اس کی طرح اس
 وقت بابو کے بچے کے روپ میں خیر خوار بابو بابو نے لگا کہ ناگ کہی کی سرزمین پر جتم لینے والا بھلا سکا کا قہقہ
 ہو سکتا ہے محبت پر پردار شفقت حاوی نہ ہو کی جی ہوش کی اور بابو اس کی اعلیٰ میں اپنے فیصلے کو اپنی جیتھت میں لگا تھا
 بابو تیزی کیساتھ آگے بڑھا اور اپنی کے سینے سے چپے ہوئے بچے کو کھینچ کر راج کمار کی طرف لوٹ آیا اس بار بابو کی گود
 میں آتے ہی وہ بچہ اس طرح کپکپ چڑھتا ہے اس نے فریاد ابل کے کجول کی بڑ بڑاہٹ سن لی ہو میں بے سود اسی وقت
 صاف لگنے دیا ہوں بابو نے جی کے ہوش میں آجائے کے خوف سے بچے کا منہ بند کر کے وہ راج کمار سے کہا
 آگھیں موندو اور سدا آواز میں ہوئی آگھیں بند کر تے ہیں بابو ناگ کہی کے دل پر تہوار ہو سوسو ہوا بھر میں راج
 کمار کی آواز پر آگھیں کھولیں تو خود کو بانٹھنے کے لگتا ہے جھرنے پر سو بڑا تہوار ہو سوسو ہوا بھر میں راج
 ہے ہونے پوجا کا تہوار ان گھٹا پر پھیلی ہوئی گھوڑا کی جس میں راج کمار نے ایک تیز دھار کا بابو کی جانب بڑھا اور ناگ
 دیتا کو ہتھکڑے کے بچے کو زنج کرنے کی دیرات کی اس وقت ناگ کہی کی ہراس اور راجہ راجہ کی قہقہہ میں ناگ کہی کے پوری
 طرح حاوی تھی اس اور بابو ان کے اثرات کے تحت اسے اس کا ثلث غرت علی کی منتقلی تاویل تلاش کر چکا تھا اس کی دعا مت
 با جزم کے کسی احساس کے بغیر بچے کو ان گھٹا کے قلعے پانی میں لگا کر زنج کر دیا پاس کے منہ سے ایک آواز اسی نہ لگن کی
 ہے اب اس کا جزم تیزی سے اچھلا اور پھر ان گھٹا کا تیز اپنی اس کے بے جان جسم کو کہا ناگ کہی کا کچھ میرے خاموشی کے
 آگھیں موندو نے جی کے دیرات کی اور بچے کو خود کو ہوا کے دھنکسوں کا اور اس بار آگھیں کھولے تھے بابو نے خود کو ایک
 چھوٹے تھکے راجہ کی باجس میں پال چو کی ایک جگہ طاقتور اور جیڑی ڈھسے تھے ان میں ہی میں رانی لکھتی تھی
 موچر جی سے مقام پر بابو اس وقت موجود تھا وہ بابو کا بچپنا تھا یہاں وہ صحن کی اس کی شادی ہوئی تھی اور بابو کو خود شراک
 و حلال نظر آ رہی تھی جن پر چڑھتے ہوئے ناگ کہی سے بار بار جانے والا زہریلے شربت عود جاتی تھی بابو اس
 دھن میں موجود ہے اس میں جیتھت میں ہو چکی کی خند ہو جانے کا اور اسی حالت میں بے سواری تھے تیری منزل میں پہنچاؤ

کہتے کہ منہ سے بڑی چھین کر ہو۔

بابو نے ایک قہقہہ لگا اور اسی وقت دیوی نے بابو کے کان میں سرگوشی کی بس ڈٹے رہو آج اس سرگھٹ کی رو میں بڑے خوفناک تھے۔ دیکھیں گی سمجھا کالی چن کر اٹا ہوا لانا تھی۔ تمہیں کس تیار یوں کہ قہقہہ اور ساتھ سمجھا ہے بڑے بیوقوف ہو کم اگر یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ آسانی سے میری گردن کاٹ دے گی۔ بابو نے جواب دیا کہ بولا پیلے اور بات تمہی کالی چن چکے ہیں مجھ تو تھا مگر آج اور بات ہے لیکن کیوں رک گئے دو کر تے ردول میں کوئی حست نہ رہا ہے اس سے پہلے کہ میں دادر کروں اسے ارمان آج پورے گلو کالی چن۔ میں آج اپنے اوپر ہوں سے والے اور اپنی بیوی کے اوپر ہوں سے والے ایک ایک غلم کا بلہ دوں گا کالی چن کوئی جواب دینے کے بجائے ہوں میں کچھ بڑے لانا لیکن اس کی آنکھیں بابو کی طرف سے تھیں وہ دیکھ لے کے لیے کبھی غافل نہیں رہتا جانتا تھا۔ مشکل سے آدھ وقت بعد اس نے اپنا پایا بن حیرنا حست سے نہ نہیں پر مارا اور اس کی سست منہ اٹھا کر زور سے بوجھ مارا اور ٹھٹھکا پانی کی محسوس ہوئی اور یوں لگا جیسے تمام تارے ٹوٹ کر سرگھٹ میں چاروں طرف بکھر گئے ہوں لیکن وہ حقیقت کالی چن کی طاقت تھی کہ خطر کا کبھی سامنی نہ ہوا اور ہوئی تھی جیسے اندر نہ اس کی یہاں اصرار تھا کہ آج کی وہو ہستہ رہا تھی ایسی ہی کہ بابو سب کچھ فراموش کر کے اسے دیکھتا رہ گیا۔

سامنی کالی چن کی گونجیلی آواز سرگھٹ میں دور تک پھیل گئی سامنی ان کی طرف دیکھا اور اس طرح سر ہاٹے لگی جیسے اس کا سمجھنا ہی ہو۔ وہ سر مارا ہوئی بابو کی جانب توجہ نہ دی۔ وہی ایک وقت میں بابو کے سر پر موجود کبھی کبھی چنر آج کالی چن کی طاقت سامنی کے عشوہ انداز میں نرے سے آگے دھڑ دھڑا ہوا تھا پھیلا مسکرائی ہوئی بابو کی طرف بابو بچی آؤ میں تمہیں وہ سب دے دوں جو ایک نو جوان کی سوچ ہوئی ہے آج تمہاری زندگی کی انہی رات ہے کہ میرے دادر بابو دیوی نے بابو کے کان میں کہا آج اس قاتلہ کے ہوں توں پر تم کو زہر پڑے گا بابو بے خودی کے عالم میں اسے زور لگا رہا تھا کہ دیوی کی آواز سے بہت دور سے آئی ہوئی محسوس ہوئی اور بابو کا بھول داغ اس فقرے کے سکتیں مطلب کو نہیں سمجھا۔ سامنی کچھ کھائے رنگ میں آئی تھی کہ باقی رنگ بگ پھیلے پڑے تھا بابو پر فہریت پر بھی جانتا تھا کالی سامنی اس اپنی آغوش میں لے لے۔ اور اس کے بعد کہ میری زندگی کا چار بج چکا تو یہ سوچا مگر کیا ہو گا بابو کی سوچ پر بھی اختیار نہ رہتا تھا بابو دونوں ہاتھ پھیلا کر بے تاسا کالی چن کی طرف بڑھا۔ بابو دیوی نے بابو کی طرف دیکھ کر بے اثر بھی نہ تھا تو عقل کے بندے بننے میں بابو نے جن جنوں کی خودی کھول کر رکھی تھی اس پہل میں صرف بابو ایک دیدار تو تھا کالی چن ابھول چکا تھا سامنی کے کس میں کہ سامنی اس کی دمساز نہیں ہو سکتی وہ تو کالی چن کی سطح کی کالی چن اس کا آقا تھا وہ اس کے لیے کبھی اور وہ بابو کی جان کا گواہ تھا اس کی انگلیوں کے اشارے پر چاٹنے والی بابو کے لیے زندگی کی رضا نیاں نہیں لاسکتی اس کے پاس بابو کے لیے صرف موت کا زہر تھا مگر یہ فضیلت یہ وہ ہے یہ سوچ تو صرف فرو کے انگن میں چھپاتی ہیں جنوں کے ہتھے جوئے عمر آؤں میں اس کا گرد نہیں اور اس وقت بابو کی حالت ابھی صحرا میں نہیں چمڑا تے ہوئے ایک گولے کی طرح تھی یہ گولہ چمڑا تا ہوا سامنی کی ہتھ پکڑ اور اس نے سامنی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا آتش کی راہی بابو کی آغوش میں کی۔ بابو کے کانوں میں جلنے لگی آغوش بڑی عجیب کی کیفیت ہو گئی بابو کی کانوں میں سا میں سامیں اور میری بہت دور سے کوئی بابو کا پکار رہا تھا لیکن وہ الفاظ بابو کی ساعت کے لیے انہی میں سے تھے یہ سننے میں وزن اور بے وقعت الفاظ بابو کے تمام حیات سمٹ کر سامنی پر مرکب ہو چکی تھیں بابو کا چہرہ اس کے چہرے پر جھلکا جاتا تھا کہ کانوں میں شریک ہوا تھا ایک ہنگامہ پھر ایک ہنگامہ دینا کا کوئی ہنگامہ اس ہنگامے سے زیادہ شدید نہیں ہو سکتا تھا بابو کے وجود کی گہرائی میں بڑا تھا دو دھن یوں محسوس ہوا جیسے ہر سکتہ نفاذ آندھنوں کی زبردستی ہو بابو ایک جھلکا سا کالی بابو پیچھے بہت کئی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سونہ نے اس کی گونج لپیٹ میں لے کر ایک جھٹکے لکھتے بابو کے جد کا دیوا بن گیا تھا

بابو جیتا پڑا اس کی طرف لپکا مگر کسی چیز سے ٹکرا گیا ایسا معلوم ہوا تھا جیسے بابو اور سامنی کے درمیان شیشے کی دیوار مائل ہوئی ہو۔ کوشش میں بہاراج۔

سامنی کی کھلی آواز کی گونج بابو کے کانوں میں پہنچے فوراً ہی بابو کو ایک گڑبڑا ہٹ سی سنائی دی کہ وہ الفاظ تھے بابو یقین سے نہیں کر سکتا تھا بس وہ ایک موٹی کا شرت تھا جس نے بابو کو تاپا کر کشش کی سامنی پر برہم ہو رہے ہیں یہ میری بناہ میں سے سامنی تو اس کی ہلاکت کا سامنا نہیں کر سکتی بابو کو صرف یہ باتیں محسوس ہوئی تھیں کہ کشش میں نے یہ الفاظ کہے ہیں بابو نے ان الفاظ کو سن کر تھا دیوتاؤں کا اعزاز تھا مگر عام انسانوں سے مختلف تو ہوں اسی چاہیے۔ کشش جی سامنی سرعوب ہوئے بکھر ہوئی یہ بے اثر دکھار ہے اسے سمجھ سے جاننے کی کوشش مت کیجئے میں اسے ضرور بچاؤں گا میری کیا دای نے اسے میرے لیے کیا ہے اس طرح آپ میرے اختیار اور کسلب کریں گے اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتی سامنی اپنی اوقات پہچان تو کس سے بات کر رہی ہے۔

کشش جی کی رہبری دو چند ہو چکی تھی سمجھے معلوم ہے کہ میں ایک دیوتا سے مخاطب ہوں پر آپ سے زیادہ بڑے دیوتاؤں سے سمجھے یہ اختیار دیا ہے کہ میں انسانوں کے معاملے میں سب کچھ کر سکتی ہوں اور دیوتا اس میں داخل اعزازی نہیں کریں لیکن یہ صرف انسانی معاملہ نہیں ہے میرا کیا معاملہ ہے غلطی غلطی آپ نے زبردستی اپنے آپ کو اس معاملے سے ملوث کیا ہے سامنی تو ساتھ میں جا رہی ہے دیوتاؤں کا احترام چھ پر لازم ہے کہ میں نہیں سمجھتا کہ میں کی خودنودی حاصل ہے اس لیے چھوٹے چھوٹے جوتوں سے ناچار طور پر نہیں دیا سکتے۔ سامنی رہی ایک کھن کھن کر جی اور بابو دم بخود کھڑا تھا۔ سامنی کی قربت کا شدید ہرن ہو چکا تھا بابو اس کی جگہ خوف و ہراس نے لے لی بابو نے دیوی کی سمت دیکھا وہ بدستور بابو کے سر پر موجود کبھی بابو کو اپنی طرف متوجہ پا کر ہوئی۔ بابو اپنے اوپر قابو رکھو نہ مارے جاؤ گے سامنی نے جنہیں ایسا بلال تھا کبھی کبھی پکار کر سامنی کے کانوں تک پہنچا کی یہ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے دیوی۔ بابو کی اواز طلق میں ایک رچی گئی بس خاموشی سے دیکھتے رہو اور اپنے اوپر قابو رکھو ابھی تو صرف ابتدا ہے بابو کیسے ڈراتے کا آغاز ہے جس سے زیادہ خوفناک ڈرامہ سمی وژن میں نہیں کھیلایا میں اس ڈرامے کے کلاسک کی منتظر ہوں دیوی وقت وہاں جب میں حرکت میں آؤں گی اس کی دیوی کرتی رہے گی اور جب دیوی حرکت میں آئے تو وہ سامن ریز ہو جائے گی لیکن کے عمر و احسان بہت ہو چکا تھا آج دیوی کے میدان میں آنے کا وقت ہے آج کے فیصلہ ہوا کہ بڑی طاقت کیسے کہیں ہے آج تم دیکھو گے بابو کی کر دیوی کیا ہے دیوی وہ ہے وقعت کردار نہیں ہے جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں بابو کے رونگٹے کھڑے ہو گئے دیوی کی باتیں اور لب و لہجہ بہت خوفناک تھا بابو بکھر جی رہی تھی کہ وہ کیا آج نمائے کیا ہوں سے اور اتفاقاً سامنی سے اس شعاع کے گزرنے سے پیدا ہوا تھا جو کشش جی کی آنکھوں سے۔ چھوٹی تھی جس نے سمجھے کہ میں مرادوں گا سامنی کو کبھی نہ بھول سکے گی۔

کشش کا غصہ طوفان کی طرح پھٹ پڑا تھا سامنی زبردستی پر کر کر تو پڑے گی وہ درکب کا انتہائی عالم وہ دیکھ رہا تھی اور کچھ دور کر کے ہوئے کالی چن کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا اس کی حالت ایک کھن کی کہ وہ نہ وہاں سے بھاگ سکتا تھا اور نہ ہی اس میں وہاں کھڑے رہنے کی تاب کی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ خوف سے بے ہوش ہو جائے گا اس کا سارا گھٹنہ سامنی کی ذات سے وابستہ تھا اور سامنی کی حالت اب اس کے سامنے تھی کالی چن کیا مہاراج سامنی اس طرح چینی جیسی کہی کو پکارا کرتے ہیں اور یہ پکار یہ کرب ہے جی انکسی کی جبریت میں محسوس ہو رہی گی بابو کی سمجھ میں نہ آتا کہ بڑی ہوئی سامنی نے کانکین کو۔ لیکن پکارا تھا یہ بات ناگہان میں تھی کہ وہ اس کی ہڈی کو درت کا رنگا جنگ کو پیدا ہے اور کشش کا گھائی ہے پر ہند کران دونوں کی پیدائش مختلف انداز میں ہوئی تھی کشش شیوہی مہاراج کی بیوی بارودی کے بدن کے سبیل سے پیدا ہوا تھا اور کار نکلیا کی پیدائش شیوہی کی آنکھ کی گہری سے اس طرح ہوئی تھی کہ گہرا دوزخ شیوہی نے اپنی تیسری آنکھ کی حرارت ایک پھیل گئی

طرف بھیجی تو اس میں چھ پتے پیدا ہوئے باورنی نے ان بچوں کو گود میں لے کر اتنی دود سے دایا کہ وہ ایک بن گئے البتہ چھ سالگ ہو گئے اس کا نام کارنیکار کیا گیا کارنیکار محنت و عصبیت کا اتنا لیا کہ اس کے بارے عورتوں یا بایروں کا سایہ بھی نہا کر گزرتا ہے وہ مکار بن میں رہتا ہے اگر بھی کوئی جاتی ہوئی ہے اگر کسی کی طرف جانچتی ہے تو وہ پیش میں کر اسے جنابت میں منتقل کر دیتا ہے کوئی نہ کر دھرت بن کا درخت بن کا سارے کے سارے ہندو مت میں کارنیکار کی پوجا کے جو خاص مقامات ہیں وہاں عورتوں کا داخلہ منع ہے ان سب باتوں کے پیش نظر یہ تصور بھی محال تھا کہ کارنیکار ساقی کی مدد کے لیے آسکے ہے۔ لیکن اس وقت باورنی حیرت کی انتہا نہ کی جب کارنیکار آسان سے زین پر اتر آیا اب مرگھت پر چھائی ہوئی تاجی کارنیکار کا گود لکڑی کا تھا کارنیکار اور پیش کے درمیان جب وہ ایک عجیب و غریب شخص کی طرح دکھائی دیتی تھی تو اس کی نظر سے کارنیکار کی زین پر قدم رکھنے سے بھوکے ماری شروع کر دیں وہ بچوں کی ایسی پیشیں چھوے ہوؤں کے جھکڑوں میں رہے ہوں سر در تین ہوا جیسے کمر کو سر در تین ہوا بنا دیا گیا یا ہوا اس شخص کو تر کر کے پھینکے گا۔

ان ہواؤں کا کارک ساقی کی طرف تھا بلکہ مجھے تین ترقی ہوئی ساقی کا کرب عظیم کیا اور وہ کھڑی ہوئی جاؤ تیش یہاں سے چلے جاؤ ساقی مجھے بہت عزیز ہے یہ کارنیکار کا اعتراف تھا اس کا کیا کا اعتراف جس کے بارے میں یقین کیا جاتا تھا کہ اسے عورتوں کا سایہ بھی نہا کر گزرتا ہے یہ عزم کور ہے ہو کارنیکار تیش کی حیرت حق بجانب تھی ہاں میں یہ کہہ رہا ہوں تم جو عورتوں سے نفرت کرتے ہو ہاں لیکن ساقی کی بات سمجھو اور اسے اس مجھے محبت کے جذبے سے آشنا کر دیا ہے بہت خوب تیش نے کہا پرتاؤں میں جب یہ کشف ہوا تو وہ کھڑی بیضا بہت خوش ہوں گے میں جانتا ہوں مجھے نیوے مہاراج کے خواب کا نشانہ بنا پڑا لیکن میں ساقی کی خاطر بھی کچھ برداشت کر سکا ہوں غمیک ہے تیش کا سر بلبلے گا میں یہاں سے تمہاری خواہش کے مطابق چلا جا تا ہوں لیکن شرط ہے کہ ساقی بھی پہلی جاتے ہیں اس میں کوئی جگہ کسے بلیر تیش جاؤ گا ساقی نے باورنی سے اشارہ کیا وہ بہت بھری ہوئی تھی اس کی آنکھوں کی چمک لوٹ آئی تھی اور پھر ہے پر چھائی ہوئی مرد کی کا خاتمہ ہو گیا تھا یہ تاکن سے کہ تیسرے ہالاک کر دو تیش نے کوئی کیا تیش کارنیکار نے اظہار خیال کیا لیکن وہ رو بہارت ہے جو ساقی کی زبان سے نکل جانے کارنیکار ایسا جملہات کرنا اور کوئی پرتاؤں کی دیو یا شیئیں نکل جانے کوئی انجلی تیش کی تم یہاں سے چلے جاؤ یہاں تک سے تیش فضا کارنیکار کے منے سے تر قمر اگلی۔ میں اس انسان کو ساقی کے حرم کمر پر نہیں چھوڑ سکتا تو مجھ سے ٹکر لے گا کہ مجبور کیا کیا تو ظاہر ہے کہ ایسا ہی ہوگا مت بھول کہ جس جگہ کارنیکار ہوں تو بھی نہ دیں بلکہ کارنیکار کی ماں کا لالا ہوں ڈھچھے سے زہدہ جھم سے تیش کا کارنیکار کا کھنڈ طوفان دین کر امن ہے لگا بہتر گا کارنیکار ساقی کے تھے کہ یہاں سے چلا جاؤ یہاں تک سے ساقی کو جو کہ تارے کے زوال کی پیمائش ہو تیش تجھے کہے روے گا۔ باورنی کے دل کی اب یہ حالت تھی جیسے جھانک گیا گار باورنی بیسے میں ڈوب چکا تھا جو واقعات پیش آئے تو تیش نے اسے تصور سے ہی باورنی کی نگاہ جاری ہو دیا ایک حیرت انگیز تر تیش جگہ کا آغاز ہوں سے والا تھا تو طاوور دیو ایک دوسرے سے ٹکرانے والے تھے ایک عورت دیوتاؤں میں کسی فضا کا بیج ہو چکی تھی۔ دیوی باورنی کے سر پر بھی بڑی توجہ اور دلچسپی ہے یہ سب کچھ بخشتی رہی اس کا پھرہ مرت سے ٹکرانہ ہوا جا رہا تھا خود اس کے قول کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے جو وہ جانتی تھی۔

ساقی نے بڑی خطرناک نظروں سے باورنی کو دیکھا اور چن کر ایک آس باندھے ہوئے اس کی طرف دیکھتا رہا وہ باورنی کی طرف قدم بڑھا چکی تھی اب وہ ایک کر کے گیا باورنی نے مجھے سے قاصد تھا اس کے حسن و جمال کی حشر سامانی تو اب دم توڑ چکی تھی باورنی اس کے سر سے آزاد ہو چکا تھا اسے باورنی ہلاکت کے لیے کوئی اور ہی حربہ استعمال کرنا پڑتا لیکن اس سے پہلے کہ وہ چھڑک کر دھرتی تیش کی سوئے بڑی تیزی سے لہرائی اور اڑنے کی ایک کوئی پیہر باورنی جیسے کو لہرائی یا ہوا کی

سوئی کی زد تھی اور خوف سے اس کا رنگ بدل چکا تھا وہ سوئے اس کے جسم پر پڑنے کا یہ مطلب تھا کہ اس مغرب سے اس کا جسم میلون دور جا کر آئے اور گھر سے گھر سے ہوجائے لیکن اس سے پہلے کہ کوڑے کی طرح لہرائی ہوئی سوئے اس کے سر پر پڑی فضا میں ایک تر جا رہا ہوا اور ترانے کی یاد آواز کارنیکار کے بائیں ہاتھ کی تیش سے ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی آسمان سے ہزاروں پر چھیاں تیش کی سوئے پر برس پڑی تھی کسی کی پر چھیاں سوئے کی تیز کرلوں سے مشابہ تھیں اس کا ہولناک آواز سے ساری فضا راغشی وہ شاید تیش کی پیچ پیچ سوئے سے خون کے سورج کے اگلے پہل سے اور ساقی تک پہنچنے سے پہلے ہی سوئے کا زردوٹ نکلیں تیش نے تپ کر اسے اپنی طرف لگا کر کارنیکار تیش کی فیض برف سے ہمہ گیر کی سرخ سے باورنی کا بے نالوں کے پردے پھٹے ہوئے عروس ہوئے اور اس کے ساتھ ہی زلزلہ آ گیا باورنی کے جڑوں کے نیچے میں اس طرح ڈول رہی تھی کہ باورنی کھڑا نہ رہا۔ سطح کی کوشش کے باوجود تیش سنبھل نہ سکا اور گھر پر اپنی مال کا لچرنا کا ہوا تھا تیش کے دل بے دانت سوئے کے نیچے سے ظاہر ہوئے اور تیش سرعت سے چلے ہوئے چلے گئے تیش زدن میں وہ کارنیکار کے جس میں بوسمت ہو گئے اور میں کارنیکار کے اظہار کرب نے ساعت کو ہلا کر رکھ دیا میں اس کی طرح لڑاں تھی زین کی تیش سے باورنی کا طرف لڑھکا چلا گیا تھا دینا کی سب سے عجیب و غریب جگہ تھکا آنا بے درجہ کر چکی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو لڑی کر چکے تھے۔

باورنی اور تیش دونوں کے ہوا تھا کہ جیسے کوئی بھیا تک خواب دیکھ رہا ہو اگر باورنی حقیقت مان لیتا تو باورنی بشارت خود ہی اس کی نظروں میں مشتبہ ہوجاتی تیش اور کارنیکار نے ایک دوسرے پر شدید طے شروع کر دیے شیو کی اولاد آپس میں برس پڑ چکی تھی ایک ایک طرف سے شعلہ برستے تو کھد دوسری طرف سے بجلیاں کڑھتیں ہر طرف ایک حشر برپا ہو گیا کان بڑی آواز سنائی دندے سے ہی تپتی بدرویں بلبلایا ہوا مرگھت سے بھاگ رہی تیش دیو کی ایک جنگ کوئی معمولی جنگ تو نہیں ہو سکتی پر ایک ایسی فوری طاقت کی آزمائش میں لگا ہوا تھا اس کے نیچے میں رہتے زبرد پر ہوئی جاری تھی جس کا خفاش کا ایک طوفان کا ایک طوفان تیش کا تھا اب باورنی کی دھاتی تیش سے دھاتی تیش دے دھاتی تیش نے کارنیکار کی ساقی چرن ساقی صرف آوازوں پر تیشوں وہ دھاتی تیش کا ایک آواز سن کر تیش کے بعد باورنی کو بھڑکا دیا ہے تھا کارنیکار اور تیش کا اظہار کرب کسی بھیا تک طوفان کی طرح پھٹ پڑا تھا مرگھت کی زین میں جگہ جگہ دراڑیں اٹھ چکا ہے گرتے گرتے زلزلہ بار بار آ رہا تھا اور باورنی بار بار اسے ادھر لڑھکا پھر باورنی اس وقت باورنی حالت تھی کہ خفاش دھول میں بری طرح اٹ چکا تھا اور کوئی باورنی کو لڑھکا دیکھتا تو مرگھت کا بھوتہ ہی سمجھتا اس بھیا تک خواب کا سلسلہ کب کب دروازہ ہوتا رہا تیش سے تیش کو سکتا تھا ہاں تیش ان بات جانتا تھا کہ اس بنگارے کو فرور سے والی سستی تیش مہاراج کی تھی شیو کے علاوہ کو اس جنگ کو رک بھی نہیں سکتا تھا۔ کسی میں اتنی طاقت ہے کہ دیوتاؤں کے کراؤں میں حال ہو سکے تیش اور کارنیکار کے کراؤں سے اس کی قیامت پر پائی تھی کہ شیو کی تیش سے چونک کر دروازہ اچھا آ تھا اس کی سواہی اس شان سے مرگھت کی زین پر اتاری کہ وہ تیش پر سوار تھا اس کے چاروں جانب تیش سے ایک میں کا زمر اور دوسرے میں تر شول تھا تیش دونوں تیش جانتا تھے کچھ میں زہا خونفک کا ساب لہرا کر پھنکار میں کارنیکار تھا تیش سے کھو پڑوں کی مالا بھی پڑی تھی اور اس کی تیشوں آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں یہی اس کی سواہی فضا میں نظر آتی تیش اور کارنیکار کھرا کر ساکت ہو گئے تھے یہی جگہ تھی کہ جب تیش کی سواہی زین پر اتاری تو خفاش دھول کا طوفان چھٹ چکا تھا اور اب ہر چہ نظر آ رہی تھی باورنی سب سے پہلے کارنیکار اور تیش کی سو دیکھا دونوں ہی زمنوں سے چہرہ نظر آ رہے تھے زین کا تھی اور دیکھا ان کے خون سے سرخ ہو چکی تھی باورنی نے خود کو کسی اس خون میں تھرا ہوا یا باورنی حالت کا لچرنا کی تھی تیش کی ماں البتہ ساقی کا حال ان دونوں سے مختلف تھا وہ تیش کی ویسی ہی تھی ابھی نظر آ رہی تھی شیو کو کہ اس کے چہرے پر بھیجی کہ تار بہت کھرا ہو گیا تھا کارنیکار شیو کے اندر میں تیش کی تیز کر چکی تھی۔

تو نے جو کچھ کیا ہے، اچھا نہیں کیا، کیٹش نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، مہادیو کس نے کس کے ساتھ زیادتی کی ہے اس کا فیصلہ ہوگا، مگر دونوں کو بخیروں کی طرح یہاں سے لے جایا جائے گا، تھہارے ساتھ اس کی اور یہ دونوں منٹ بھی ہوں گے میں عقل و دانش کے یوٹا بہت کربلاؤں کا گروہ اس مقدسے کا فیصلہ کرے شیوہ نے اپنے ڈر و حرکت دی اور اس کی آواز سے فغا کو گرج چندی سے گزے ہوئے سے گزے فغا میں کھڑوں کی جہاں تپاں لگیں۔ اور ایک آہانی تھو بارلوں کو چیرے ہو، ششان گھاٹ میں آس آریا ساتھ میں چھوٹے موٹے دیوتاؤں کا درے سوار تھا، انہوں نے شیوہ کے حکم سے کیٹش اور کارنیکا کو اپنی حرمت میں لے لیا، پھر شیوہ نے باؤ اور کاکی جن کی طرف اشارہ کیا یہ وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ یہ دونوں لے جائیں گے، باؤ نے ٹھہرا کر دیوی کی طرف دیکھا وہ بھی ایک حرکت کی، انہیں اس کی بایوی دانست میں تو ڈرامہ اپنے کلاس کے پہنچ کر کھڑا رہا، دیوی کی ہوج چکا تھا، رباب دیوی کی ہوج چکا تھا، شیوہ کی ہوج چکا تھا، اور دیوی ابھی نہیں باؤی پھر برادر انکار کر دیا ہوں نے باؤ اور کاکی جن چن کا پکڑ رکھتے ہیں سوار کیا ان دونوں کے بعد سا کی بھی باری آئی کاکی جن پر غشی کی طاری ہوں نے کی ٹھی۔

اس رات مگر کھٹ کی بدرو میں نے دیوتاؤں کی ایک کڑی خبر جنگ دیکھی تھی اور پھر انہوں نے بے بھی دیکھا کہ دیوتاؤں کا وہ قلعہ ششان گھاٹ سے رخصت ہوا تھا۔ آگے آگے شیوہ کا خیال اور پیچھے تھا یہ سب کچھ کیا نہیں تھا کہ اس حقیقت کا گمان کیا جاسکتا دے کی عام آدمی نے شاید یہ منظر دیکھے ہوں باؤ کے داغ میں بار بار یہ خیال کبلا نے تھا کہ وہ اب دیکھ رہے ہوں، رباب دیوی کے ہاتھ میں برادر کا تار اس پر غشی طاری ہو چکا تھا، وہ کچھ دیر بعد ہوج کے حواس کھوئے تو بڑے خود بخود اپنے تاریخ حسب سے عجیب و غریب مقدمہ پیش کر رہے تھے، بڑے مدعوں کے ان کے تمام دیوتاؤں کو دیکھا جن کی کہانیاں وہ پڑھ چکا تھا، کیٹش اور کارنیکا مجرموں کی طرح ہر جگہ سے کھڑے تھے چھوٹے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا دربار یوں کو کارنیکا کی فرود چم سنار باؤ تھا دوسری طرف سا کی بھی سر جگہ کا لے کر دیوی کاکی جن تیسری سمت میں تھا، پرست دیوتاؤں کی فوج نے کارنیکا کی فرود چم سنار باؤ تھا کارنیکا کے بعد کیٹش کی باری آئی اور خرم سنار کے گرجا کے تار کہ ہوا اس ذیل میں باؤ اور کاکی جن کا بھی نام آگے جب کہ یاد آئی فغا کو بھلی تو شیوہ کے دربار میں سنا چکا تھا۔ سب کی نظریں عقل و فرات سے کھڑے ہو چکا تھا، پھر دیوی میں اس کو اس مقدسے کا فیصلہ کرنا تھا کچھ ہی دیر بعد پرہیت کے فیصلے کی کوٹج باؤ کیسے نہیں فساد کی جڑا ایک غور سے سن دیا، جہاں کا ایک ایک پیکر اس نے لکنا تھا، پھر یہ گورویتا کے قدموں کو لگی دگمایا۔ سا کی کو اس کی سزا دی جائے گی، سا کی نے کچھ کہا، کارنیکا لیکن اس کے ہوتے کا پ کر دے گا، اس کا رنگ بالکل پیچھا کر گیا تھا۔ پرہیت نے فیصلہ نایا، البتہ اس کو موت سے مستثنیٰ قرار دیا چاہتا تھا اس لیے اس کی سزا یہ ہوگی کہ رباب اندر سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی جہا سے نکال دیں اور اسے دنیا میں جھیک دیا جائے، کیٹش سا کی چڑی پر دم مہادیو ہم۔ لیکن شیوہ چہ چھڑا، ہر طرے سے جان رہا اور اس طرح اس نے پرہیت کے فیصلے پر مہر تصدیق کر دی، کیٹش اور کارنیکا کے جرائم کی سنگتیں لگنے لگا، کارنیکا زیادہ قصور وار ہے، ان دونوں کو بھی سزا دی جائے گی لیکن اس سزا کا اعلان بعد میں اس وقت کیا جائے گا جب سا کی اور دیوہ دونوں منٹ یہاں سے ہوں گے، دیوتاؤں کو ان کیسے اس لیے سزا نہیں دی جا سکتی کہ اس میں سزا دینا ہی نہ اپنا تھا، ہوتے کا پہلو ہے پرہیت۔ شیوہ نے کہا کیا تم کوئی گور سزا نہیں سنا دے گا، کیا اس نے آج ہماری جہاں آ کر تو فیہ کی خلاف ورزی نہیں کی، غیر متوقع طور پر شیوہ کے منہ سے دیوی کا نام نہ کر باؤ کے سر میں سننا سننا، جیٹھی علی کی باؤ نے دیکھا کہ دیوی جواب تک بڑے اطمینان سے باؤ کے سر پر بھیگی ہوئی کی اپنا تک کھڑی ہوئی، کیا مہادیو پرہیت نے باؤ کے سر کی طرف کھوئے ہوئے کھادیو کی کوٹج میں دیکھ رہا ہوں اس کا قصد بعد میں چلی ہو، وہ پھر ہوج کے حواس کھوئے، میں ان کو لکھتا ہے میں خاصا وقت لگے گا، ضروری ہے کہ پہلے یہ دونوں منٹ اس سزا کو پہنچ جائیں، میں انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کی جو پوزیشن کروں گا ان دونوں کے قلم

کر دیئے جائیں۔

ٹھیک ہے، ایسا ہی ہوگا، شیوہ نے اشارہ کیا اور چھوٹے دیوتاؤں میں سے دو دیوتاؤں کی طرف بڑھے، دیوی سحرانہ انہوں سے پرہیت کی طرف دیکھ کر دیوی اب تمہیں بات کا انتظار ہے، باؤ پھر جھکا کر بولا لیکن دیوی نے باؤ کو کوئی جواب نہیں دیا، اس کے ہونٹوں پر ایک پراسرار اسکوٹ طاری تھا، چھوٹے دیوتاؤں نے باؤ سے پہلے کاکی جن کا پکڑ اس نے پکڑوں کی طرح چچ چچ کر کرم کی جھیک مانگی، شروع کر دیا لیکن وہ بان کو نہیں تھا، جوں کی فریاد پر کان نہ دھرتا تھا، بڑے سے اس کی گردن مادی کی سرخ سرخ کیو در بار میں پھیل گیا اور اس کے یو انعام پر باؤ کو سکون ہوا کہ اس کی کالی چرن کی لپ سے دور بدر ہوا تھا، اور آج وہ ہی جوں جوںی طاقت کا بولہ کر تھا، اپنی جان سے لیا، اس کے بعد دونوں دیوتاؤں کی جانب سے صاحب باؤ کی سانس بہت تیزی سے طے کی تھیں، موت باؤ کے سر پہنچ چکی تھی، خوف کے کلاس طم میں بھی باؤ کو دیوی نے آفسٹ کر دیا، کہ کیا وہ اس کا سر کٹوائے، کہ بعد حرکت میں آئے گی، ایک دیوتا نے کھلا استعمال اور دوسرے نے باؤ کو سزا دی، اس کی گرفت اتنی سخت اور مضبوط تھی کہ باؤ کی حسیاتی سر حرکت نہیں کر سکتا تھا، کھلا زائد بلند ہوا اور موت کا جیسا کہ تاثر باؤ کی آنکھوں کے سامنے قہر کر لگا۔

دیوی باؤ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا لیکن باؤ نے دیکھا کہ دیوی نے اس کی پکار پر ذرا بھی توجہ نہیں دی، قہر کی لہجوں کو بھینچتے ہو، کیا کہ دیوی نے غصہ ناف و رواف سے کام لیا تھا، وہ ان دیوتاؤں کے سامنے سے بے غمی تھی، کچھ نہیں کر سکتی تھی، کھلا دیوتا تیزی سے باؤ کی گردن کی طرف آیا، چشم زدن میں باؤ کے جسم سے نڈر کا رابطہ قائم ہوں نے کوکھا دیوی بدستور طاقت کھڑی ہوئی، اس کی اس ایک ٹیل میں باؤ صوف انتا، جوح کا کا ناکی نے توجہ نہیں مگر دیوی نے اسے ضرور تابی کا بکرا لکھا تھا، وہ کسی مقصد کے حصول کی طر اس کی زندگی سے کھینچنے کا فیصلہ کر چکی تھی، کھلا زائد بولوا کی گردن سے کس ہو باؤ لکھتے ہو، کیا باؤ کی گردن اڑ جاتا، چاہے قہر میں ہی باؤ کی گردن سے کس ہو، یہ وہ کھلا زائد تھا، کیا دیوتا کے ہاتھ سے کھوٹ کر دود جا کر مایا ہو۔ دیوی اڑ بار یکسی آواز میں ہلائی، کرم کی طرح باؤ کی وقت آگیا، بے کھلا زائد ہوجانے سے بھاگتا ہے، کس میں زیادہ طاقت وہ ہوں یا تم ہو، باؤ کو دل خوشی سے دھڑک اٹھا، دیوی میدان کا کارا میں آ چکی تھی، دیوی شیوہ کی غرض غصہ کا اظہار کیا، اب غصہ کونسا ہے، کس کا نہیں کھلا، مہادیو تم نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی ہے، معاہدہ یہ تھا کہ کوئی بھی دیوتا اس شخص کو قہقار نہیں پہنچائے گی، کوٹج کا کس کے سر میں موجود ہوں، معاہدہ کی خلاف ورزی کر دی، میری طرف سے ہوتی ہے، دیوی نے جی یہاں آنے کا کوئی اختیار نہیں تھا، میں خود نہیں آئی، مجھے لایا گیا، دیوی فتح کے نشے سے غمگین تھی، پرہیت نے دیکھی کہ پرہیت نے باؤ کا کچھ نہ تارک یہ دیکھا، کوٹج کا کس کے سر میں موجود ہوں، معاہدہ کی خلاف ورزی تو دراصل لہا، میری طرف سے ہوتی ہے، مہادیو پھر بری ہوئی، پرہیت نے باؤ کی کوٹج کی کس کے سر میں موجود ہوں، معاہدہ کی خلاف ورزی اس کی گردن سے اس وقت بھی خون ریں رہا ہے، میرا اگر اچھا نہ ہے کہ کوٹج کی کس کے سر میں موجود ہوں، معاہدہ کی خلاف ورزی میں اب میں اپنی سرکشی کی جہاد ہوں، آخر تو چاہتا تھا کہ دیوی میں فیصلہ کر جائی، ہوں بات کا۔ اس بات کا فیصلہ ہم دونوں میں سے زیادہ طاقتور کو ہے، اب جھمڈی آخر تو اپنے آپ کو کھینچنے لگی ہے، شیوہ کے انداز میں خفا سے تیزی سے بات کر دیا، مہادیو۔

دیوی شیوہ کی کرم سے ساری جہاں کا پیٹھی۔ دیوی کے لہجے کی بے باکی سے دوسرے تمام دیوتاؤں کے چہرے کی لہجے کی آہٹا کا ڈن بھٹے تھے، میں دارکھ نے میں انہیں پہل کر نے دوئی مہادیو دیوی نے تیزی سے کہا، اور پھر جھک کر باؤ کے سر سے اتری پھر اس نے نمائے کیا، کیا کھینچنے کے قدموں کے گدھے چھو کے ہوں، گدھے دوہما کے شہید تھے کہ باؤ کو ایک بار پھر اپنے کان پہنچے ہوئے محسوس ہوں گے، شہید کا در بار کھل پھل ہو کر رہ گیا، دیوتاؤں کا اظہار کرم کی حالت دیدی تھی وہ دھماکے ان دیوتاؤں کی کھولوں کی طرح اڑ رہے تھے صرف شیوہ ابھی اس کی



خوف کا احساس

خیر: حیات پائند بنیاد
یہ واقعہ جو میں آپ کو سنانے جا رہی ہوں یہ بالکل حقیقی واقعہ ہے۔ یہ واقعہ میرے ساتھ چپ چپ چپ آج جب سردیوں کا موسم ختم ہو رہا تھا اور گرمیوں کی آمد میں اور میری بہن باہیک کا ایک مشترکہ کمرہ ہے جس میں بچپن سے ہم دونوں اٹھتے رہتے ہیں ہمارے کمرے میں دو بچک ہیں ایک میرا اور ایک باہیک کا باہیک کا بچک میرے سر کی جانب ہے ایک رات میرے سر میں دو تھکا ہوا میں جلدی سونے کے لئے کمرے میں آ کر لیٹ گئی جبکہ باہیک مٹھی روم میں بیٹھ کر پڑھ رہی تھی میرے سر میں دو تھکا ہوا میں جلدی سونے کے لئے کمرے میں آ کر لیٹ گئی

سی نے اس پر ہنسی بولی جملے سے میرے ہلکے ہلکے جھپ میری آنکھ میں آنسو لایا جلی جلی اور کمرے میں گھپ اور میرا کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا مجھے اچانک سے خوف کا احساس ہوا لیکن پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ شاید کوئی بلی ہوگی اور پھر میں دوبارہ سونے کی کوشش کرنے لگا اچانک مجھے ہانی کی آواز سنائی دی وہ کچھ بڑبڑا رہی تھی جب میں نے فوراً کتبے سنائی آواز آہستہ آہستہ آواز میں روکنی لگ رہی تھی یہ دیکھ کر میرا ہوش کھو گیا کہ جیسے ہی ہانی نے روشنی نکارا تو فوراً لائٹ آگئی اور چمکا چمکا گئی نے خدا کا شکر ادا کیا کہ لائٹ آگئی ہے ابھی میں سونے کا سوچ رہی تھی کہ ایک بار پھر لائٹ بج گئی ابھی ایک لمبے کے ایک منٹ ہی نہ گزرا تھا کہ مجھے ہانی کے آہستہ آہستہ ہنسنے کی آواز آئی ارے میں آپ کو یہ

بتاتا تو بھول گئی کہ بچپن سے لے کر آج تک رات کو میری بھی آنکھیں ملتی اور اس کی وجہ سے میں بڑے خاندان میں مشہور ہو جا رہی ہوں لیکن آج میں بچپن سے لے کر آج تک کیوں مل گئی ہوں تو اس کی بنا میری کہ مجھے ہانی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی تھی ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اپنی آنکھوں پر ٹیپ لگا دی اور میری طرف دیکھ کر ہنسنے لگی اور پھر مجھے چوڑیاں لٹکنے کی آواز سنائی اور میری ری کھی بہت اچھی جواب دہی کی چونکہ مجھے پتہ تھا کہ ہانی کو چوڑیاں پسند نہیں اور وہ کسی بھی قسم کی جھجک سے چوڑیاں نہیں پہنتی اور اب مجھے چوڑیاں لٹکنے کی آواز سنائی دے رہی تھی میرا خوف بڑھتا ہی جا رہا تھا حالانکہ مجھے کئی برس ہو چکی تھی اور خوف سے میں پوری سسکی ہوئی تھی لیکن میں نے پھر بھی کبھی مل نہ کیا اور ہوا تھا جیسے اپنا سانس نہ لے رہی تھی اور ہوا تھا ہانی کی چوڑی لٹکنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی البتہ کسی بندہ ہو چکی کہ وہ سن کر کچھ بڑبڑا رہی تھی مجھ میں اتنی بہت نہیں تھی کہ اسے کھڑکھڑائی کی طرف دیکھتی کیا کرے سے باہر نکل جائی اس سے پہلے کہ خوف سے میرا دم ٹھنکنا تھا بال دھم سے ماری آواز سنائی دی کہ فوراً اٹھ جا کتبے ہاتھوں سے دروازہ کھولا اور جاگے ہوئے جا کر مٹا پڑ گئی میں زور زور سے رو رہی تھی مٹا مجھے کچھ کر پڑیاں ہو گئی حیات پائند کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہوں وہ اندر لپٹی چلی گئی ہے یہ کیا لاکھوں والی باتیں کر رہی ہو مٹا مجھے دلائل نہیں پھر میں نے انہیں شروع سے لے کر آخر تک ساری بات بتادی ابھی میں نے اپنی بات تم ہی کی تھی کہ لائٹ آگئی تو میری بات سن کر ہنسنے لگی اور پھر مجھے بتایا کہ ہانی کو تو بچپن سے ہی ہنسنے کی بات ہے اور تمہارے علاوہ سب لوگوں کو پتہ ہے اور ہانی پرچہ چوڑیاں کی بات تو رات کو گھبراہٹ کی آواز دہانہ زور کی آواز ہو گئی ہانی کو تو میرا جانتی ہو ایک لمبے ایک دوسرے کے ہم نہیں رہیں اب اس لئے تو رات کو ہانی کے ساتھ سو گئی تھی اور چوڑیاں اسی نے ہمیں کی تھیں یہ سب سن کر مجھے ہانی کو باری پرچہ چوڑیاں کی بات نہ کرنا تھا کیا کہی جا کر ان دونوں کا گھبراہٹ لیکن سامنے مٹا کڑی تھی اس لئے میں نے اپنے آپ کو کنٹرول کر لیا اور زیادہ خوف کا ڈھنچکا نہ دیا کہ وہ مجھے بڑے بڑے پیلے کی باگی ہو چکی ہے اب تمہاری باری کی گما چھوڑ دو لیکن اور پھر میں ہنسنے چاہتی تھی یہ وہی بات جس میں وہاں جا کر دیکھا تو ہانی اور مانو دونوں اپنے منہ میں کھلے رہے تھیں۔ یہ دیکھ کر میری کئی چوڑیاں گئی اور میرا سامرا غصہ ہوا گیا اور پھر میری اپنی سوٹی میں لیکن اور سوٹی کزن پر ڈھیر دیا پلا

گیا۔ کار میں اگر آپ کو یہ کہانی اچھی نہ لگے تو صرف کہتے گا اور اگر بری لگے تو تنقید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

وہ بچے تھے یا کچھ اور...

خیر: حیات پائند بنیاد
یہ کہانی ایسے لوگ کی ہے جو بہت زیادہ بڑبڑا رہے شرارتی تھا اور اپنے والدین کا کہا بالکل نہیں مانتا تھا تمام بچے والوں کا جینا دو بچہ کر رکھا تھا ایک اس کی اسی نے اس سے کہا چاہو حیدر باہر سے پڑی لا دو یہ سن کر حیدر برا سامنے بنائے اور اپنے کمرے کا پر لٹکا اس نے سوچا چاہی تو کسا تھیں بنا رہیں تھوڑی دیر تک ہی بنا گیا کیوں نہ ہو چوڑی دیر کے کھینا چاہئے اس وقت دو بچہ رات تھا اور سورج پوری آج دو تاب سے کمری برسا رہا تھا اور گرمی کی بڑا دھم دھم گئی میں آواز اور گرمی کرتے ہوئے پھر باہر آئے جیسے پلٹے وہ بہت دور نکل گیا ان کے کاٹن میں ایک کٹاؤ تھا جس کے بارے میں مشق تھا یہاں میں بھڑوں کا سایہ ہے لیکن حیدر ان باتوں کی پروا نہیں کرتا تھا۔ حیدر جیسے ہی کٹوں کے پاس سے گزرتے لگا ایک پتھر اٹھ کر کٹوں کے منبر سے پھینک دیا اور اس کے بڑے کٹوں کی ہانی میں تھا لیکن حیدر نے ہانی میں ہانکا تو یہ دیکھ کر خوف سے وہ غائب تھا اور اس کے رونے لگا کھڑے ہو گئے کیونکہ کٹوں میں ہانی کے اوپر چار چھوٹے چھوٹے بچے جو صرف ہر دو یا اڑھائی سال کے ہی ہوں گے کول دائرے کی شکل میں کھڑے تھے اور انہوں نے سفید رنگ کے پلوں پہنے ہوئے تھے ان کے کان انسانی کان سے بڑے تھے اور ان کی شکل بھی عجیب و غریب تھی ایک ان میں سے ایک بچے نے اپنی ٹانگیں اٹھا کر حیدر کو دیکھا تو حیدر کی خوف سے کچھ بڑبڑا اور وہ کٹوں کے پاس کی کمرے کے ہوش ہو گیا۔ جب اسے ہوش آیا تو وہ کچھ بڑبڑا رہی پر کچھ اور ساتھ وہی چار باری پر اس کی اپنی اور ابو دونوں پریشان جیسے اس کو دیکھ رہے تھے۔ اس حیدر کو گردن بعد ہوش آیا تھا جب اس کے والدین نے اس کو پچھا کر کیا ہوا تھا تو اس نے اپنے ساتھ آ کے والے والے کو شروع سے لے کر آخر تک بتایا اس نے شراوتوں سے جینے کے لئے تو بیکری۔

□□□

دیوانی ناگن

-- تحریر: کامران گلپل واہ گارڈن واہ کینٹ --



کتاب میں جو منتر لکھا ہوا ہے اسے صرف کوئی انسان ہی پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اور مخلوق اس منتر کو پڑھے گی تو وہ جل کر اڑھن جائے گی اچانک جلدی سے اس کتاب کو اٹھاؤ دینتر کو پڑھ کر بدردھوں کو غلام بنا لو پھر ہم اس سادھو کی طرف چلتے ہیں جس نے میرے انمول کو قید کر رکھا ہے میں نے وہ کتاب اٹھائی اور اسے کھولا اس میں چند عجیب سمورنوں والی بدردھیں نکل کر میرے سامنے جمع ہو گئیں ان سب نے غلاموں کی طرح اپنے سر جھکا دیے ہوئے تھے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے اور نایاب کو اس سادھو کے پاس لے جائیں جس نے انمول کو قید کیا ہوا تھا وہ نہیں لے آئیں اور ایک سحر اشی لے جا کر اتر دیا اچانک ایک بوڑھا سادھو آگے ہمارے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی انمول چلائی یہی ہے وہ سادھو بدردھوں سے ہو کر اسے بدردھوں میں لے کر اس کی بات سن کر بدردھوں کو حکم دیا کہ اس سادھو کا خاتمہ کر دو اس سادھو نے کچھ بڑھ کر چھوٹ کر ماری تو وہاں بہت سے جن بھوت نمودار ہوئے پھر بدردھوں اور بھوتوں کے درمیان ایک خوفناک جنگ ہوئی جس میں بدردھوں جیت گئیں اور بھوت جان کی بازی ہار بیٹھے اچانک ایک ناگ درختا ہوا ہماری طرف آیا ہمارے قریب آ کر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی اسے دیکھتے ہی نایاب چلائی انمول میرے انمول دیکھو میں نے تمہیں آواز دکر لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس کی طرف دوڑی بدردھیں اب سادھو کی جانب بڑھ رہی ہیں پوچھو مجھے سے ان سے بچاؤ کے لیے آگ چاروں طرف پھینکی شروع کر دی جس سے کچھ بدردھیں جل کر خاک ہو گئیں ایک آگ کا گولا انمول کی طرف آیا اور اس نے انمول کو اپنی لپیٹ میں لے لیا انمول جلنے لگا آہستہ آہستہ آگ نے اس کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیا نایاب اس کے قریب پہنچ چکی تھی نایاب نے اسے گلے سے لگایا اور چلاتے ہوئے پوئی انمول میں نہیں اسکیلے میرے نہیں دوں گی میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی میں تمہارے ساتھ مردوں کی آگ نے انمول کے ساتھ ساتھ نایاب کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بھی جلنے لگی یکدم ہی میرے آگ نے ان دونوں پر کیوں کر چلا کر رکھ کر دیا بدردھوں نے سادھو کو پکڑ لیا تھا انہوں نے اسے بہت اذیت پہنائی تھی انھوں نے ان کو زمین پر پھینک دیا اس سے اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ مر گیا۔ ایک سنہی خیر اور خوفناک کہانی۔

دسمبر کی ایک سرد شام تھی میں اپنے بیٹے کے میز پر کھڑا تھا اور دروازہ تک پہنچے ہوئے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کو دیکھ رہا تھا مجھے ہر طرف برف ہی برف دکھائی دے رہی تھی برف کے علاوہ ان پہاڑوں پر کسی ذی روح کا نام نشان نہیں تھا اچانک میری نظر اپنے بیٹے کی طرف پڑتی ہوئی ایک بہت بڑے سانپ پر پڑی وہ سانپ مسلسل میرے بیٹے کے گینٹ کی طرف بڑھ رہا تھا اسے دیکھ کر خوف سے میرے رونگٹے

خوفناک ڈائجسٹ

ہاں یقیناً وہ اس سانپ کو مار دیں گے کیونکہ وہ بہت ہاردار انسان ہیں احسان بابا۔ احسان بابا میں نے احسان بابا کو آواز دی کچھ ہی لمحوں میں میزبیں سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی پھر اچانک احسان بابا میزبیں سے نمودار ہوئے۔

کیا بات ہے آریاں تم کا بی گھر اے ہوئے نظر آ رہے ہو کیا ہوا ہے میں نے سانپ سے لگا ہوا کر احسان بابا کی طرف دیکھا اور کہا احسان بابا ایک بہت ہی بڑا سانپ ہمارے گھر میں داخل ہونے والا ہے اگر وہ گھر میں داخل ہو گیا تو مجھے اور آپ کو مار دے گا ہمیں اسے اندر آنے سے پہلے ختم کرنا ہوگا آپ بہت ہی ہاردار انسان ہیں اور آپ کا نشانہ بھی بہت ہے اچھا ہے پلینز میرے کمرے سے گن لے آئیں اور اس سانپ کو مار دیں میں آقا بھکر چہ ہو گیا تو احسان بابا بے کیاں ہے سانپ وہ گنٹ کے گریب ہے میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں چند لمبے پیلے وہ سانپ تھا میں یہ کیا وہاں تو اب سانپ کا نام دشتان بھی مسموم دیکھیں تھا اور جہاں سے اس جگہ کے درکار دیکھا کہ شاید وہ ادھر اصر ہو گیا ہو لیکن وہ کہیں نہیں تھا اچانک سے وہ سانپ کیاں غائب ہو گیا میں ہونے لگا مجھے کچھ بھی سمجھ نہ آ رہی تھی احسان بابا چڑھی سے میرے چہرے کو دیکھ رہے تھے اور کبھی اس جگہ کو دیکھ رہے تھے جہاں میں نے بتایا تھا کہ سانپ ہے آریاں بیٹا میرا خیال ہے تمہیں کوئی غلط فہمی ہے یا تمہیں ہالوں تو کوئی سانپ نہیں ہے۔

احسان بابا نے کہا تو میں لوگوں میں ایسا کیسے ہو سکتا ہے میں نے خود اپنی آنکھوں سے اس سانپ کو دیکھا تھا وہ رہتا تھا ہمارے گھر کی طرف آ رہا تھا میں کاٹی دریاں اس کو دیکھتا رہا آپ کے آنے پر میں نے اس سے نظر پٹائی تھی اور دوبارہ جب میں نے اس جگہ دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا پکڑ ہے نہ تو میں اسے وہم تصور کر سکتا ہوں اور نہ ہی آبادی کے ثابت کر سکتا ہوں میں جب ہو گیا یا کچھ دیر ہونے کے بعد بولے چلو چھوڑو بیٹا اس بات کو آؤ میں نے چائے

بنائی ہے چل کر چائے پیتے ہیں میں بابا کے ساتھ کچھ میں چلا گیا ہم دونوں کے مل کر چائے پی اور کپ شپ میں مصروف ہو گئے اچانک میرے موہاں کی ٹیون بجی میں نے سوچا کہ جب سے موہاں نکلا میری فیکٹری سے کال گئی میں نے کال انڈیکس کی دوسری طرف سے میٹر کی آواز سنائی کہ اسلام علیکم میں نے جواب دیا وہ اسلام علیکم میں نے جواب دیا تو وہ بولا۔

آ کر۔ صاحب کیا حال ہے آپ کا میں نے کہا بالکل ٹھیک ہو آپ کیسے ہیں اور خیریت تو سب اس وقت آپ نے کال کیوں کی میٹر بولا میں بھی ٹھیک ہوں کل ایک بہت اچھا ڈسٹ مینک ہے اس میں آپ کا ہونا بہت ہی ضروری ہے اس میننگ میں ٹھکانڈ سے بہت بڑی ڈیل ہونے کی توقع ہے اس ڈیل سے فیکٹری کو بہت ناکہ ہوگا پلیز اس کل ٹھیک چلیں اور اس میننگ کو انڈیکس لیں دینے بھی بہت ڈول سے آپ نے فیکٹری کا پکچر لیا فیکٹری کا پکچر بھی لگائیے گا وہ چپ ہوگا اور میں نے کہا اؤکے میں کل ج ہی آ جاؤں گا آقا بھکر میں نے کال کاٹی۔



صبح آٹھ بجے میری آنکھ کھلی میں جلدی سے فریش ہو کر ناشتہ کر کے اپنی کار پر شہری طرف روانہ ہو گیا دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد میں شہر بیٹیا میں نے گاڑی کو اپنی فیکٹری کی طرف جانے والی سرک پر ڈالا اور فیکٹری کی طرف بڑھنے لگا کبھی دیر بعد میں فیکٹری میں گھنچا گیا۔

پہلے میں اپنے آفس کی گاڑی دوں بعد میں اپنے آفس میں آیا تھا اس لیے کہ مجھے عجیب سا لگ رہا تھا کچھ دیر ریسٹ کرنے کے بعد میں نے فیکٹری کا چکر لگایا جس سے میننگ کا نام ہو گیا تھا میں نے میننگ انڈیکس کی میننگ کامیاب رہی کلائنڈز کے ساتھ کرڈوں کے ڈیل میں ہوئی شام کے وقت میں نے واپس گھر کا سفر کیا اور آگے میری آمد میری گاڑی کی آبادی سے بہت دور چلی جا چکی تھی رات کا اندھیرا آہستہ آہستہ پھیلتا جا رہا تھا میں نے گاڑی رتقاڑ بڑھا دی اور تیزی سے گھر کی

طرف بڑھنے لگا یہ نہیں کیوں آج مجھے خوف محسوس ہو رہا تھا میرا دل کھرا ہوا تھا۔

ایسا لگ رہا تھا کہ ابھی کچھ بہت برہونے والا ہے طرح طرح کے خیالات میرے دماغ کو الجھا رہے تھے میں دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگا کہ میں خیریت سے گھر پہنچ جاؤں واپس اپنی رفتار سے گزرتا چلا گیا میری کار ان برقی ہٹاؤں میں داخل ہوئی جن پر میرا گھر تھا اچانک میری کار کے سامنے بہت تیزی سے گئی عورت آگئی میں نے زوردار بریک لگائی کار کاٹی زیادہ پہنچیں تھی اس لیے اچلتے اچلتے بجی میں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ عورت بھی گئی اور ساتھ ساتھ میں بھی شکر ادا کیا کیونکہ اگر گاڑی الٹ چلی تو یقیناً میری موت واقع ہو جاتی اچانک میرے دماغ کی یادداشت کے اس وقت عورت یہاں کیسے آئی یہاں تو دن کے وقت بھی کوئی نہیں آتا ہے یہ پہاڑ تو ویران ہیں یہاں صرف ایک میرا ہی گھر ہے جس میں احسان بابا اور میرا گاڑو رہتے ہیں میرے گھر کے علاوہ اس علاقے میں دو دروازے ہیں کوئی نہیں رہتا تھا تو پھر یہ عورت کہاں سے آ سکتی ہے کچھ دیر میں سوچوں میں کہ میری فیکٹری میں مسلسل عورت کی جانب میں وہ ایک بار پھر گھر میں آئی اور آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میری جانب بڑھنے لگی کار کی انڈیکس کی روشنی اس کے چہرے پر چڑھی تھی وہ ایک بہت حسین لڑکی تھی جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی ایک ایسا لگ رہا تھا کہ اس کی تصویر میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

چند لمحوں میں وہ کار کے قریب پہنچ گئی تھی اس نے کار کا کار کا ڈر اور کھلا اور میرے ساتھ چلنے لگتی تھی اس نے مجھے میں نے اس کے پیچھے سے گھورے دیکھا تو مجھے ایسا لگا کہ وہ انسان نہیں ہے کوئی یہی ہے وہ بہت ہی مصووم عورت اور بہت ہی حسین لگی میں نے کہا آپ کون ہیں اور رات کے اس وقت اس دیرانے میں کیا کر رہی ہیں میری بات سن کر وہ بولی آریاں مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے میں اس کی زبان سے اپنا نام نہ کرنا ہوا اور آپ کا میرا نام کیسے جانتی ہیں اور میں آپ کی کیسے مدر کر سکتا ہوں

وہ بولی یہ ایک ایسی کہانی ہے تم گاڑی چلاؤ گا گھر جا کر تمہیں سب کچھ بتائی ہوں میں نے گاڑی کو تیز میں ڈالا اور آگے بڑھا دی۔ کچھ دیر بعد ہم کھینچ کھینچتے تھے احسان بابا میرے ساتھ ایک ایسی بڑی گاڑی کو تیز کر رہا تھا کہ میں نے اس کی گاڑی کو ڈانک روم میں بٹھایا اور خود بھی اس کے پاس بیٹھ گیا۔

میں نے کہا جی ہاں باتیں میں آپ کی کیا بد کر سکتا ہوں وہ لڑکی کچھ دیر چپ رہی پھر میں نے ایک ناگن ہوں کب تک۔ کیا کیا میرے منہ سے بے اختیار نکلا میں اس واقعہ ناگن ہوں ہم ناگنوں سے ملا جلت ہوتی ہے کہ جب ہماری عمر سو سال ہو جاتی ہے تو ہم اپنی مرضی سے کوئی کپ روپ اختیار کر سکتے ہیں جب ہماری عمر سو سال ہوئی تو میں نے بے انسانی روپ اپنا لیا اب میں جب چاہوں ناگن بن سکتی ہوں اور جب چاہوں انسانی روپ میں آسکتی ہوں کل شام جو سانپ ہمیں دیکھا تھا وہاں کوئی اور نہ تھا میں ہی میرے پاس بہت زیادہ طاقتیں ہیں میں چاہوں تو غائب ہو سکتی ہوں اور جب چاہوں ہوا ہو سکتی ہوں کل جسے مجھے دیکھ لیا تھا تو میں غائب ہو گئی تھی کیونکہ اس وقت تمہارے سامنے نہیں آتا چاہتی تھی اتنا کہ کروڑوں چپ ہوئی اور میں اس سے سرے پاؤں تک غور سے دیکھنے لگا مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ لڑکی کچھ کہتی ہے یا پھر جھوٹ بول رہی ہے مجھے اس میں ایسی کوئی چیز دکھائی نہیں دی تھی میں نے یہ غائب ہونا کہ وہ واقعی ناگن ہے نہیں تھی جس کیسے میں نہیں تھا کہ ایک انسان کیسے کبھی اختیار کر سکتے ہیں میں نے اپنے دماغ سے تمام خیالات کو جھٹکا اور اس سے بولا میں کیسے یقین کر لوں کہ آپ ناگن ہو میں نے تو آج تک ایسا نہیں سنا کہ ناگن سو سال بعد انسانی روپ اختیار کر سکتے ہیں میرا خیال ہے آپ مجھ سے حرافی کر رہی ہیں میری بات سن کر وہ بولی۔

نہیں میں کچھ کہہ رہی ہوں میں اس واقعہ ناگن ہوں اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو میں تمہیں ناگن والا روپ اپنا کر دیکھائی دوں میں پھر تمہیں یقین آ جائے گا اب ٹھیک ہے

تم اپنا ناگن والا روپ دکھاؤ میں نے کہا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں وہ میرے کچھ پر ہنسنے کی اجازت اس کی حالت تبدیل ہونے لگی وہ ناگن بننے کی چند ہی لمحوں بعد وہ مکمل ناگن میں تبدیل ہو گئی۔

اپنے قریب ایک ناگن کو دکھ کر میری سانس رکنے لگی خوف میرے پورے جسم میں سرایت کر گیا مجھے یوں لگنے لگا جیسے وہ جسے ڈس لے گی اس نے اپنی آنکھیں مکمل لیں جس میں وہ بار بار منہ کھول کر زبان کو باہر نکالتی تو میں خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیتا تھا کافی دیر وہ اسی روپ میں رہی پھر اس نے اپنا روپ بدلا شروع کر دیا اور ایک بار پھر انسانی شکل اختیار کر لی اب تو یقین آ گیا ہے اس باغی بھی نہیں آیا ناگن نے کہا تو میں اپنے خوف پر بغض قابو پاتے ہوئے ہوا بل بال بال اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم ناگن ہو لیکن تم نے ابھی تک مجھے نہیں بتایا کہ تمہارا مسئلہ کیا ہے اور میں تمہاری کیسے مدد کر سکتا ہوں ناگن نے ایک سی سانس خارج کی اور بولی میں اپنے کزن ناگ کو پچھن سے پسند کرتی تھی وہ بھی مجھے بہت پسند کرتا تھا ہم دونوں نے پچھن ناگ ایک ایک کو دوسرے کے ساتھ گڑا تھا ہم دونوں ایک دوسرے کے دیوانے تھے ہم دونوں اس کے کہنے کو دے اور دھکیں کی سیر کرتے تھے ہمارا گھر ایک جنگل میں تھا تو گڑا چلا گیا اور ہم دونوں جوان ہوتے چلے گئے ناگ نے کہا جب جوان یعنی سو سال کے ہو جاتے ہیں تو وہ کوئی بھی روپ اختیار کر لیتے ہیں میں بھی اس وقت کا شدت سے انتظار تھا جب ہم نے جوان ہو کر کسی اور روپ کو اپنا یا تھا میں نے اور میرے ناگ نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ جب ہم جوان ہو جائیں گے تو ہم انسانی روپ اپنا میں گے اور پھر انسانی دنیا میں جا کر انسانوں کے ساتھ رہیں گے باقی انسانوں کی طرح۔

ہماری انتظار کی گھڑیاں ایک دن ختم ہو گئیں ہم دونوں سو سال کے ہو گئے اور ہم دونوں نے انسانی روپ اپنا لیا میرے ناگ نے اپنے آپ کو ایک خوبصورت لڑکا بنالیا اور میں نے اپنے آپ کو ایک حسین لڑکی بنالیا ہم

دونوں انسانی دنیا میں آ گئے اور اسلام قبول کر لیا پھر ہم نے اسلامی تعلیمات کے مطابق نکاح کیا اور انسانی دنیا ہی میں رہنے لگے انسان بہت اچھے تھے وہ ہم سے بہت پیار کرتے تھے ہم دونوں بہت خوش تھے ان لوگوں کو میں نے اپنا نام ناگ ناگ اور ناگ نے اپنا نام ادا ادا رکھا یہ دونوں کافی عرصہ اس آبادی میں رہے ہم نے لوگوں کو ہم ظاہر نہیں ہونے دیا کہ ہم انسان نہیں ہیں ناگ ایک دن ایک ماسوحی اس علاقے میں آن لگا وہ بہت ہی طاقتور تھا اور مددگار بھی تھا اس نے اپنے جادو کے ذریعے یہ جان لیا کہ ہم انسان نہیں ہیں ناگ نے اس سے دھوکے سے مجھے اور ناگ کو قید کر لیا اور میں اپنے ساتھ ایک ویران علاقے میں لے گیا اس ویرانے میں اس ماسوحی کاظم پیکلا وہ طاقتور دہلی پرورد بھی اس کی اجازت کے بغیر نہیں لے سکتا تھا اس نے مجھے اور ادا کو وہاں قید کر لیا ہم نے وہاں سے نکلنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔ ایک دن ماسوحی مجھے کہا کہ اگر میں اسے ہر روز ایک انسانی لاش لا دوں تو مجھے وہاں سے میرے ناگ انمول کو آزاد کر دے گا میں نے اس سے پوچھا کہ وہ انسانی لاش کا کیا کرے گا۔

اس نے کہا کہ وہ ایک بہت ہی عظمیٰ حاصل کرنے کے لیے آسمانیں لاشوں پر آسکتا میں دونوں کو چاہ کرے گا کہ تیریں دونوں بعد جب اس کا چل میل ہو جائے گا تو مجھے اور ادا کو آزاد کر دے گا میں نے اس کی بات مان لی اور اسے ہر روز ایک انسانی لاش لا کر دینے لگی۔ آس تیریں دونوں بعد جب اس کا چل میل ہو گیا تو میں نے اس سے کہا کہ وہ مجھے اور ناگ کو آزاد کر دے اس نے مجھے تو آزاد کر دیا لیکن انمول کو آزاد نہ کیا وہ آج بھی اس شیطانی ماسوحی قید میں ہے میں نے اسے آزاد کرانے کی کئی بار کوشش کی لیکن ایک بار بھی کامیاب نہیں ہو سکی ہوں اگر تم میری مدد کرو تو انمول کو آزاد کرانا ہو جائے گا اتنا کہہ کر وہ ہوتی سی جبرائی سے اسے دیکھ کر چار پانچ گانے بکے ایک بہت عجیب و غریب کھانی تھی اس کھانی پر یقین کرنے والے

خفص کو پاگل تصور کیا جا سکتا تھا میں خود بھی کئی فیصلے نہیں کر پا رہا تھا کہ وہ کچھ کھری ہے یا پھر جھوٹ بول رہی ہے وہ کچھ کھری تھی کیونکہ حقیقت میں ایک ناگن ہی تھی اور وہ ناگن بن کر مجھے دکھا بھی چکی تھی میں نے سوچا اور اس سے کہا۔

میں انمول کو ماسوحی سے آزاد کرنے میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں تم نے بتایا کہ وہ ماسوحی طاقتور ہے اس کے پاس جادو کی جتنی جگہ میں تو ایک بہت معمولی ماسوحی ہوں میرے پاس کوئی طاقت نہیں ہے اتنا کہہ کر میں چھو گیا تو وہ بولی اگر تم میرے ساتھ دھوکہ کر دو کہ تم میرے انمول کو آزاد کرادو گے تو میں نہیں ایک امیرانا اتنا ڈانٹوں گی جس سے تم بہت طاقتور بن جاؤ گے اس ماسوحی طاقتیں تمہاری طاقتوں کے آگے بے بس ہو جائیں گی میں بولا میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے انمول کو ماسوحی سے آزاد کرانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا مجھے تو طریقہ بتا دو جس سے میں جادو کی طاقتیں حاصل کر سکتا ہوں ناگ ناگ کچھ دیر سوچنے کے بعد بولی یہاں سے بہت دور لگا ہے پہاڑ ہیں ان پہاڑوں میں ایک ایسی غار ہے جس میں دوسو بدھ متی قید ہیں اس غار کے باہر ایک نیلے رنگ کی کتاب پڑی ہوئی ہے وہ جادو کی کتاب ہے اس میں ایسی ایسی جادو کی جہتیں ہیں خفص میں نے پڑھنا شروع کیا میں نے غلام بن جانے کی بددعویٰ میں جادو میں بہت طاقتور ہیں اگر تم ان بددعویٰ کو اپنا غلام بنالو تو تم دینا کا ہر کام ان سے کر سکتے ہو میرے انمول کو اس ماسوحی کی آزاد کرانے کے لیے کتاب تک پہنچنا بہت مشکل ہے اس تک پہنچنے کے لیے اتنا کہہ کر وہ چھو گیا تو میں بولا۔

میں نے غار کے باہر ایک نیلے رنگ کی کتاب پڑی ہوئی ہے وہ جادو کی کتاب ہے اس میں ایسی ایسی جادو کی جہتیں ہیں خفص میں نے پڑھنا شروع کیا میں نے غلام بن جانے کی بددعویٰ میں جادو میں بہت طاقتور ہیں اگر تم ان بددعویٰ کو اپنا غلام بنالو تو تم دینا کا ہر کام ان سے کر سکتے ہو میرے انمول کو اس ماسوحی کی آزاد کرانے کے لیے کتاب تک پہنچنا بہت مشکل ہے اس تک پہنچنے کے لیے اتنا کہہ کر وہ چھو گیا تو میں بولا۔

گیت تیار رہنا کئی گیت ہی ہم ان کا لے پہاڑوں کی طرف سفر شروع کر دیں گے اب تم بھی جا کر سوچنا دو ناگن ناگ ناگن نے کہا اور چلنے کی میں نے ایک لمبی سانس لی اور سوچنے لگا کہ میں کس چاروں میں چھو گیا ہوں اگر مجھے کچھ ہو گیا تو پھر کیا ہو گا پھر خیال آیا کہ میرے سر نے کسی کو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اس دنیا میں تو دیسے ہو میرا دنیا کی جتنی ہے۔ ہاں باپ دنیا میں ہی مجھے بھی کھرا کر اس دنیا سے لے کر اس دنیا کی دولت کے بعد مجھے احسان پایا ہے پاپا احسان پایا میرے پایا کے بڑے وقار دار طرز میں انھوں نے پی پی کی دولت کے بعد میری پردہ کی اور مجھے پی پی پایا کی پی پی محسوس ہوئی دلی میری طرح وہ بھی اس دنیا میں اکیلے تھے وہ پچھن میں سے تھوپی پسند تھا میرا دل چاہتا تھا کہ اسی کی جگہ چلا جاؤں جہاں میرے علاوہ کوئی نہ ہو جب میں جوان ہو گیا تو میں نے اپنے اس خواب کو حقیقت میں روپ میں ڈھالا آبادی سے بہت دور دران ویران پہاڑوں پر میں نے عالی شان بنگلہ بنوایا اور یہاں شفت ہو گیا احسان بابا کی میرے ساتھ اس گھر میں شفت ہو گئے اور ہم دونوں ایک سکون بھری زندگی بسر کرنے لگے۔

میرے دماغ پر ابھی کے ابھرتے ہوئے واقعات رک گئے اور میں ہوش کی دنیا میں داخل آ گیا اور اپنی بیٹا آکھنا کدو میں کھانے کی پھیل پر تمہارا انتظار کر رہا ہوں احسان بابا کی دانزدانی دنیا میں نے ان کے ساتھ کھانا کھایا اور اپنے روم میں جا کر سو گیا۔

میں نے میری آنکھ کھلی تو سورج چڑھ گیا تھا موسم حسب معمول سخت سرد تھا ہوا چل رہی تھی میں نے منہ ہاتھ دھوئے اور ناشتہ کرنے لگا اسے میں ناگ بھی آگئی میں نے چلنے سے ناشتہ ختم کیا اور ناشتہ کے ساتھ ان کا لے پہاڑوں کی جانب سفر شروع کر دیا جہاں کے ایک غار میں دوسو بدھ متی قید تھیں آج ناگ ناگ کو میں نے غور سے دیکھا تھا وہ بہت حسین کی سورج کی روشنی جب اس کے چہرے پر پڑتی تھی تو اس کا چہرہ میرے کی طرح چمکنا تھا اس کی لمبی آنکھیں دھوپ رنگ اور شادوں پر

بکھرے ہوئے بال قیامت دھارہ تھے یہیں کیوں
 دھیرے دل میں اترتی جا رہی تھی یہ جانتے ہوئے بھی
 کہ وہ انسان نہیں ہے بلکہ ایک ماکن ہے اور وہ اس کی اور کو
 پسند بھی کرتی ہے یہیں کیوں بچھ اس سے پیار ہونے
 لگا تھا ہم دونوں منسلک ان کا ہے ہاڑوں کی طرف چلتے
 جا رہے تھے ہر بار میں تنک جاتا تھا اور دایا بے کہتا تھا
 کہ کچھ دیر آرام کر لیتے ہیں لیکن وہ انکار کر دیتی اور کہتی تھی
 کہ آرام نہیں ہوں دو دن ملے کے بعد آرام کرتے رہیں گے
 تو ہمیں کال ہے ہاڑوں تک پہنچنے میں بہت لمبے
 جا سکتے ہیں۔

اگر ان کو نہیں جانتے ہو کہ میں آپ سے مولے
لےنے کے لیے کتنی بے چین ہوں ان مولے سے جدائی کا ایک
ایک لمحہ میرے لیے ایک ایک صدمی کے برابر ہے اگر وہ
زیادہ عرصہ مجھ سے دور رہا تو میں توپ توپ کر سحر خاں
کی پیلز آریاں تیز چلا کر میں جلد از جلد ان کا لے
پہاڑوں کو کھینچ جاؤں گا اور پھر دوسرے کو غلام بنا کر اس
کئی درے سے تیس ہزار مہول کو اس راجھو کی قید سے رہائی
لا دوں گا یہاں ارد پریمیوں پر بہت بڑا احسان ہوگا اس کے
ساتھ ہی وہ چوٹ چوٹ کر روئے گا۔ اُٹھی اس کے دل
میں اُمول کے لیے بے پناہ محبت دیکھ کر میرا دل کٹ
جاتا تھا میں اسے بتانا چاہتا تھا کہ میں سے پیار
کرتا ہوں اور ہمیشہ اس کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہوں میں
اس سے یہ سب کہیں باقاعدہ تو نہ جانا رہا تھا
ہم مسلسل آگے آگے بڑھتے جا رہے تھے ہم ان برف
بھرے پہاڑوں کو بہت چپے چھوڑ چکے تھے جن پر میرا کھر
تھاب ہم ایک دیران جنگلی میں سے گزر رہے تھے جہاں
ہر طرف اداسی ہی اداسی کسی بہت عجیب بات کی گسی کی
جنگل میں نہ تو کوئی جانور تھا اور نہ کوئی پتھر تھا ہر طرف
الوار اور اُڑنے والے پرندے لڑنے لڑنے لگے تھے۔

اچانک ہمارے سامنے ایک بھیاں تک شکل والی چڑیل ظاہر ہوئی اس کا سر گھٹا تھا تو ایک آنکھ تھی تاک اور کانوں کا اس کے چہرے پر نام و نشان نہیں تھا اس کا چہرہ کالا اور جھریوں بھرا تھا اس کو دیکھ کر میرے جسم میں

[illegible]

اوسے پہلے جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں
میں دینا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی میں نے
تمہیں اس آگ سے بچایا تھا اور اس چہل قدمی بھی قسم
دیا ہے جس نے تمہاری طرف آگ پہنچائی تھی تمہیں
لو کہ میں ہو گیا ہے چل کمال پھر میں اپنی منزل کی جانب
میں مشرعوں کے کمرے سے آئے ہوں مجھے کچھ نہیں چل
جئے ہے میں نے اپنی بوکھڑائی اور ہم اپنی منزل
کی طرف چل چڑے سورج غروب ہونے کے قریب تھا
میں بہت تیزی سے آئے بودہ ہے تھے ہم چاہتے تھے کہ
سورج غروب ہونے سے پہلے پہنچیں ہم اس خوفناک جنگل
کی ہر جگہ ایک کچھ ہی اندر سورج غروب ہو گیا ہم
اس تک اس جنگل سے باہر نہ چل پائے تھے کہ اندر سے
چل پڑا ضرور تھا اس لیے ہم نے رات اس جنگل
میں گزار دی کہ اندر وہ کیا ہم نے لگایا اس کٹھی کر کے آگے
اپنی اور اس کے گرد بیٹھ گئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ

وفناک ڈائجسٹ

نایاب سے اپنے دل کی بات کہہ دوں پھر مجھ نے ایسا ہی کیا اس سے کہہ دیا کہ میں تم سے چار کر نے لگا ہوں میرا جی چاہتا ہے کہ تم ہمیشہ میرے پاس پہنچی رہو اور میں تمہیں نکلتا رہوں اسی طرح میری ساری زندگی گزر چائے میری بات نہ کرنا یہ بات سب کو اور بولی۔

آریا نام جانتے ہوئے ہوں۔ اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں
اس کے علاوہ اس کے اور کے بارے میں سوچ بھی نہیں
سکتی عورت کی زندگی میں صرف ایک ہی مرد یا کرنا ہے
اور میری زندگی میں وہ مرد چاہے اب کی اور کی میری
زندگی میں اس کی خواہش نہیں ہے اور یہی تم ایک
انسان ہو اور میں ایک زہریلی ناگن ہوں انسان
اور ناگن کا ملاپ کیسے ہو سکتا ہے تم داغ سے اس
خیال کو نکال دو کیونکہ تم کسی مجھے حاصل نہیں کر سکتے ہو وہ
چپ ہوئی اس کی باتیں میرے دل پر تیروں کی طرح
لگیں جن سے میرا دل بھی زخمی ہو گیا میں نے زندگی میں
پہلی بار کیا تھا زندگی میں پہلی بار میرا دل کسی کے لیے
دھڑکا تھا کتنی اس کی باتوں نے تو میرے سامنے
توڑ دیئے تھے میرے دل کی دھڑکن کو روک کر دیکھنا حققت
گزرتا رہا اس کی باتیں میرے دل پر کسی کی گمشدگی کرتی
رہیں تھیں کتنی ہی روبرو میں اس کی ہوئی باتوں کو سوچ
سوچ کر خون جلاتا ہاں پھر مجھے نیند آنے لگی اور میں وہیں
آگ کے قریب ہی رہ گیا۔ صبح میری آنکھ نیا بک کے
بجائے پھلکی میں نے زندگی کی پہلوں سے شیشہ لگا اور نیا بک
کے ساتھ منزل کی جانب چل رہا تھا یہ بدھنوں کے
مسلل سفر کے بعد وہ وہاں پہنچ کر کھل گیا اور ہم ایک
سبز و شاداب علاقے میں داخل ہو گئے یہ علاقہ بہت ہی
خوبصورت تھا وہاں طرح طرح کے پھول کھلے ہوئے
تھے جو بہت خوبصورت تھے میں اور نیا بک مسلل
کالے پیازوں کی جانب چلتے رہے جہاں وہ بدر و میں
قیہ تھیں۔

اچانک ایک بہت بڑا بھوت ہمارے سامنے نمودار ہوا اس نے بھاگ کر مجھے پکڑ لیا میں اس کے

ٹھانوا اور چار دوسے زمین پر بیٹھ گیا مجھے اپنے جسم کی بارش پانی کی محسوس میرا پورا جسم دھو کے گارو دے میری پیشانی سے ٹپکنے لگی وہ موت کا بارش میری طرف بڑھا آئے۔ پہلے کہ وہ اٹھا تاہم ایک نئے طرف سے اُس لیا کہ اُس نے دے موت توڑنے لگا اور پھر پانی بن کر میں میں جذب ہو گیا اس ناگ نے اپنا روپ بدلانا شروع کر دیا اور پھر مجھ ہی دیر میں اس نے انسانی شکل اختیار کر لی وہ کوئی اور تھا بلکہ ناپاکی میں اس نے بھاگ کر مجھے اٹھا یا دوسرے میں اس کی تہہ اور اٹھتا تھا بے نام کہ مجھ پر چھو کر مجھ پہ چھو کر میری صورت اور جسم کو اور اس کا جسم بارش پانی منزل کی جا ب گاڑن ہو گئے اس کی ہم توہری دوری رہے تھے کہ ایک خون کا اڑنا ہوا کا لے رنگ کا پتہ آیا وہ میری گردن کے ساتھ چھٹ گیا اس کے نوکیلے ناخن میری گردن میں چھن گئے اور میری گردن سے خون نکلنے لگا ایک بار پھر دوری بد سے چھنے لگا ناپاکی میں میری یہ حالت دیکھ کر پشیمان ہو گئی وہ مجھ کو اپنے سر پہنے کر چھین مارنے لگیں لیکن اس نے پھر چھو کر اس پر پڑی اور میری گردن سے بننے والا خون سے میرے کپڑے سرخ ہو گئے تھے مجھ پہ غنڈگی طاری ہونے لگی کسی ایک میرے دماغ میں آیا کہ آتے آکر ہی پڑتا ہوں اس سے شاید وہ بچے میری گردن چھو دے پھر میں نے ایسا کیا اور وہ اپنی آواز میں آتے آکر ہی پڑے لگتا میری توجہ سے میں کوئی ملاحظہ نہ کیا وہ بچے میرے گردن کو چھو کر ہوا میں مل گیا اور ملاحظہ نہ کیے ہی کہ نظروں سے اوجھل ہو گیا میں نے ایک کون کی سانس لی۔

میری گردن سے خون ابھی تک نکل رہا تھا۔
 نے اپنے ڈوبے ہوئے کپھڑا اور اس سے میری گردن
 پر پٹی کر دی، جس کی وجہ سے میری گردن سے خون نکلنا
 ہو گیا اور ہم ایک بار پھر سے اپنی منزل پر پہنچنے کے لیے
 موت کے راستے پر چلے گئے۔
 ناایاب بہت پریشان ہو کر
 بار بار مجھ سے پوچھتی تھی کہ مجھے زیادہ تکلیف تو نہیں
 ہے؟

بالکل بھی تکلیف نہی ہو رہی میں تو بہت سکون میں ہوں
میری روح خوش ہے یہ جسمانی تکلیفیں مجھ کوئی نقصان
نہیں پہنچ سکتیں میری روح پر سکون ہے کہ میں اپنے پیار کی
خاطر یہ تکلیفیں برداشت کر رہا ہوں اگر اپنے پیار کی خاطر
مجھے اپنی جان بھی قربان کرنا پڑی تو میں اس سے بھی
درخشاں نہیں کروں گا میں اپنے پیار کو سنبھالتا ہوں ضرورت
میں خوش و گینا چاہتا ہوں اور مجھے پتہ ہے کہ تم اس کی وقت
خوش ہو گے جب تمہارا انمول تمہیں مل جائے گا میرا تم سے
وعدہ ہے کہ تمہارے انمول کو ہر صورت میں تم سے ملانا
گا وقت گزارتا رہا تھا۔

سورج بڑی تیزی سے مغرب پہنچاؤں کی جانب
بڑھ رہا تھا شاید ہماری طرح وہ بھی جلد از جلد اپنی منزل
تک پہنچنا چاہتا تھا ہماری رفتار بھی کچھ کم نہ تھی مگر وہ روٹنے
کی سیڑھے سے چل رہے تھے میں اور نایاب چاہتے تھے تک
جلد از جلد میدانِ حق کا کالے پہاڑوں تک پہنچ جائیں میں
پر دو صبح نہیں تھا کہ نایاب کو اپنے پر پی سے لٹکے یا جھپکی
ٹھکی اور میں بھی وہی چاہتا تھا کہ وہ جلد از جلد انمول سے
مل جائے کیونکہ وہ انمول کے لیے بہت اداس بھی اور مجھ
سے اس کی اداسی برداشت نہیں ہو رہی تھی سورج
غروب ہونے کے قریب تھا کہ بہت میں دور کا لے
پہاڑوں دکھائی دیے انہیں دیکھ کر نایاب کی خوشی سے چیخ نکلا
اور میں بھی خوش ہو گیا ہم نے اپنی رفتار پر تیز
کردی تاکہ ہم سورج غروب ہونے سے پہلے ان
پہاڑوں تک پہنچ جائیں کچھ ہی دیر میں میں ان پہاڑوں
کے قریب پہنچے کچھ گھر ہم اس خاک و گداسی کرنے لگے تھے
میں بدور میں تھیں اور اس غار کے باہر وہ کتبہ کی
جس سے ان بدوروں کو غلام بنایا جا سکتا تھا جلد ہی
میں وہ غار میں گئی اور کتاب بھی مل گئی نایاب نے مجھ سے
کہا کہ وہ کتاب اٹھاؤ اور ستر کو پڑھ کر بدوروں کو
اپنا غلام بنالوں میں سے اس سے کہا۔

وہ خود اس کتاب سے ستر پڑھ کر بدوروں کو اپنا
غلام کیوں نہیں بنالیتی تو وہ سگری اور بولی آکر میں ایسا
کر سکتی تو تمہیں اتنی تکلیف دیتی کیونکہ میں تو شوق نہیں

تھا تمہیں اسنے دو لائے کہ اور اتنی اڑتوں سے گزراوے
کا اس کتاب میں جو ستر لکھا ہوا ہے اسے صرف کوئی
انسان ہی پڑھ سکتا ہے اگر کوئی اور غفلت اس ستر کو پڑھے
گی تو وہ جل کر راکھ بن جائے گی اچھا تم جلدی سے اس
کتاب کو اٹھاؤ اور ستر کو پڑھ کر بدوروں کو غلام بنالو پھر
ہم اس سارے کی طرف چلتے ہیں جس نے میرے انمول کو
قید کر رکھا ہے میں نے وہ کتاب اٹھائی اور اسے کھولا اس
میں چند عجیب صورتوں کا ایک دریں شکل گھر میرے سامنے
تج ہو گیا اس سب سے غلاموں کی طرح اپنے
سر جھکائے ہوئے تھے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ مجھے
اور نایاب کو اس سارو کے پاس لے چلیں جس نے
انمول کی قید کر رکھا تھا وہ میں نے اڑیں اور ایک صحرا
میں لے جا کر اتار دیا اچانک ایک بوڑھا سا آدمی
ہمارے سامنے نمودار ہوا اسے دیکھتے ہی انمول چلائی یہی
سہ وہ سارو بدوروں سے ہو کر اسے مار دیں جس نے
اس کی بددعا بدوروں کو کھڑا کیا اس سارو کا خانا تو
کر دو اس سارو نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو
وہاں بہت سے جن سموت نمودار ہوئے پھر بدوروں
اور بھوتوں کے درمیان ایک خوف کا جنگ ہوئی جس میں
بادروں میں بہت کم گینا اور موت جان کی بازی ہار بیٹھے۔

اچانک ایک ناگ بریٹا ہوا ہماری طرف آیا
ہمارے قریب آکر اس نے انسانی شکل اختیار کر لی اسے
دیکھتے ہی نایاب چلائی انمول میرے انمول دیکھو
میں نے نہیں آزاد کر لیا اور اس کے ساتھ جی وہ اس کی
طرف دوڑی بدور میں اب سارو کی جانب بڑھ رہی تھیں
پورے نے ان سے بچاؤ کے لیے آگ چاڑھوں طرف
پھینکی شروع کر دی جس سے کچھ بدور میں جل کر خاک
ہو گئیں ایک آگ کا گولا انمول کی طرف آیا اور اس نے
انمول کو اپنا غلام اور ستر کو پڑھنے کا اہتمام آہستہ
آگ نے اس کو مکمل اپنی لپیٹ میں لے لیا نایاب اس
کے قریب پہنچ چکی تھی نایاب نے اسے گلے سے لگا لیا
اور چلائے ہوئے بولی انمول میں تمہیں اکیلے مرنے
نہیں دوں گی میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتی میں تمہارے

ساتھ مردوں کی آگ نے انمول کے ساتھ ساتھ نایاب کو
بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور وہ بھی گلے گلے کچھ ہی دیر
میں آگ نے ان دونوں پر یوں کر جلا کر رکھ کر دیا
بدوروں نے سارو کو کچھ لڑا تھا انہوں نے اسے بہت
اونچائی تک اٹھا کر زمین پر پھینکا جس سے اس کی ہڈیاں
ٹوٹ گئیں اور وہ سرگیا میں نے بدوروں کو حکم دیا کہ وہ
میں وہاں میرے گھر پہنچا دیں انہوں نے مجھے گھر پہنچایا
اس واقعے کو جس کو زمر نے بھی جب میں نے اسے
دانتے کی یاد دلائی تو میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے
ہیں اور میرا دل ٹپکنے ہو جاتا ہے کہ میں تو بد پر یوں کو
ملائے کے لیے گیا تھا لیکن وہ تو اپنی زندگیوں سے بچڑ
گئے۔

کارمین کرام یہ کیانی مجھ ایک بزرگ نے سنائی تھی
جب میں اپنے دوستوں کیساتھ جان ویران پہاڑوں پر گیا
تھا جن کو کرا کر کھڑے یہ کیانی بالکل بچی سے آکر
کو نشین نہ آئے تو وہ ان پہاڑوں پر جا کر بزرگ سے مل
سکتا ہے۔



غزل

بہاؤ کی بجائی نہیں دیکھیں صحرا بھی نہیں دیکھا
منزل پہ پہنچتے رہے رستہ بھی نہیں دیکھا
رہے خالی مٹوں میں خوشیوں کو نہیں دیکھا
اس زندگی میں خوشیوں کا سترہ بھی نہیں دیکھا
کسی اچھے کو ڈونڈنے لگے سے سورج کی چھاؤں میں
سر پہ جو کسی اپنے کا سایہ بھی نہیں دیکھا
لوگوں نے مجھے کر دیا جس کے لئے بدنام
اس شخص کا میں نے آج چہرہ بھی نہیں دیکھا
کیوں مجھ پر ہے ماری ماری مٹی لوٹ جا کر
تو نے دنیا میں پیلا مٹی نہیں دیکھا



شکور کمرن چوکی

غزل

تیری جھولی محبت سے اب منہ موڑ لیا میں نے
تیری اس غلام دنیا سے قطع توڑ لیا میں نے
مجھتا ہے تو میں تیرے اب میں جی تو سکتی ہوں
نہیں چاہئے اپنی زندگی اب یہ سوچ لیا میں نے
غالی کاغذوں سے ہماری زندگی کی یہ ڈھری ہے
لکھا نہ الجھنا ہوت تو نے مٹھی ہی چھڑ لیا میں نے
نہیں ہے درد محبت کا تیرے بچر سے بیٹے میں
تو تیرا نام لکھتا تھا قلم ہی توڑ دیا میں نے
آ کر کھنگام نہ قبر پہ جب مٹھی بند سو جاؤں
گر ان آنکھوں سے تیرا پہنکنا چھوڑ دیا میں نے
شکور کمرن۔ چوکی۔



غزل

اجڑے ہوئے گھر کو آ کر بنا دیا اس نے
ہر اس سے تھا دھڑان مہکا دیا اس نے
دیکھیں گے کبھی خوشیاں اس نکش میں تھے
آ کے ساری الجھنوں کو مٹا دیا اس نے
آیا نہ کوئی بھول کر دلیہ پر میری
دوران گھر کو جنت بنا دیا اس نے
چھڑے گے کبھی کسی کو موت نہیں آتی
یہ آئینہ بھی کھول کر دیکھا دیا اس نے
نہ اب ہوا میں گے دنیا کے ڈر سے ہم
ہماری محفل میں اب بول کر بنا دیا اس نے
ہر اس لپید آ کر جب لپٹا گلے سے وہ
کرنا خود کی رو یاد اور دل کو کی رلا دیا اس نے



شکور کمرن۔ چوکی

خونی تتلیاں

--- تحریر: ربانی خان - پشاور ---

جیتو میری بات انو تم آج سے آزاد ہونے دس چلی جاؤ کہ فاف کیونکہ وہ لوگ یہاں پہنچنے والے ہیں اور خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ آج وہ ہمیں شکست سے دو چار کریں گے میں یہ خوفناک طاقت یہاں ان کے پہنچنے ہی ان پر استہلال کروں گی جیتو کے آنکھوں میں آنسو آگئے چلی جاؤ میں کہتی ہوں جاؤ گیت چلائی نہیں گیت نہیں میں تمہارے ساتھ مردوں کی جیتیم فضول میں وقت میں ضائع کر دین میں جو نہیں کھڑی ہوں وہی کرو درد میں نہیں کھی بھی معاف نہیں کروں گی گیت سے جیتو سے کہا ٹھیک ہے گیت میں چاہی ہوں مگر میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گی اور اپنی اگلی تلواروں کو تمہاری کہانی میں خود سناؤں گی کیونکہ وہ فاف کے بچے بہادر انسانوں کی کہانیاں سن کر بہت خوش ہوتے ہیں جیتو کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور وہ گیت کے گلے لگ گئی اس کے بعد جیتو وہاں سے غائب ہوئی اس کے جانے کے کچھ دن بعد اچانک سونا گندیش اور فارغہ کے ساتھ گیت کے گھر پر نمودار ہو گئے اور ہر چیز کو آگ لگا دی گیت نے ششے کے صندوق کو کھولا اور وہ بیرونی فرش پر زور سے بار دیا وہ بیرونے کے ٹوہٹے ہی پر سے گھر میں دھواں بھر گیا سونا گندیش اور فارغہ بھیا تک جھپٹے لگنے لگے اور گیت کے آستینے مٹے نمودار ہو گئے اس دھواں نے آتش فشاں کے لہاؤ کی شکل اختیار کی اور آگ سے تپتی ہوئی ایک جیٹی بلاؤں لڑے میں سے نکلی سونا اور اس کے ساتھی جو جھپٹے لگا رہے تھے وہ اس بلاؤ کو دیکھ کر قہر کا پتہ نہ لگا اسے اپنے ایک ہاتھ میں گندیش کو پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ میں فارغہ اور دونوں کو بیک وقت اپنے منہ میں ڈال لیا اور یوٹا قامت بلا سوا کی طرف بڑھی آگ کی پٹریں سے ہوا کی جھلک دیکھ کر پٹی کی آگ اور سونا ایک دم بج ہو گئی گیت تیراں رہ گئی مگر بلائے اس کا کیا کمال کہ کھانا کھا کر غائب سونا آگ کے شعلوں میں جھلتی ہوئی نظر آنے لگی اور اس کی جھپٹیں زمین کو بلائے لگیں اس خونی بلائے اگلے لمبے اپنے منہ سے آگ کا لالہ اعلیٰ دیا اور اس لالہ نے پورے گھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا گیت کے بال آگ کی شدت سے جل گئے تھے اور کچھ ہی دیر میں وہ بھی آگ کی لپیٹ میں آئی مگر تیرت اکیڑ طور پر وہ پرسکون کھڑی تھی کچھ گھنٹوں کے بعد وہ بلا غائب ہو گئی اور تمام آگ جھگ کی اس کھنڈر مکان میں دوڑھا چھ پڑے ہوئے تھے جو آگ کی شدت سے سیاہ پڑ چکے تھے۔ ایک سسٹی خیر اور خوفناک کہانی۔

شام کے گھر سے سائے پھیل رہے تھے سونیس ابھی ابھی بارون نظر اڑا رہی تھیں اور ابھی آگ کی بازار میں کافی گہما گہمی تھی سڑک کے اطراف میں روڈ لائٹس ابھی تک روشن تھیں غالباً روڈ لائٹس شام ہونے سے پہلے پہلے روشن کر دی جاتی ہے اچانک ایک تنگ و تاریک سسٹی سے روڈ لائیاں باہر نکلی وہ دونوں فٹ ہاتھ پر چلنے لگی کچھ دیر کے بعد ایک کالی گاڑی ان کے سامنے

گئی۔

گیت ہم کہاں جا رہے ہیں گیت ڈرائیو تک کر رہی ہے اسے کچھ مت پوچھو کیونکہ جب گیت ڈرائیو تک کرتی ہے تو کوئی بھی بات بتائیں گے گیت جیٹو کی بات سن کر صرف سر ہلا کر وہی جیٹو ویسے آج تم غضب ڈھاری ہو شوش نے نیلے ہونٹ پر کاک کر کہا کشم کشم بھی پیاری لگی رہی ہو دپے کیسے ہم سے زیادہ پیاری لگی رہی ہے جیٹو نے کچھ کر کہا جیٹو بند کرو فضول بگواس اور میری بات غور سے سنو کشم اور جیٹو کو جبر سے کی جھٹکے لگے۔

آج گیت نے دونوں کو چپ کر لیا تھا اور غیر معمولی طور پر بولنے لگی تھی کہ دونوں میری بات غور سے سنو میں تم دونوں کو ہائی دے پر چھوڑ دوں گی وہاں پر زونہی جنگل میں ایک آدمی خاتمہ دونوں کو ملے گا وہ نہایت ہی مزیل اور شاطر ہے وہ سن لوگوں کا دھوکہ دے اور ہوسکتا ہے کہ وہ تم دونوں کا مارنے کی کوشش بھی کرے وہ بھی جنگل میں جا دو دیکھ رہا ہے کال رات اس نے مجھے مارنے کی پھر پور کوشش کی مگر میں نے اسے ناکام بنا دیا کیونکہ مجھ میں بھی کئی قدرتی اور جادوئی طاقتیں موجود ہیں ہائی دے کے قریب بنے ہوئے جنگل میں وہ بالو کی طرح دوڑتے ہوئے لوگوں پر حملہ کرنا ہے اور اس کی ایک خاصیت ہے یہی ہے کہ وہ اونچے درخت پر سے چڑھ کر اسی طرح اڑا لٹکا ہے تم دونوں میری خاص طاقتیں ہوں لے خاتمہ شاطر کے خلاف تم دونوں کو بچ رہی ہوں تم دونوں یا درہمکا کرتے انسان نہیں ہو بلکہ انسانی لیا دے میں کچھ اور دونوں بوڈیٹ کی طرح صرف سر ہلا کر وہ نہیں کیونکہ گیت ٹھیک کبہ رہی تھی وہ دونوں انسان نہ تھی بلکہ غیر مرئی مخلوق کی جو گیت کے غلامی میں تھی اور بالکل انسان جیسی زندگی گزار رہی تھی گیت کے ہزاروں دشمن بنے تھے ہر آج تک کسی نے بھی گیت کو نقصان نہیں پہنچا تھا گیت پینشنیں بھی چیز تھی مگر وہ ہمیشہ ایک

ماڈرن اور بے باک سبک نظر لڑکی تھی اس کے لاکھوں عاشق تھے جن میں سینکڑوں کو گیت نے خدمت کے گھاٹ اتار تھا اور ہزاروں کو جیٹو اور کشم سے مر دیا تھا چاہیہ کائی دے پر گاڑی جھکے سے رگ کی گاڑی کا دروازہ کھولے بغیر وہ دونوں ہوا کی طرح گاڑی سے باہر نکل جیتو اور کشم تم دونوں سیدھی اس جنگل میں جا دو نہایت تم دونوں پر حملہ ضرور کرے گا مگر تم دونوں چور بنانا۔

گیت اس غیبت کو تم سے کیا دوشی ہو گی اور پھر وہ تمہارے جان کا دشمن بن گیا کیسے بھی بغیر دروازہ کھولے گا گاڑی سے نکل آئی گیت نے مسکراتے ہوئے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر بولی ایک پہلے بیٹری زندگی میں خاتمہ آگیا خوبصورت شاواہ چہرے کا مالک تم دونوں راتوں لوگ ڈرائیو پر نکل جاتے محبت کے ترانے لگتے اور زندگی کو خوبصورت اور روشن بنانے کے لیے ایک دوسرے کا بھر پور ساتھ دیتے ہیں لے کئی بار اپنی طاقتوں کا استعمال کیا کہ خاتمہ کے بارے میں جان سکوں مگر مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا تھا میں بالکل ہوشیاری میں لوگوں کے اندر ہا ہر سب معلوم کر لیتی ہوں مگر خاتمہ کے سامنے میں بے بس تھی ہوں یہی کہ میں تو بچہ ہے کہ میں سینکڑوں لوگوں کو خون چنی ہوں مگر تمہیں ان دن جبر ہوئی جب خاتمہ نے میرے بازو میں اپنے دانت گاڑ دیے اور میرا خون پیامیر سے دل کا ٹک اس دن سے یقین میں بدل گیا کہ ضرور اس آدمی میں کچھ بڑے کچھ گریز ہے مگر میں نے اسلئے اس سے عمل بدلے لیا جا دو کے کئی دار اس پر کمر ہے اور اسے بے ہوش کر دیا اور اس کی شاہد گاہ میں اپنے دانت گاڑ دیے کچھ نکلے یہ دیکھ کر جبریت ہوئی کہ خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا وہ بدصورت اور بد شکل چہرے کا مالک ہے اور انسان کے روپ میں کوئی اور دنیا کی مخلوق ہے میں تو اسی وقت اسے مار ڈالتی مگر اس غیبت کی قسمت ابھی کسی اس کے پیچھے سونا آگئی اور سونا نے مجھے روک لیا میں سونا کو بھی مار

دیتی مگر اس نے مجھے بے بس کر دیا اور خاتمہ کو لے کر غائب پھر میں نے ایک مکمل کیل اور میرا عمل دودن پہلے ختم ہوا اور مجھے خاتمہ کے ٹھکانے کا ہوا مگر مکمل رات اس نے میرا گھر بھی جلا ڈالا اور مجھے مارنے کی کوشش کی اور وہ ایک خونریز لکڑہ کوئی خوفناک دھماکا بھوت ہے دراصل اس میں کئی غیر معمولی طاقتیں ہیں اور وہ ہماری دشمن سونا کا خاص بندہ ہے گیت نے خاموشی ہو کر دونوں کی طرف دیکھا گیت ہم تیار ہیں۔

آپ گاڑی آگے بڑھالیں ٹھیک ہے تم دونوں اس جوت کو تلاش کرو میں کچھ دیر کے بعد آئی ہوں گیت اسی طرح بنا دروازہ کھولے گا گاڑی میں داخل ہوگی اور افرائے بھرتی ہوئی تیز رفتاری سے آگے بڑھ گئی۔ جیٹو اور کشم نے فوری طور پر ایک دوسرے کو دیکھا تم اپنا سنا لیون بند کرو میں نے اپنا ہتھکڑیا ہے جیٹو نے کشم سے کہا ٹھیک ہے بند کر دیا اب دونوں آگے بڑھ گئیں جیٹو تمہاری نظریں بہت تیز ہیں تم چاروں طرف کبھی نظر نہیں رکھنا اور اس کی غلطی کی بجائے کنکاش نہیں ہونی چاہیے رات کے سامنے پھیل چکے تھے اور جنگل میں کبھی تاری کا راج تھا جنگل میں اکثر کوئی پتہ بھی ہوتا تو بندے کا دل دھڑک کر کھٹ میں جا پاتا ہے گیت بھی ناں۔ روز روز نئی نئی دشمنیاں پائی رہتی ہے خیر دیکھا گئے گا جاؤ آگے چلیں۔



اچانک جنگل میں ایک بڑی نمودار ہوئی وہ کچھ نمودار ہوئی تو جنگل میں ہلکی رنگ کی روشنی پھیل گئی اس نے اوپر درختوں کے گتے جھنڈ میں دیکھا تو اس لڑکی کو ایک لڑکا لانا لٹکا ہوا دکھائی دیا جس کے کندھوں پر دو عدد سینگ لٹکے ہوئے تھے اور اس کے بال نیچے کی جانب کھڑے ہوئے تھے اس کا چہرہ بدصورت تھا اور وہ جنگل میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا اس نے درخت کو چھوڑ دیا اور اسلئے لے کر وہ لڑکی کے سامنے کھڑا تھا قتل تم سونا کہاں ہیں قتل کے بال گتھوں تک

تھے اور وہ خوبصورت چمکے لہاس میں لمبوس تھی اس نے شروع کر لیا ایک اب کیا تھا اور وہ اس کی سیاہ لمبی پلکیں چہرے پر مزید خوبصورت پیدا کر رہی تھیں قتل میں اس کی طرف دیکھا اور بولی کنڈیشن گیت کی وہ دونوں چمکناں تمہارے تعاقب میں جنگل میں داخل ہوگئی ہیں وہاں کئی مکمل میں صرف گیت اس لیے نہیں آسکی اور اس نے مجھے سچ دیا وہ دونوں طاقتور ہے اور نہیں ڈھونڈنے کے لیے جنگل میں داخل ہو چکی تھی وہ نہیں خاتمہ کچھ رہی ہے مگر ان کو اب مکمل پتہ چل چکا ہے کہ تم خاتمہ نہیں گتھیں ہو اور ان کے دشمن سونا کے ساتھی ہو گیت ہائی دے پر نکل گئی ہے اور اب تم نے چو کا رہنا ہے کیونکہ جاوالت گاڑی آگے ناکندہ تھے جب قتل کی یا باتیں تو وہ بری طرح غصے سے لال بھلا ہو گیا اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئی اس نے پورے جنگل میں اور گرد دیکھا تو اسے پورا جنگل دیکھائی دیا اور وہ دور بہت دور انھیں دوسرا دھندے بھی دکھائی دینے لگے جو کہ جنگل کے حدود کو عبور کر چکے تھے اور ان دونوں کی سمت کی طرف تیزی کی ہے وہاں رہے تھے۔

میں نے انھیں دیکھ لیا وہ دونوں کبھی ہماری طرف آ رہی ہیں اور وہ طاقت کے نشے میں مست ہیں کنڈیشن تم خود کو کمر دست بھنساں تمہارے ساتھ ہوں اور اب ہم کمر دو رہی ہمارے تو ہوسکتا ہے کہ سنا بھی ہماری مدد کے لیے آجائے فیر وہ دونوں اسی سمت آ رہی ہیں میں جان گوزیر کرنے سے لے لیے سے کوئی کالی تیار کر لینی چاہے وہ نہ ہو میں اسی طرح سے متاثر کر سکتی ہے اور اب میں بے جگہ چھوڑ دینی چاہیے اور اب چانک ہوا میں اڑنے لگے اور درختوں کے بار بار جہرے میں جیٹو اور کشم کی سمت میں چلے گئے وہ دونوں تیزی سے جنگل میں ان کی سمت آ رہی تھیں شرات الارض کی گردہ آواز مگر انکوں میں خوف کے دڈے سے ڈال رہی تھیں اور کچھ شرات الارض تھوڑے وقتے سے اپنی موجودگی کا اظہار کر رہی تھیں جیٹو اور کشم نے اپنی اسی جگہ پر پہنچے جہاں کچھ دیر قبل اور کنڈیشن

کھڑے تھے جیتو یہ جگہ تو خالی ہے دونوں وہ کچھ پر قتل
 یہاں لڑے تھے اور میں نے اپنے کھل کے در دیئے
 معلوم کر لیا تھا ایک اوپر درختوں میں سر راست سی
 ہوئی اور گندیش کی عتاب کی طرح ان پر جھٹ پڑا
 دونوں متوجہ طور پر اس ایک آغاز کے لیے باہل گئی
 تیار تھی جیتو ایک طرف ہوئی کرکش خود کو بھانکنا وہ
 ہر طرح کرکش کے مضبوط ہاتھوں میں پھنس گئی
 گندیش نے اس کی گردن کو اپنے دونوں ہاتھوں میں
 مضبوط کیا وہ بوجھا ہوا اور وہ اسے ہوا میں لے اڑا
 جیتو بھی اسی لیے متنبہل ہوئی اور وہ بھی تیزی سے
 گندیش کے پیچھے اڑی مگر اس کے پیچھے قتل ہوا مودار
 ہوئی اور اس نے جیتو کو بالوں سے پکڑ لیا
 جیتو اسی سے ٹھوکی اور اپنے زہر بیلے ناخن قتل
 کے جیسے بے بار دیئے قتل اس ایک اچانک افتاد کو بری
 طرح متنبہل نہ کی اور اس نے جھکاؤ کی اور جیتو کو
 چھوڑنا تھا جیتو قتل کی طرف متوجہ ہو چکی تھی اور
 اس نے اسے آگ کے کئی گولے بکت دقت قتل
 کی طرف پھینک دیئے قتل آگ کی لپٹ میں آگ
 کی طرح جلتی گئی اور پھنکاؤ ہوئی پیچھے کی کچھ تھی
 دیر میں اس کی جینین معدوم ہو چکی تھیں اور وہ راکھ
 کا دھڑ بن چکی تھی ہوا کے دھن پر اس کا راکھ بیلے پھیلے
 آغاز میں اندھیرے میں گئی مگر اور جیتو اب خلیام
 یعنی کدیش کی طرف ہوئی مگر گندیش کی شکل کو
 کرنا نہیں کہاں غائب ہو چکا تھا جیتو نے درود رکت
 جنگل میں نظر میں دوڑا میں گرا سے کچھ بھی دکھائی نہ دیا
 اور نہ وہ دونوں جنگل میں تھے جتو دیر کے بعد وہ
 ہواؤں میں بلند ہوئی تھی اور درختوں کے اوپر ہوا میں
 بجلی کی تیزی سے چلنے لگی۔



گیت کی گاڑی ہائی وے پر سے نکل چکی تھی اور
 اب اس کی گاڑی ہوائی جہاز کے رفتار سے چل رہی تھی
 اس نے گاڑی کو کچھ راستے پر ڈال دیا تھا اس کی گاڑی
 کے پیچھے مودار اور مگر ہی مودار مگر اس اڑتی تھی اور

مگر بے دھویں اور درگد بکھرے ہوئے تھے آگے کچھ
 راستہ ختم ہو گیا اور جبرستن شروع ہو گیا جبرستن میں
 ایک کپڑا راستہ زہر تھا اس کے ارد گرد بے شمار قبریں
 بنائی گئی تھیں اور کانٹے دھرام سے اس کی گاڑی سے
 شیشے پر کوئی چیز آکری گاڑی کا فرنٹ شیشہ کئی
 زخموں میں مبتلا تھا اور اس کا کچھ حصہ ٹکڑ ٹکڑ کر
 گیت اس طے سے بری طرح سے متنبہل ہوئی گاڑی
 پھرنے سے جہر کی خوفناک قسم کی آواز بن گئی تھی
 جیتو گیت سے گاڑی کے بریک ہونے پر جو چیز بھی
 ہوئی اس سے دھکے سے گاڑی سے اڑ کر نیچے جا کر گاڑی
 اگلے کنوئں میں ہی ساکت ہو چکی تھی اور گیت ہوا کی
 طرح گاڑی سے نکل چکی تھی اس کی نگاہیں اس چیز پر
 جمی ہوئی تھیں اور اس کے اس کی نگاہیں اس چیز کے
 جائزے پر مگر پھر وہ جلی ہوئی لاش تھی اور وہ اب راکھ
 بن رہی تھی اور لاش کسی اور نہیں تھی بلکہ گندیش کی تھی جس
 کا پورا سراپا سر اسرا بھرت میں چنکا تھا اور یہ خدا نے
 کیا ہو گیا ہے لگتا ہے جیتو بھی نہیں خلیام کے تھے چڑھائی
 مجھے جلد از جلد جیتو سے رابطہ کرنا چاہیے شش کا جلا ہوا
 جسم اب راکھ کر ڈھیر بن گیا تھا۔ چکا تھا اور ہر کاللا
 دھماکا بن کر ہوا میں تحلیل ہو گیا گیت واپس گاڑی
 میں بیٹھئی اور حیرت انگیز طور پر گاڑی کی ٹوٹا ہوا ڈھول
 سکر میں خود بخود جبرست کی اور گیت گاڑی میں سیت ناہب
 ہوئی کچھ دیر کے بعد وہ ایک دیرانے میں کچھ غائب
 جا سو گئی اندھیرا تھا اور وہ مدھی میں منہ کچھ چڑھ
 رہی تھی ایک اچانک اس جگہ پر جیتو بھی مودار ہوئی اور وہ
 گیت کے سامنے آکر کھڑی ہوئی جیتو نے سب کیسے
 ہو گیا۔

مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کشش اتنی جیتو سے سب
 کیسے ہو گیا مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ کشش اتنی کمزور لگتی
 کہ وہ گندیش اور ہونا کی بچی کے ہاتھوں چڑھ گئی گیت
 میں نے بھی اس کی بچی قتل کو قتل کر دیا کیا کہہ رہی ہو
 کہ تم نے قتل قتل کو مارا گیت میں نے ہی اس حرام
 خود کو قتل کر دیا یہ ہونا کے لیے ایک گہرا صدمہ ہو گا اگر

ہماری ایک ساتھی ماری گئی ہے ہونا کی بھی خاص
 ساتھی جیسے کہ وہ کچھ زہر ماریا کچھ خوش ہوئی گیت تم
 سے ایک سوال پوچھوں جیتو نے گیت کی طرف دیکھا کہ کیا
 ہاں جیتو پوچھو۔ کیا پوچھتا جا رہی ہو گیت ہے یہ تازہ کہ
 اس ہونا بھی سے تمہاری دشمنی کب سے چل رہی ہے اور
 کیوں اتنی خونی دشمنی چل رہی ہے کہ جبرستن کی رات بھی
 کیونکہ گیت کو باہل گئی اندازہ نہیں تھا کہ جیتو سے سوال
 پوچھنے کا جیتو یہ کیا تھی جان کر ضرور حیرت زدہ ہو گئی
 مگر میں آج اس راز سے خبردار کر رہی ہوں کہ وہ کچھ
 عرصہ قبل سے سوال فشن نے بھی ہم سے پوچھا تھا مگر ہم
 نے اپنے نال دیا تھا۔



میں اور سونا بڑا دل نہیں میں گھبراؤنا زرا کا تھی
 جبکہ میں سفید اور گوری اس کے ہونا کی گئی بھی مجھ سے
 نہیں میں گھبراؤنا زرا کا تھی کاش وہ بھی اس طرح
 سفید رنگ کی ناک میں جائے ناں باپ کا دھیان بھی
 میری طرف زیادہ رہتا اور ہونا مجھ سے مقابلے میں
 زیادہ پیار دیتے تھے ان کی محبت کے لیے ہونا ترستی راتی
 تھی اور ہم کرم دونوں رفتہ رفتہ بڑی ہوئی تھی اس کے
 چہرے مزید کرب سے ہوا کہ چند سال کی عمر میں زیادہ
 کریموں کی وجہ سے اس پر بدناماؤں مودار ہو گئے اور
 ان دونوں اور دوسروں کی وجہ سے لکھے اور کچھ بدناماؤں لگے
 اور وہ دالے دے بدناماؤں لگے ان سونا کے چہرے پر
 چھوڑے کچھ دنوں بعد اپنی اپنی اوکسروں کی بنیادی
 لائق ہو گئی اور میں تپ پتہ چلا جب وہ لاش تپا تھے
 وہ ہمارے پاس چند دنوں کا مہمان تھے تب انہیں اپنے
 غلیظوں کا احساس ہوا کہ انہوں نے ہونا کے ساتھ کچھ
 زیادتیوں کی ہے مگر بنیادی کے دنوں میں ہونا باہل گئی
 ابو کے قریب نہیں گئی ابو انہیں پیچھے چھ کر بلائے تھے کہ وہ
 کہہ بند کر کے اندر نہیں گئی اور تو ان کو اپنے نکرہ
 میں بند ہو کر رہی تھی اور عجیب بات ہے جی کہ وہ اب بھی
 ان دنوں دفاتر یا گئے مگر سونا نے کچھ بھی اڑ نہ دیا۔

کچھ دنوں تک میں غم محال رہی اسی سے یہ صدمہ
 خلی تلتیان

دل پر لے لیا تھا اور ہراس پر ہارت ایک ہونے لگے
 اور اس کی دل کی تجھن بنیادی نے اکی کو ہم سے دور کر دیا
 میں سولہ برس کی تھی اور سونا میری ہم عمر تھی اسی کے
 جانے کے بعد میں نے ہونا پر گہری نظر رکھی شروع
 کر دی مگر میں بدن حیرت کے سمندر میں غوطہ زن
 ہوئی رتی سونا دن بدن خصوصیت ہو رہی تھی اور
 میرے چہرے پر بھو بھین کے نفخوں دانے ابھر رہے
 تھے ہونا کا دلہ بھجھ سے اچھا تھا وہ مجھ سے شہ پر نفرت
 کرتی تھی آج میں بھی گئی تھی کہ سونا کیا کرسی
 ہے اور وہ کیا ابھی ہے چند دنوں کے گزرنے کے بعد
 میں انتہائی بد صورت اور کالی کلونی بن گئی میرے منہ پر
 کئی دانے داغ دوہے کالے کالے نشان چھوڑ گئے تھے
 اور میرے چہرے پر لپ وائے دانے دن بدن بڑھ
 رہے تھے سونا اور میں ایک دوسرے سے ابھی انجان
 بن گئی تھی اس کو دیکھ کر اس کے سین پر اپنے
 کو دیکھ کر دن رات کئی راتی میں اور وہ دن حسین
 ڈھیل بن رہی تھی ایک دن وہ ادا سے میرے
 کمرے میں آگئی ہا۔۔۔ اس کے تھپتھپے میرے کمرے
 میں کونچر سے تھے اس نے ایک پھونکا آئینہ بھی دکھایا
 اس میں میرا چہرہ وہ دکھائی دیا گیت یہ تم ہو مجھے یقین
 نہیں آتا کہ میں ہو مگر قدرت کے لگے کو کون ٹال
 سکا ہے قدرت کے لگے کو کتنی میری محنت اور کوششوں
 سے اس حال کو پہنچی ہو گی۔

میں حیرت سے اسے دھنسنے کی گیت تم اگر حسین بننا
 چاہتی ہو تو تمہیں میرے اشاروں پر چننا ہو گا کیا
 ٹیوس کر رہی ہو تم سونوری بات غور سے سنو دراصل
 میں نے کاا جادو کیا ہے اور تم میرے سحر میں
 میں بری طرح پھنس چکی ہو اور اگر میری اشاروں پر
 عمل شروع کر دو تو میں تمہیں پھر سے سین میں ڈھیل
 بنا دوں گی تمہیں شرمیں آئی کہ تم نے اپنی بہن کے
 ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کیا برا کیا تھا میں نے تمہارے ساتھ
 میں جیج جیج کر دئے ہیں برا۔۔۔ برا تو بہت چھوٹا لفظ ہے تم
 نے تو مجھے اندھیری عمری میں لاکھڑا کیا تھا تم نے مجھ

سے میرے ماں باپ جیسے تھے مجھ کو احساس کمتری میں مبتلا کر رہا تھا اور مجھے یاد کیسے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا جس طرح تم میرے حسین سرا پہ لکھو کہ دیکھ کر کوئی سبکی دیتی تھی اس طرح پندرہ سال میں کوئی رہی نہ مونا نے کوئی مجھے آئینہ دکھا دیا۔ وہ تو ٹھیک ہی کہہ رہی تھی میں اور باپا نے ہمیشہ مجھے جاپا تھا برا بیٹھے تھے یہ مجھے لے جایا گیا تھا اور ہمیشہ مونا کو نظر انداز کر دیا تھا اس کو ذات کا کیا تھا کہ اس نے اس سے لاک کر کے چلے جاتے تھے وہ دہلی دیتی اور میں ہستی دیتی اس کے آنسوؤں کو ہمیشہ کمر و فریب کا درجہ دیا تھا کہ یہ تو ہونا ہی تھا ہو گیا میں نے سوچا اور اس بیچے پر بچپن کی مجھے مونا کے آگے بھڑکنا ڈال دینے چاہئے اور اس طرح میں سونا سے بچ سکتی تھی ورنہ میں اس کے رحم و کرم پر تھی جس تیار ہوں۔

تم تیار ہو رہی ہر شرط باقی ہوں اور تمہارے اشاروں پر بچنے کے لیے تیار ہوں مگر تم مونا خود کے لیے مجھے پھر سے حسین کر دینا سوچا کہ میں تو خود کروں کیا مطلب۔ میں چچی کی مطلب یہ کہ تم اب وہ کرو گی جو تمہیں کہیں کی ہاں یہ لوب سے پہلا احتیاج تم یہ جام لی لوسونا نے ایک شے بنا ہوا نکورہ مجھے نہیں کیا جس میں سرخ کھرے رنگ کا مشروب تھا سونا۔ صحت کو بوجھتے ہوئے۔ وہ پچنگاڑی کی بی لوجلی کر دیا کہ یہ کوئی سوال نہیں جلدی ہوئی تو لے گا دیا مگر گوشت بھرنے کے بعد فوراً اس نے اپنے ہونٹوں سے دھو کر دیا اس کا ذائقہ نیکن اور کڑا تھا مجھے ایسے لگا کہ جب یہ خون ہے مونا یہ کیا خون ہے میں نے ڈرتے ہوئے کہا تم پہلے یہ سارا لی لوجھتی تھی ہوں اور پھر میں نے کہت کہ وہ گاڑا مشروب نہ لی لیا شاید میں نے تو واقعی میری بات مونا نے کہنے کوئی اور کر دیا یہ خون تھا جو تم نے اتنی آسانی سے لی لیا میں یہ سن کر چکرانے لگی مجھے ایسا لگے آئی اور سر مقام کر بیٹھ لی اگر پہلی ہی بڑی کر لگا کر جانی تو میں کہیں مزید خوفناک بنا دیتی جاتی تو گیت پہلے قدم پر تو میں بھی لکڑا کو بھی گئی یہ

خون میں نے بھی پیا تھا اپنے کمرے میں ساری ساری رات خوفناک عمل کئے تھے اور پھر مجھے اس عمل کے بدلے میں طاقتیں ملنے لگی تھیں دکھاؤں میں کہ میں کیا چیز ہوں میں ہوا میں اڑتی ہوں اور جنتا کو دیکھ سکتی ہوں اور قبرستانوں اور درباروں میں کی میں انڑا سکتی ہوں اگر میں جاؤں تمہاری گردن اسی وقت مرو سکتی ہوں مگر مقابلہ برابر والے سے کیا جاتا ہے تو کیا کمزوری میری تھی کیا ہاوند ہو جسے میں اپنے خون سے مسل دونوں میں نہیں مہلت دیتی ہوں اگر تم بھی میری طرح بڑی سادہ دین جاؤ۔

میں نہیں دو سے ڈھائی مہینے کا وقت دیتی ہوں کیونکہ میں دو مہینوں کے اندر اندر بڑی چادر کوئی گئی تھی یہ ہے وہ چادر والی کتاب یہ چادر لی منتر کو دستان میں لکھتی ہو وہ یہ کھچ کر غائب ہوئی اگلے دو سال میں تم نے تمام کتاب کا کھلا کر لیا اور میں اس کا آسان سامنے تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی وہ منتر چھ چادر کا تھا کہ کسی کے چھانے ہوئے سر یعنی چادر کا خاتمہ کرنا اور وہ منتر کمال بھی آسان تھا رات کے وقت دو ٹکٹوں کے اندر اندر ایک ہزار بار وہ منتر پڑھنا تھا اور دائرے میں لکھنے ہو کر پڑھنا تھا میری شرط بھی ضروری تھی کہ ایک ہزار بار میں منتر پڑھ کر ایک بار بھی زیادہ منتر پڑھنا تھا اور میں عمل مسلسل تین راتوں کا تھا۔ اور پھر میں کامیاب ہوئے لی اور جس دن میرا عمل ختم ہو گیا اس دن میرا چہرہ میں پھول کی طرح تروتازہ ہو گیا۔ اور سونا کا چھپا ہوا سرخ زائل ہو گیا میں پھر سے حسین وکیل بن گئی اور پھر اس کے مقابلے میں تجارتی کرنے کی اور دو مہینوں تک میں نے بے شمار مل کر لیے تھے پھر مل تو آئے سننے یا سبک تھے کہ اس میں مجھے نہ جواں لڑکوں کے خون بھی پڑا تھا اور میں نے دل سے وہ عمل کئے تھے جب سونا کی داہنی ہوئی تو میں اس پر بیماری پڑی تھی اور کا ہر وار میں نے اپنی ذہانت اور چادر کی طاقتوں سے نام کر دیا تھا اور اس دن بھاگ گئی تھی اور دھروہ بچھلے پانچ سالوں سے وہ مجھ پر

چھپ چھپ کر چلے کر رہی ہے مگر ابھی بھی یہ جگہ جاری ہے۔



جیتو تھی میری کہانی گیت کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور جیتو کی اداس ہوئی تھی اور اس کی گھٹ نہیں آ رہا تھا کہ گیت کو کس طرح حوصلہ دے گیت تم اس سے صلے نہیں کرتی سونا تم میرے پرانا جاتی ہے اور یہ اب کی جگہ ہے وہ صلے پر بھی کسی جاتی نہیں ہو گی یہ جگہ ہمیں یاد رکھنا ہو کہ وہ زندہ گشت دے بغیر بھی صلے نہیں کرے گی گج کا جالہا بھیلے لگا تھا۔ آؤ میں نہیں چھوڑاؤں دونوں کا لڑی میں بیٹھیں اور گاڑی فرارنے بھرنی ہوئی ہاں سے نکل آئی پھر وہ کے بعد وہ دونوں شہری حدود میں داخل ہو چکی تھیں اور ایک گھر ایک عائشان بچکے کی صورت میں وہاں کھڑا ان کا منتظر تھا۔ دونوں بچکے میں داخل ہو گئیں۔

ابو یہ کیا ہوا ہے جو تم مقام کر رہی ہر چیز ٹوٹی ہوئی تھی اور گھر سے اٹی ہوئی تھی گیت ایک لکھا ہے کہ یہاں پر تو آؤ آؤ آئی ہو یہ بھی سونا کی کوئی چال تھی ہے خیران سب کو صاف کرنا میرے نہیں آتا تھا کہ کامیل ہے گیت نے کوئی منتر پڑھا اور سامنے پھونک ماری تو پھر سب طوفان سا اٹھ گیا اور جو جی میں بھرنے پڑی تھیں وہ سب جگہ پر آ گئیں اور جو کڑا طوفان کھڑا تھا وہ کھکھر اٹھا وہ سب ٹکڑوں میں ہی ششے کی طرح خٹاف ہو گیا اور کھر تو صاف تھرا ہوا جیتو نے منہ میں منہ سے تعریف کی دونوں آگے بڑھ گئے اپنا کمال کی آواز سے ساختہ دونوں سڑ سڑائی کی آواز غامبی زور دار تھی دونوں نے بیک وقت زور دیا تھا تو بیچے باہل گیت کی حسین وکیل لڑکی کوئی جیتو اسے دیکھ کر دیکھ کر جبران ہونے لگی وہ بھی گیت کو دیکھ کر اس کے سامنے کھڑی لڑکی کو گیت یہ کیا ہے تمہاری مزا وہ یہ یا میں دھوکہ کھا رہی ہوں جیتو نے بھل کر کہا ہانا پڑے گا کہ تم بہت بڑی طاقت والی ہو جنہیں انعام دینے کو بھی جانتا ہے وہ لڑکی گیت کی طرف تائی بھاگ کر بولی گیت بھی مسکرائی

جیتو یہ میری بہن ہے زیادہ حیران مت ہو میری دشمن سونا کی تو سے جیتو اسے دیکھ کر حیران رہ گئی کیونکہ دونوں بہنیں باہل ایک جیسی تھیں ایک لگا رہا تھا کہ گیت کے سامنے آئینہ دکھا دیا گیا ہے۔

جیتو حیران مت ہو میری گئی بہن ہے مگر عمل میرا اور اس کا بہت مختلف ہے اگر میں جاتی تو کب کی اسے قسم کھاتی ہوں جیتو میرا سے ہر بار مونی دیتی ہوں اور میں جیتو کے مقابلے سے کہ تیار ہوں سونا چند قدم آگے بڑھ چکی تھی اور اس کے بائیں ہاتھ میں تلوار چمک رہی تھی گیت نے بھی دو دھنیاں ہر منتر پڑھا اور اس کے ہاتھ میں تیز دھاری تلوار آگئی سونا نے دل کھول کر گیت پر وار کر دیا گیت نے ہر وقت تلوار آگے کی اور دونوں کی تلواریں آپس میں ٹکرائیں تلواروں کے ٹکرانے سے چنگڑیاں اٹھنے لگی اور دوسرے نے بے گیت نے زور کا بھوکا دیا وہاں میں اچھلی ہوئی کئی فنڈ دو درجاری جیتو گیت کی مدد کے لیے آگے بڑھی مگر گیت نے اسے روک دیا۔ تین جیتو تھیں یہ جاری جگہ ہے اور ہمارے گھر میں ہے صرف مٹاش دیکھتی جانا کہ ان کو نجان کس پر بیماری پڑے ہے سونا جھٹکے اٹھ کر اور غیب ہوا کہ گیت کی جانب جیتو سونا تیز سے گیت کو روک کر گئی اور گیت نے ذہانت سے اس کی ہر دو گانہ نام بنائی گئی سونا نے منہ میں منہ میں پڑھنا شروع کر دیا اور چاروں طرف غوم غوم پھونک ماری اس نے جیسے ہی پھونک ماری اس کے پھونک مارتے ہی پورے گھر کو آگ لگ گئی اور گیت نے اور گرد دیکھا تو آگ کے شعلے بلند ہونے لگے سونا کے قہقہے کو بوجھنے جیتو اس کی گھر کی طرح جیسے سونا گھر کا کردوں کی سونا نے آگ کے کئی کئی گیت کی طرف کھڑکی دے کر گیت اپنا کمال سامنے سے غائب ہو گئی سونا کو اپنے گرد پڑا ہوا محسوس ہوا تو وہ ہاتھ پاؤں ہلانے لگی تلوار اس کے ہاتھوں سے کرک چوٹ کی اور وہ انتہائی طاقت والا ہے بے سال کر رہی تھی۔

وہ جان چکی تھی کہ یہ سب گیت ہی کر رہی ہے اس

کے ہاتھ پر پستہ نمودار ہوئے تھے آگ کے شعلے اب تیزی سے گھبرے باہر پھیل رہے تھے جیتو آگ بجھانے میں مصروف ہوئی اور وہ اس کو کوشش میں کامیاب بھی ہوئی کی سونا کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا اور اس کے اس سرخ ہونے کو دیکھ کر وہ بری طرح کھاس رہی تھی وہ منتر پڑھنا بھی نہیں کر رہی تھی اس وقت کیش کسکتی تھی وہ یہ سوچتی تھی کہ رب ہو گیا کیا چاہا کیش طاقت نے سونا کو چھوڑ دیا اور اس کے سامنے خدا اور اچھے لگا اور پھر اس دھویں نے گیت کا وجود دارا حیا ساری طرح سے کھاس رہی تھی اور گیت اس کے سر پر کھڑی طر پر مسکراہٹ سے اسے گھور رہی تھی جیتو نے کھڑے تمام آگ پر قابو پایا تھا اور اب وہ کمرے میں موجود گیت کھاتے ہوئی سونا سے بولی پہنچا ایک آخری موقع تھیں فراہم کر رہی ہو یہ نہ سمجھتا کہ میں ڈر گیا ہو اور یہ بھی مت سمجھتا کہ میں تمہارے سامنے جبکہ جاؤں گی جیت جیش سے میری رہی ہے اور جیت میری ہی ہوئی سونا نے جیش جیشی لگا ہوں سے دیکھ رہی تھی اور پھر قدرے تسکین کر جیتو اس کے بعد وہ غائب ہوئی جیتو نے گھر نہ کر دیکھ رہی تھی جادوی طاقتوں سے پھر سے نجات پانے کا اور چونکہ جادو سے وہ بے خبر خود بخود بن جائے گا اور تمہارا شر یہ کہ تم نے آگ بجھا دی کہ سب میں ابھی ٹھیک کر دوں گی اور پھر گیت نے کئی منتر پڑھ دیئے اور پھر سب کچھ خود بخود ٹھیک ہو گئے۔



سونا کھست ہوئی گندیش کے پاس پہنچ گئی کیا ہوا سونا تم اس قدر بھگاری ہوئی کیوں ہوا اور تمہاری سانس کیوں پھول رہی ہے سونا نے گندیش کو تمام کہا کہ سنا دی گندیش سونا کی باتیں سن کر کانی گھر منظر آنے لگا اور پھر کمرے کے بعد بولا سونا وہ تم سے زیادہ طاقتور ہے نہیں وہاں پر اکیلے جانا نہیں چاہیے تھا بلکہ جہیں مجھے بتا کر جانا چاہیے تھا گندیش میری محل پر پردہ پر کیا تھا جو وہاں پہنچ کر گیت کی آواز سے اچھے اس وقت بہت یاد آئی وہ ہمیں ہر وقت صبح مشورے دیتی

رہتی تھی اور کبھی بھی اس نے کوئی غلط مشورہ نہیں دیا کاش وہ اس وقت ہمارے ساتھ ہوئی۔ سونا تم گھر مت کر دو میں قدر بل بھی کوئی اور کوہ قاف سے آؤں گا اور وہ اس سے طاقتور بھی زیادہ ہوگی گندیش تمہارا یہ ہم پر احسان ہوگا میں بھی اپنی طاقت سے کئی جن زد ہوں گا اپنا غلام بناسکتی ہوں مگر تم پر اعتماد ہے ہم نہیں اجازت دے رہے ہیں کہ تم کوئی غیر معمولی اور ذرا فٹ سے گھر پڑو لگو تو آؤ کیا تم کسی کو جانے ہو گندیش۔ سونا نے گندیش کو سواہ نظر دس دیکھا کاش یہاں نہیں میں ایک تیز طراز لڑکی کو جانتا ہوں جو بہت ہی خطرناک ہے وہ دھنوں پر جب ٹوٹ پڑتی ہے تو اس کو ذرا تباہی کا موت مارنی ہے اور وہ خوش بھی خوبصورت اور حسین ہے اس کا باطن اتنا ہی بدصورت اور خوفناک ہے جتنا کہ اس کا سونا پچھا اس کا نام گارے ہے میں ابھی جاتا ہوں ٹھیک کر تم جاؤ یہ ٹھیک رہے گا سونا فارے کے بارے میں ایک کہ خاص خوش ہوگی اور گندیش اس وقت حسین سراپے میں تھا وہ کچھ ہی دیر میں کمرے کمرے غائب ہو گیا اور سونا نے سوچا فارے اب تم میری اجوری دشمنی کو قبول کر دو وہ دو تین گھنٹے تک ادھر ادھر رہتی رہی اور پھر گندیش نمودار ہوا اس کے پیچھے کمرے کے بعد گندیش کے مانند ایک لڑکی بھی نمودار ہوئی یہ فارے کی بھیموں کا اس دھویں سے ایک لڑکی باہر نکل آئی وہ لڑکی ہلا کی حسین تھی اور سفید لباس میں اس کا حق سن چک رہا تھا آداب وہ سونا کے سامنے جبکہ گئی تھیں ہی فارے نے سونا کی طرف دیکھا خوب خوب سونا فارے کو کچھ کہنے لگی یہ نہال ہوئی گندیش تم فارے کو بھجھاؤ کہ اسے کیا کرنا ہوگا ٹھیک ہے سونا میں فارے کو خوب بھجھاؤ گا دے گندیش فارے کے بارے میں تمہارا سہل کر تاؤ جی بھجھاؤ کہ یہ پہلے بھی انسانی دنیا میں جا رہا آگئی ہے اور اس نے کچھ مصوم انسانوں کو موت کی نیند سلاپا ہے کئی کے خون پیئے ہیں اور کئی مصوم بچوں کو اپنے چلوں کے بھیت چڑھایا ہے جس گندیش جس سے یہ ہے یہ

واقعی کمال کی چیز ہے اور اب تم اسے ہمارے دشمنوں کے بارے میں بتاؤ ٹھیک ہے میں فارے کو سب کچھ بھجا دیتا ہوں فارے دو کئی بہت ہی بھگدار ہے بہت جلد ہم میں مل کر مل جائے گی۔



گیت گھر میں ابھی کی کا چاچا ایک دو روز سے پر تیل ہوئی گیت نے کھڑی کی طرف دیکھا تو باہر پھر زور زور سے کھنکھنے کی آواز سنا دی کھڑی رات کا پورا ایک بج گیا تھا گیت نے اپنے کمرے سے کھنکھتے باہر نکلتا تو باہر ایک بدصورت مرد اور زور بھاری چلنے بد حال ایک عورت کھڑی تھی وہ اپنے ہاتھ بدصورت تھی اور اس کے کپڑے جلد جلد سے پیچھے ہونے لگے اور اس نے بدلوں کے پھینکے اور بے رحمیت سے زور مارا اس کی کوتاہی کو کہ اس وقت کیا چاہتی ہے جیتو دروازہ کھول کر باہر آئی بد حال عورت کھانسنے آئی جیتو نے اس کی آنکھوں میں تھماتا تو جیتو کو ہزار دالت کا کرفٹ لگا اس کی آنکھیں نہیں تھیں اور جیتو کو ایسا محسوس ہوا کہ یہ اس دنیا کی باقی نہیں ہے کی جتنا دیتا ہے کیوں سے ایک لمحے کے اندر اس کا کپڑا کمر گھلنے لگیں کیوں کھنکھنے لگوں کو کھنکھ کر گئی ہے جیتو نے تیز آواز میں کہا اسے جی بھئی بھئی کھنکھیں ہوں اور کئی دلوں کی بھوکیں ہوں مجھے کچھ کھانے کو دے دو اور لا تمہارا بھلا کر گارے۔

جیتو کے پیچھے گیت بھی باہر گیت تک آئی جیتو یہ بانی کیا کہہ رہی ہے گیت بھیک مانگ رہی ہے اچھا اچھا ٹھیک ہے گیت نے بچپاس کا ٹوٹ اپنے پر سے لے لیا کہ اس عورت کی طرف بڑھایا لڑکی نے وجوہات کو کوئی سنا دی دی اور پھر اس ٹوٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا جس لمحے اس بھگدار نے ٹوٹ چڑھا گیت کو دو تین گھنٹے کے بعد دیگرے لنگے اور پھر گیت نے دیکھ کر حیران رہ گئی کہ ٹوٹ خود بخود غائب ہو گیا اور اس بدصورت غریب عورت کی آنکھیں انگڑوں کی طرح لال ہو گئی اور پھر اس کے اس عورت کے گرد دھواں چھایا گیا وہاں پر اب ایک جوان سال دھیرے کھڑی تھی یہ فارے کی جو

بھگدار کے روپ میں آئی تھی اور گیت کی طاقت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی فارے نے منہ کھولا تو بھلی کی طرح تیزی سے روکنے شہاں کی کی آنکھوں اور منہ سے نکلی جو کہ گیت کو چاہی اور لگے تھی لمحے میں گیت اچھلتی ہوئی گھر کے اندر دیوار کے ساتھ جا گئی اور اس سے پہلے کہ گھر کے فارے پر وار کرنی وہ لنگے لمحے وہاں سے غائب ہو گئی۔

جیتو تیزی سے گیت کی جانب آئی گیت تم ٹھیک تو ہونا میں اب میں ٹھیک ہوں مگر کچھ نہیں آ رہا ہے کہ کیا بھلا اچھی اس ٹوٹے کو میں نے پہلی بار دیکھا ہے اور پھر اب میں بہت جلد معلوم کر لوں گی یہ یقیناً سونا نے جیسی گیت کہا نہیں جیتو ابھی ایک بار تھا کہ گیت نے سونا کی چال بہ ناگھن دیکھی وہ ضرور کئی جن زد رہی ہے سونا کی گھر جیتو حیرت کی بات ہے یہ کہ تم نے بھی اسے پہچانا نہیں گیت میں بھی نفی وقت اسے کچھ کہیں کئی کمرہ ضرور دہری دینا سے تعلق رکھتی ہے اور میں اس حراز کو چھوڑ دوں گی نہیں میں ضرور اس کے بارے میں جان لوں گی جیتو تم جلد بازی کا مظاہرہ مت کر دو میں اب اس سے دھمکی ہوں کہ یہ سب کیا تھا جیتو یہ کھڑی رہی اچھا اور گیت اور کمرے میں چلی گئی اور دوسرے کھنکھنے کے بعد وہ کمرے سے نکلی جیتو سے چینی سے بولی گیت کچھ پتہ چلا اب جیتو میں جان گئی ہوں کہ وہ کون تھی اور کیوں آئی تھی دراصل وہ سونا کی جیسی بولی ایک اچھی خاص خاندان سے تھی اور وہ ہماری طاقتوں کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھیں پریشان نہیں ہونا چاہیے میں اب کھل کر یہ جکھڑا کر پاتا چاہتی ہوں جیتو ان کے ساتھ گندیش میں ملا ہوا ہے مگر یہ ہے باس ایک ایک ایسی طاقت ہے کہ میں نے پانچ سالوں میں اسے کبھی بھی استعمال نہیں ہے اور وہ طاقت میں نے ہر وقت کے لیے رکھا تھا فارے ایک طاقت در اور خنزیر جن زد رہی ہے وہ ہمیں نیست و نابود کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور سونا کو بھی یقین ہے کہ اس بار وہ کامیاب ہوگی گیت آپ کسی طاقت کے ہمارے میں تاریکی میں اب جیتو وہ طاقت انتہائی

طاقتور ہے اس طاقت کے بارے میں سونا بھی نہیں جانتی اور فارغہ بھی نہیں جانتی کہ ہر خیر میں اسے کمرے میں سے ہو کے آئی ہو کیونکہ مجھے اعزاز ہوا ہے کہ ان لوگوں کے ارادے ٹھیک نہیں ہے۔



سونا میں ان سے مل کے آئی ہو میں نے ان کے طاقتوں کے بارے میں اعزازہ لگایا ہے وہ پہلے کہ ہمارا ہی کسی مگر میرے وہ ہے اب وہ تم سے طاقتوں میں کمزور ہے اور میں نے اس کو ایک زبردست چمکا لکھی دیا ہے اگر ہم ان پر حملہ کر دے تو شاید ہم انہیں تباہ کر کے شاید بیکس بھی ہم انہیں تباہ کر دے یا دیکھنا چاہتے ہیں سونا نے فارغہ کی بات کاٹ کر سونا ہم تمہیں ہے اور میرے ذہن میں ایک فارمولا بھی ہے کہ اس بات پر عمل کرے تو ہم جیت سکتے ہیں کسی بات اور کیسا منصوبہ ہو جو حیرت سے بولی سونا بھی میں نے یہ بات محسوس کی ہے کہ گیت میرے یہاں آنے کے بعد واقف ہو جائے گی کہ میں کسی کی ساعی ہو اور وہ بھی تو یوٹی پیسے کی بلکہ کچھ نہ کچھ کرے گی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرے میں بہت جلد ان کو ختم کر دیتا چاہتے تھا تو یہ بات ہے کیا کہتے ہو گندیش کیا فارغہ ٹھیک کہہ رہی ہے ان سونا میرے خیال میں فارغہ بہت ذہن ہے اور گیت کے پاس ایسی کوئی بھی طاقت نہیں ہے جو ان کے ساتھ دے سکے اس لیے میں کل والا کام آج کرنا چاہتا ہوں۔

جب ہمارا کل والے کام سے مطلب کیا ہے سونا گندیش کی بات سن کر حیرت سے بولی یعنی کہ ہمیں آج ہی ان پر حملہ کر دینا چاہیے بلکہ یہ رات کی تاری ہمارے لیے بہت ہی مفید رہے گی وہ سونے کی ہونے کی اور ہم ان کے لیے خبری سے فائدہ اٹھائیں گے اور ان کی بنائی ہوئی کل سلطنت کو خاک میں ملا دیں گے یہ تم نے بالکل سچے والی بات کی ہے اور میں اس بات پر راضی ہوں۔ میں بہت ہو گیا اب مجھے بھی فیصلہ کر دینا چاہیے کہ اس کو ختم کر دوں اور اس کو مار دو یا خود

ختم ہو جاؤں سو نا ہی تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو ہم جس ان پر حملے کی تیار کر رہے ہیں گندیش نے سوالیہ نظروں سے سونا کی طرف دیکھا ہاں گندیش ان بات کو بھی دیر میں صلی کی تیار کر دے فارغہ بولی سونا کامیابی کے تو میں واپس اپنے دس میں چلی جاؤں گی ہاں بالکل تم آزاد ہو چکر سونا نے مسکرا کر کہا اور کچھ دیر میں وہ دیتوں حملے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔

کچھ لمبے یوں ہی کر رہے تھے اچھے ایک بج تک کرے کے اندر موجود ہیں جیتو پاہر کل رہی ہے دل ہی دل میں خاصی گھبراہٹ ہوئی کسی اس کا دل بری طرح سے گھبراہٹا تھا کیونکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ کچھ ہونے والا ہے اچانک کرے میں سے گیت باہر لگی اس کے ہاتھ میں شمشیر کی بنی ہوئی ایک صندوق نما کوئی شے تھی جس کے اندر کوئی صاف ششادف تھا اور کامیاب طاقت یہ کیا ہے جیتو ہی کو وہ طاقت ہے جو صرف ایک بار ہم اس کی استعمال کر سکتے ہیں اور شاید یہ اتنا خطرناک ہو کہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ ہمارا سب کچھ بھی تباہ ہو جائے جیتو حیران رہ گئی عام طاقتوں کو بھی کسی اپنے آقاؤں کو تباہ نہیں کر تیں ہاں جیتو تم ٹھیک کہہ رہی مگر یہ ان طاقتوں سے ذرا مختلف ہے اس طاقت کو ہم دشمن کے طاقت سے اس میں اختلاف رکھتے ہیں اور یہ دشمنوں کے لیے زہر کی کوئی کی حیثیت رکھتا ہے دشمنوں کو ختم کرنے کے بعد یہ طاقت ختم ہو جائے گی اور ہمیں یہ طاقت اپنے علاقے میں استعمال کریں تو پھر شاید ہم بھی نہیں رہیں گے گیت کی اس بات پر جیتو حیران رہ گئی اور بولی وہ کہتے گیت کے لیے کہ وہ ایسے کہ ایک زہر جیلا لادے جو سب کچھ جلا کر مارا کر دے گا ہمیں سونا کے علاقے میں اس صندوق سے بہت اگانا ہو گا کہ وہاں یہاں پر پتھن وہ گیت میرا دل بری طرح گھبرا رہا ہے اب ایک بار ہے کہ کوئی انتہائی ہونے والی ہے جیتو سنبھالو اپنے دل کو تمہارا دل ٹھیک دھڑک رہا ہے میں بھی اس ایمان طوفان کو دیکھ رہی ہوں جیسے تمہارا دل محسوس کر رہا ہے

جیتو بولی چلو ابھی ملتے ہیں اور یہ طاقت ان پر استعمال کرتے ہیں اس لیے کو ختم ہی کر دیتے ہیں جیتو میری بات کو ختم کر آج سے آزاد ہو دس میں چلی جاؤ کہ قاف کیونکہ وہ لوگ یہاں پہنچنے والے ہیں اور دشمن بھی میں جتنا ہیں کہ آج وہ ہمیں شکست سے دوچار کریں گے میں یہ خیر قاف طاقت یہاں ان کے پہنچنے ہی ان پر استعمال کروں گی جیتو کے انکھوں میں آنسو آگئے چلی جاؤ میں جیتی ہوں جاؤ گیت چلائی نہیں گیت نہیں میں تمہارے ساتھ صدم کی جیتو تم فضول میں وقت میں ضائع مت کرو میں جو نہیں کہہ رہی ہوں وہی کرو درود میں نہیں بھی معاف نہیں کروں گی۔

گیت نے جیتو سے کہا ٹھیک ہے گیت میں جا رہی ہوں مگر میں نہیں جیتو یا درکھوں گی اور اپنی اچھی طاقتوں کو تمہاری کاپی خور ستائوں گی کیونکہ وہ قاف کے پہنچے ہاں اور انسانوں کی کہانیاں سن کر بہت خوش ہوئے ہیں جیتو کی انکھوں میں آنسو آگئے اور وہ گیت کے گنگل گئی اس کے بعد جیتو وہاں سے غائب ہو گئی اس کے جانے کے کچھ پر بعد اچانک سونا گندیش اور فارغہ کے ساتھ گیت کے گھر پر نمودار ہو گئے اور ہر چیز کو گنگل گئی گیت نے خشم سے گندیش کو گولا اور وہ ہاتھ افش پر زور سے مار دیا وہ میرے کے ٹوٹنے ہی پر سے گھر میں دھواں پھریا سونا گندیش اور فارغہ بھیا ایک قہقہے لگنے لگے اور گیت کے آگے سناٹے نمودار ہو گئے اس وجہ سے آتش نشاں کے لادے کی شکل اختیار کی اور آگ سے جلتی ہوئی ایک جہنی بلا اس لادے میں سے نکلی سونا اور اس کے سامنے جو قہقہہ لگا رہے تھے وہ اس بلا کو دیکھ کر قہقہہ کانپنے لگے ہاں اپنے ایک ہاتھ میں گندیش کو چکڑایا۔ اور دوسرے ہاتھ میں فارغہ کو اور دونوں کو بیک وقت اپنے منہ میں ڈال لیا دیو قامت بلا سونا کی طرف بڑھی آگ کی جیسے سے سونا کی جلد کا لی پڑ گئی تھی۔

سونا ایک دم غائب ہو گئی گیت حیران رہ گئی مگر بلا نے ایسا کیا کمال کر دکھایا کہ غائب سونا آگ کے

شعلوں میں جھلستی ہوئی نظر آنے لگی اور اس کی چپٹیں زمین کو ہلانے لگیں اس کو بولی نے اگلے سے اپنے منہ سے آگ کا لاد اگل دیا اور اس لادے سے پورے مگر کوئی بیٹ میں لے لیا گیت کے بال آگ کی شدت سے جل گئے تھے اور کچھ دیر میں وہ بھی آگ کی لپٹ میں آگئی مگر تیراٹھ گھنٹہ طور پر وہ پرسکون کڑی تھی کچھ گھنٹوں کے بعد وہ بلا غائب ہوئی اور تمام آگ بجھ گئی اس کھنڈر نما مکان میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے تھے جو آگ کی شدت سے سیاہ پڑ چکے تھے۔



سنہرے موتی

اخلاص وہ جذبہ ہے جس کے سامنے دشمن بھی برف کی طرح پھل جاتا ہے جس طرح پھول خشبو کے پتھر بیکار ہے اس انسان کی زندگی بھری کی مقصد کے بیکار ہے۔ انسان کی زندگی ایسے ہمارے کی مانند ہے جسے انسانی مسئلہ کو ختم سے چمکا سکے۔ اس پھول کی مانند ہمارا کچھ جو صرف کیوں سے ہی نہیں بلکہ کانٹوں سے بھی بیکار رہا ہے۔ میں اپنی کمزوریوں پر نظر رکھی چاہئے کیونکہ میں کمزور ہوں اس لیے کل کے ہماری کامیابیوں اور ذوال کا پڑا سب کچھ نکتی ہیں۔

اسب کچھ کو مرنے کے بعد ایسی اگر آپ میں حوصلہ ہے تو کچھ بچنے کے آپ نے چمکائیں ہو کیا۔

آغاز میں خوشی کی خاطر دروں کے دلوں کو چھلی نہ کرو۔

☆..... تمہاری رضا میں شاد۔ لاہور



اجھی باتیں

انسان دنیا میں جتنی کی طرح بہہ جانے کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ اسے صلاح کی طرح موجود کا مقابلہ کر کے دریا بہا رہنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

ستارے آسمان کا زریز ہیں اور تعلیم ایسا انسان ذہن کی زینت ہیں۔

خون کا ڈانچٹ

خونفک لوسٹوری

--- تحریر: عثمان مہنی۔ پشتادوش آباد۔ ---

آسمانی شعلہ اڑتا ہوا زمین کی طرف آنے لگا اور تیزی سے چٹائی کے جھلکے پر گر کر اس معمولی سے شعلے نے لحوں میں مکمل شیش ٹیکر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور ایک اس شعلے کے گرتے ہی زمین بھی دھل کر رہ گئی اور ایسا لگا جیسے کڑنر لڑا گیا ہو کالی سر کا بت منہ کے بل زمین پر آ گیا اور دھماکے سے چٹائے کا آواز پیدا کرنا ہوا لوٹ گیا ۱۱ بت کے کمرے کے کمرے ہو گئے اور خون اس سے بہہ کر فرش پر پھیل گیا کالی کا لکھنوی مہمان کی چہان کو دائرے میں ہی آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور آگ کی گر بائیں سے ڈوب کی ہندی ہوئی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں ایک سنہری تیز اور خونفک کھائی۔

ایک آواز ڈوب کے دائیں کان میں آئی ڈوب میں آج بھی تمہاری ہوش بھی تمہاری مٹی اور صرف تمہاری رہو گی بس صرف ایک بار پلیٹ کر تو آؤ میں تمہاری منتصر مٹی اور تمہاری منتصر رہو گی ڈوب نے دائیں طرف مڑ کر دیکھا وہاں پر کوئی دوسرا شخص تھا ڈالے تمہاری یادیں میرا چھٹا مٹی کیس پھوڑے کی یہ باتیں کی وقت میں اسے ڈالے کہہ گئی تھی اور یہ باتیں ڈالنے سے تب کہی تھیں جب ڈوب کی کان سے آخری ملاقات تھی ڈالے میں کی اور کا منتصر ہوں تمہیں میں تمہارے بے لوث محبت کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا اور شاید یہ سب میں خود خشنی میں نہیں کر رہا ہوں اپنی محبت پانے کے لیے کر رہا ہوں ڈوب اگر تم پلیٹ کر آؤ میں تمہاری منتصر رہوں گی تمہارے لیے سدا دعا کروں گی کہ تم سدا خوش رہو۔ اب تم جاؤ ڈالے کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے ان کی یہ آخری ملاقات تھی دونوں مخالف سمتوں میں چلے گئے میں کل بھی تمہارہ کیا تھا اور آج بھی تمہارہ رہا ہوں بلکہ ہو ڈوب کے دل سے ایک سردی آگ لگی کاش میں تمہاری محبت کی قدر کرنا تو آج میں یوں تھا نہیں ہوتا ڈوب بندو تاریک کمرے میں بیٹھا گئے دھنوں کو یاد کر رہا تھا ڈوب کی آنکھوں سے چھلکے ہوئے آنسوؤں کے کی قطرے بہہ کر خراشوں پر سے بہہ گئے کاش آج تم مل جاؤ ڈالے دیکھو میں لوٹ آیا ہوں مگر تم

نہیں ہو اس نے گھٹنوں میں اپنا سر رکھ دیا اور کئی گھنٹوں تک یوں ہی بے سدا رہا۔
ڈوب یاد دہائی میں گھوٹا گیا۔ ڈالے اور ڈوب ایک ساتھ یتیم خانے میں بچے ہوئے جیسے تھے ان کے آگے پیچھے کوئی نہیں تھا ان کے نام بھی یتیم خانے والوں نے رکھے تھے ڈوب ہمیشہ ڈالے کے ساتھ رہا تھا وہ دونوں ہمیشہ ایک ساتھ رہے تھے اور ان کی زندگی میں اس وقت دراز نہیں آئی جب وہ بڑے ہو چکے تھے ڈالے ان عمر سے میں بچپن ہی سے ڈوب سے محبت کرنے لگی تھی مگر ڈوب اسے صرف دوست ہی سمجھ رہا تھا جب وہ دونوں میٹر تک تعلیم حاصل کر گئے اور تھوڑے باخوش ہوئے تو دونوں کو یتیم خانے کے باہر نکال دیا اور دونوں کو گورنمنٹ ہسپتال بھیج دیا انہیں کرنے کے بعد ڈالے نے ڈوب سے اظہار محبت کر دیا مگر ڈوب زندگی میں اپنی خوابوں کو پالنے جاتا تھا وہ چاہتا تھا کہ پہلے وہ کچھ بن جائے پھر اپنے خوابوں کی کس پس پسند لڑکی سے شادی کرے گا اور یوں دونوں کی دہائیوں چلی ہوئی جب تک ڈالے کی زندگی میں بھی اسے ڈوب کی کوئی قدر نہیں تھی مگر جب سے ڈالے اس کی زندگی سے کلگ گئی تب ان کی زندگی میں اتار و چڑھاؤ آئے ڈالے سے جدا ہوئے دو سال گزر گئے اور ڈوب یوتھ میں داخل ہو گیا۔



اجانک ڈوب کی زندگی میں ایک لڑکی آئی جو امریکین کی طرح رکھتی تھی کول مول چہرہ نیلی آنکھیں سفید دوسرا رنگ لمبا خوبصورت قد بڑی پٹیلی بھی گہری آنکھیں فیشن ایبل اسیر و کبر شان سے آتی جاتی وہ لڑکی بہت زیادہ خوبصورت تھی اس نے جب سے ڈوب کو دیکھا تھا تب سے اس پر اپنا دل بڑھاتی تھی اس کا نام جینا تھی قاتل ڈوب کی اس حسن پر رشتہ رفتہ رفتہ ابھرنے لگا اور جینا بھی نے ڈوب کو اکایا ڈوب آؤ میں نہیں اپنے گھر لے کر جاتی ہوں تم تو ہمیشہ سے ہوٹل میں رہے ہو ڈوب نے جینا کی کئی طرف دیکھا چلو جینا شی چلو دوں گا ڈیڑی میں بیٹھ کے اور کچھ دے کر بعد ایک بڑے بچکلے کے سامنے جاتا رہے بچکلے تھا گوشت کھانسی شکل تھا اس میں ہر طرف شیشے شیشے شیشے کے ہوتے تھے ڈوب کے ساتھ اندر بچکلے میں داخل ہوا اندر بہت بڑا دلانہ خانا کھوہر کے دو دروں آگے بڑھے بچکلے منزلوں پر بنا ہوا تھا اور اس کی صفائی کا خاص خیال رکھا گیا تھا یہ بانی بنگلوں سے بہت کرب بنایا گیا تھا اور اس کے ارد گرد دھنن جالی کی باریک دیوار میں بھی قائم کی تھیں ڈوب نے انا شاہدار کو کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا اس گھر کی پر جزی پر تعریف کی گھر میں بھی ڈوب بہت مایہ ناز غریب خانہ پور سے گھر میں گمانے کے بعد جینا کی بڑی بیٹی تھی تم اسے غریب خانہ کہہ کر اس کی تبدیلی کر رہی ہو بلکہ یہ تو شیش کی ہے ڈوب کی اس بات پر جینا بھی بیٹنی کی شاید تمہاری نظر میں شیش کی ہو مگر میرے چھوڑ دے یا میں یہ بتاؤ کہ یہ گھر نہیں کیسے لگا۔

بہت زبردست ایسا لگا کہ میں جنت میں گھوم رہا ہوں ڈوب نے کتنے دھچکا دیا کہ اس میں گھر میں تھا خانہ بھی سے ڈوب کے اس سوال پر جینا بھی نے گہری نظروں سے اسے گھورا نہ نہیں تو جینا کی جلدی سے بول پڑی کیا تم نے کسی جگہ پر اس بچکلے میں تھا خود دیکھا ہے ہاں مجھے لگا کہ میں طرف جو سبز چراں میں اس میں سے چڑھ کر جیو سبز میں بیٹھ جاتی دیکھی دیکھی تھی ڈوب کے اس انکشاف پر جینا بھی گڑبگڑ کر کہہ گئی ڈوب بچکلے

مشروب پانی ہے۔

ہاں اس نے مجھے بھی مشروب پلایا تھا اور اس کے بعد میرا دل بہت برا ہو گیا یا اگر میں نے تو اس کے گھر میں کسی برصا نکھن دیکھا ہے اس برصا سے دور رہو وہ ایک جادو کرتی ہے اور شاید کئی تہہ کئی تہہ میں مقید ہے نہیں دے دے ہوں گے ہاں صارم ہندو تو گھر میں چلن کو جانتے ہیں اور اور ان کی پوجا پات کرتے ہیں جبکہ میں نے جینا کی گھر میں کی طرح کا کوئی ہندو اندر نہ رہا رواج بھی نہیں دیکھا یا ڈوب جو کسی ہو کسی اس لڑکی سے دور رہنا مگر یا صارم تو مجھے جینا بھی سے بچ گیا ہاں وہ مجھے ہندو بنانا چاہتی تھی اور میں اس کے ارادوں کو سمجھ گیا تھا

دراصل مجھے لگتا ہے کہ جادو پر بھی ترس رہی ہے اور اس کی جو برصا ملازمہ ہے جادو کرتی ہے جینا کی اس کے اشاروں پر پرتا چڑی ہے میں نے پہلے کی بیٹنی تو اس کو اس بھوت بچکلے میں اکیلے دیکھا تھا مگر پھر رفتہ رفتہ ہماری کبانی میں ایک نیا موزا کیا اور وہ موزہ ہندو دانت ڈوب تھا جو جینا بھی مجھے ہندو کرنا چاہتی تھی اور اس نے پہلے پچھلے جینا سے پیار سے رام کرنے کی کوشش کی مگر جب میں میں ملنا تو وہ زور زور کرتی رہنے لگی کوشش کی مگر جب ایک تہہ چھانے اس نے مجھے اس تہہ خانے میں قید کر دیا اور وہ پھر مجھ پر جادو کی طاقتیں آزمائے گی مگر شکر ہے خدا کا کہ اللہ نے مجھے اس مکار برصا کے شر سے بچالیا اور پھر وہ یونیورسٹی میں خاسری طرف منسوب ہو گئی تھی اس سے تعلق ختم کر لیا مگر میں نے عامر کو کچھانے کی کوشش کی مگر وہ میری باتیں نہیں مانا تھا اور رفیق تین بیٹنوں کے اندر دوسری جانب بچ گیا۔

یونیورسٹی کی طرف سے تحقیقات ہو گئی جینا بھی کسی بھی قسم کا جرم ثابت نہیں ہو سکا اور پھر جینا کی ایک اور لونویری شروع ہوئی یونیورسٹی میں ایک نالا کا میکان آ گیا آخر میں شکل تھا مگر غریب تھا جلدی میں شیش کا عشق اس سے شروع ہو گیا اور دونوں کی پریم کبانی کا آغاز ہو گیا میکان جلدی جینا شیش کی دولت کے چال میں جھنس گیا

اور وہ چلنے سے بھی تین چار میٹروں کے اندر اندر چڑپ کر گئی صارم کی آنکھوں سے آنسو نکلے یا ڈوب وعدہ کر دیا کہ تم آئندہ اس سے ملو گے وہ تمہارا بھی خون گروے گی۔ میکان کے والدین غریب تھے وہ لوگ تحقیقات بھی صحیح طرح نہیں کر سکے اور یوں پھر جرم کے چال میں دھیرے دھیرے جس شخص سے وہاں صارم پرتا چڑپ کر رہا ہے اس میں محتاط رکھو گا اور اس سے آئندہ کسی بھی نہیں ملوں گا ڈوب نے صارم کے ہاتھ پر رکھ کر کہہ دیا کہ اچھا ہو جاؤ بہت دیر پہلے ہے ٹھیک ہے صارم ڈوب نے کہا اور نہ کے کے دوسری طرف طرف بدلتی صارم اسے دیکھ کر گیا۔



دونوں ہو گئے ہیں ڈوب کیا بات ہے تم مجھ سے کہنے کہنے سے رہنے ہو میں تو پریشان ہو گئی ہوں جینا کی نے اسے آج پارک میں اکیلے چلا دیا اور اس کے سر پر کڑی ہو کر کہنے کی جینا بھی اس کی بیٹنی کو اس کے نہیں جو برا سنا گیا کہہ رہے ہو تم دو وعدے دو تمہیں جو تم نے کھائے تھے وہ سب کیا تھا کیا اتنا جلدی مجھ سے دل بھر گیا اور تمہارے جلدی جلدی بدل جاؤ گے جینا بھی نے بیٹنی سے بلکہ میں نے صرف دو وعدے تھے راقا اور تمہارا دل کھانا نہیں چاہتا تھا اس لیے تمہارے پیار کا جواب پیار سے دے رہا تھا اور اب میں نہیں مزید اندر سے میں نہیں رکھنا چاہتا اس لیے میں نہیں سچائی ہے آکا کہ کر رہا ہوں کیوں مجھے اندر سے میں رکھنا شروع سے مجھے بتا دیا ہوتا تھا میں تمہارے پیار میں آتا آئے تو میں جانی بلکہ اداں تعقل تو ذرا دینی گھر میں ہی دوسروں میں بیٹھ جاتی رہوں گی بلکہ تم مجھے بھول جاؤ مگر میں تم سے کچا چار کرتی ہوں جینا کی آنکھوں سے آنسو آگے اور ڈوب کی طرف دیکھ کر یہی جینا بھی میں نے تم سے ایک بات پچھائی تھی مجھے صاف کہہ دینا جینا کے نے بیٹنی سے ڈوب کو دیکھا میں کسی اور سے چار کرتا ہوں جینا بھی مجھے صاف کہہ دو میں بھی کسی ایک نہیں ہو سکتے ڈوب نے اسے بھوت بولا اس کے دل میں کوئی بھی نہیں تھا نہ جانتا نہ تک نہ

تھے کسی کے لیے اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے چلا گیا
میناکشی نے اپنے آنسو پونچھ لیے رُوب اتنی آسانی سے تم
مجھ سے نہیں بچ سکتے۔

مینا کشی جاتی ہے کہ کوئی کہ اور کا زبان بول رہا ہے
میں نے تیری آنکھیں بھیجی ہیں ان آنکھوں میں یہ راحل
تھا میں تھیں وہاں کوئی کہ حاصل کیا ہے کہ جہیں آگ
س کو دکھاؤں گی وہ وہاں سے گھر کی طرف چلی گی گاڑی
تیز رفتاری سے اس کے گھر کی جانب رواں دواں تھی وہ
جیسے ہی گھر پہنچی تو گھر کا دروازہ کھولا اور وہ گاڑی باہر ہی
چھوڑے اندر گھر میں داخل ہوئی مینا کشی کے گھر میں کوئی
تھی وہاں نہ تھیں نہ کوئی گھر بھوسے کے لیے نہ پرانا کھانا نہ
تھی وہاں سے ہو کر اندرائی وہ دروازے کے طرف ہوئی
اور کوئی کہ مضبوط دروازہ کھول کر اندر چلی گی گھر بالکل
صاف و شفاف تھا مینا کشی نے سے لال پہلی ہوئی تھی وہ
سامنے کمرے میں چلی گی یہ کمرہ خاص کمرہ تھا اس کمرے
میں ایک خیر سدا تھا اس نے کائنات اٹھایا تو چھوڑ دینا
آئی سا خن کا ایک جال زین پر رکھا ہوا تھا مینا کشی نے وہ
جال اٹھایا تو نیچے لوہے سے بنی ہوئی میز رہاں نیچے جاتی
تھیں یہ راستہ تھا خانے تک گیا تھا تہہ خانے تک جانے
کے لیے جہوں کا ایک راستہ جاتا تھا جو زوب نے
بھی دیکھا تھا وہ راستہ بڑھ کر دیا تھا مینا کشی نے جال
کا ڈھکنا زین کے فرش پر رکھا اور نیچے تہہ خانے میں راستہ
اندروں پر خفا کا باول تھا۔

پورے تہ خانے میں یاد اندھیرا پھیلنا ہوا تھا۔ ادھر
ایسا کالا ماحول تھا جیسے رات کی تاریکی میں سفید بادل رقص
کر رہے ہوں۔ مینا کی تاریکی پستی ہوئی تہ خانے میں
آگے ہی آگے بڑھنے لگی۔ اسے راستے میں جگہ جگہ دو تین
تین گز کے فاصلہ پر چراغ رکھے ہوئے تھے جن کی روشنی
ماحول کو کمزیر خوبصورت بنادھی جیسا کبھی نہ سرخ نہماؤں
تھائی۔ میں رکھاؤں میں چلاؤں اور سامنے رکھے ہوئے تہ خانے
بم کی کمانی میں کھڑا ہوں۔ اس پر سچے پھر اٹھتا دیکھتا ہوں
میں بلی کی آواز میں جھپٹیں۔ میں گھومنا اسنے ایک بڑا بوت
جس کا منہ کھلا تھا اور سرخ بلی زبان اس کے منہ سے باہر

[illegible][illegible]

دخوش ہو گیا تو بدلے میں ہمیں طاقتیں دے دے گا اور

مرہو نے کامل تباہی کیا۔
نیک کہ یہی ہو کالی کا لکڑے میں جاکشی ہے کہاں
کالی کا لکڑے میں کچھ گھن میں اپنی تمام طاقتوں کو استعمال
میں لاؤ گی اور شرب کو بے بس کر دوں گی مینا جانی نے
کالی مرہا کے بھسکا بت کے سامنے ہاتھ جوڑے
ورائے قدموں وہاں سے واپس چلی گئی جبکہ کالی کا لکڑے
کالی پر بھسکا پھرے سیوا میں لگ گئی۔



یہ بھوکہ میں دودن کر کے کھڑے ہو کر کھانسی
پڑیں میں کھانسی لگ کر چھانٹا دودنوں میں سے میری کھانسی
میں بھی نہیں آئی کھانسی میری کھانسی سے نہیں لگتی بار بار
صاف کا پیچا فرسٹ الگ تھا تو نہ ضرور اس کی ادوی کا
چھانٹا تھا میرا صاف غلط ہوا اور اس نے مجھ سے کوئی چال
پائی کوئی دھوکا دیا تو اس کی ہوتی تو وہ کبھی میرے
میں کھانسی نہ درو رہتی نہ مجھ سے وہ سب کچھ کھتی جو وہ آسو
کے سب کچھ تھے وہ دل سے کہہ رہی تھی صاف میرے مجھ سے
ضرور میرا کھانسی سے بڑھ کر کھانسی کے لئے یہ کہانی کھڑی
ہوئی اور میں اس کے ساتھ بیٹھ ہوں اس کی باتوں میں آگیا
اس پر یقین کر لیا وہ اٹھ کر کھانا اور بائیل کی پرانی لہری
کی طرف بڑھا جو اس کے درم میں تھی جس میں پرانی
کھانسی اور اس کی کچھ بار پڑیں پڑی ہوئی تھیں اس
نے ایک بار کھانسی کتاب لہری میں سے نکالی اس میں سے
کچھ تصویر نکالی اس کی نظیر اس تصویر پر چم چم سے وہ
میرے خدا پر توڑا لے کی تصویر ہے اس نے تصویر اٹھائی
اور اس کو فور سے دیکھنے لگا۔

ٹاٹے تم کہاں ہو گی کسی ہو گی تم میری بہت ہی بھاری دوست تھی کاش میں تمہیں ڈھونڈ سکوں پھر کچھ دیر بعد اس نے اسی کتاب میں تصویر رکھ دی اور کتاب کا لماری میں رکھ دیا۔ اسے پھر سے بینائی کی یاد دہانے لگی وہ روم سے نکل کر پارک میں گیا اکثر بینائی اسی پارک میں اسے ملنے لگی تھی وہ ارگردنگرس دوڑنے لگا اسے

یہی تھی جس کی اس کی ہمتیں سرخ تھیں منسوبھا وہ تھا اور زرد
بلبل پر غنی تھی اس کو یہ تھا کہ ڈوب ادا پارک میں اسے
لے گا اور وہ ادا پارک کر رہی تھی، بظاہر تو بہت ہی ممکن
ظہر رہی کہ اس نے دور سے پارک میں ڈوب کو اپنے
دوئے دیکھا تھا ادب امتحان بن کر نیچے دیکھ رہی تھی
ڈوب اسے کچھ دور جھٹکارا اور اس کے دل نے کہا نہیں
مناظر ہو گیا نہیں وہ جیسی صام نے کہا تھا یقیناً صام
نے جیسے جیسا کہ ہے بہن کے کہنے کے لیے وہ دیر کھاتی
کھڑی ہوئی اور اگر کرنا چاہتا تو اس طرح ہوتی تو وہ اس
ادب نہ ہوتی میری جگہ کی اور کو اپنی دوا میں اس کے پاس
لڑکا گیا جیسا کہ تم نے کیا حالت بنا بھی ہے ڈوب مینا تھی
نے کٹاں میں اٹھا رُوب کی طرف دیکھا تہاڑی ادا پارک
ساکا کہ جیسے، میرے میں بہا رہی کہ وہم و اداس آگئے ہو ج
نہیں نہیں کر پارسی ہوں کہ یہ تو ہاں جیسا کہ میں
صام کی باتوں میں آ گیا تھا فکر میں ہے جدا ہو کر ڈوب
تھیں اس وقت رات تھیں یادوستانی کو دیکھی جیسا کہ
وہ کھل اٹھا اور وہ کا شاداب ہو گئی اس کی آنکھوں کی
خوشی غائب ہو گئی۔

ڈوب تم نے میرے بے جان مہم جن میں جیسے روح
 و دکن کی بڑی ڈوب مجھے پہنچے تھے تھا کہ تم کی اور کی زبان بول
 تھے تم اسنے بے فانی اس کے ڈوب کی خوش ہو گیا
 اب اس نے جہاں کی رگت دھیمی دہوت ہی زیادہ
 بصورت دکھائی دے رہی تھی ڈوب میں نہیں اسنے
 جہاں اس خوشی کے موعج پہنچا تھا کہ کڑی کڑی
 ڈوب نے کندھے اچکا کر فیکہ کہیں اداوں گاڑی
 گئے اور اس کے بعد شام نک دھووں شہر کے مختلف
 بات پر پھر تے رہے رات میں ہی شروع سے اتر گئی
 شکی نے گاڑی کا رخ اپنے گھر کی طرف موڑ دیا اب کچھ
 میں دے جتنا شکی کے گھر میں تھا جتنا شکی گاڑی سے اتر گئی
 اس نے دروازہ کھول دیا پھر جتنا شکی نے گاڑی گیٹ
 کے اندر لے گئے اور پھر گیٹ بند کر دیا شام کے سامنے
 ہو چکے تھے۔

گھر میں مکمل طور پر اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا مینا

کشی نے پورے گھر میں لاش آن کر دی گھر کی اندھیری روشنی میں بدل گئی ڈوب کیا کھاتے کے ڈوب کو جتنا کی گھر بہت ہی اچھا لگتا تھا اس لیے وہ لاش کی کشتہ سے ڈھک جلا آیا قاتم چھوڑا دی ڈوب میں کربولانگیک ہے میں فرخ سے اپنے بند کا کھانا لے آئی ہوں تا کہیں بھی میری پند ہے بارے میں معلوم ہو سکے جتنا کسٹر کر کہن میں چلی گئی اچانک ڈوب کے موبائل پر کس نیل آگئی ڈوب نے جلدی سے موبائل فون اپنی جیب سے نکالا موبائل کی سکرین پر صارف کا نام جگر رہا تھا اور اس معصیت کو بھی ابھی بتا تھا اس نے جیسے ہی فون رسیو کر کے کان سے لگا یا جیلولو صارف جیلولو صارف کیا بات ہے کیوں جیلولو کر رہے ہو میں ان رہا ہوں بولو کر شاید صارف کو ڈاکٹرین چارٹی اس لیے وہ صرف شاید جیلولو رہا تھا اس نے وہ ڈوب میری بات کا جواب دو یہی جملے بار بار وہ دہرا رہا تھا۔

ڈوب نے موبائل کال کاٹ دیا اچانک جتنا کشی فرخ نے میں کھانا لے کر آگئی کون تھا ڈوب جتنا کشی سکرمتے ہوئے کہا جتنا کشی میرے خیال میں یہاں پر سکتل کام نہیں کر رہے ہیں ہاں باں باں ڈوب میں بھی ایسا ہو جاتا ہے سکتل کام نہیں کر رہے ہیں میرے خیال میں وہ جتنا کشی تھرا دامن پسند کھانا بنایا ہے پھر جتنا کشی نے فرے میرے رکھ دیا اور دونوں میز کے ارد گرد بیٹھ گئے جتنا کشی نے ڈوب کے سامنے دو کھانا اور پھر پچھا کھانا کھانا کھانا کے ڈوب نے سکرما کر اسے کہا۔ بہت ہی لذیذ جتنا کشی بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی ڈوب نے کھانا جیسے ہی ختم کیا اسے زور دار چکر آیا اور وہ بے ہوش ہو گیا جتنا کشی کے چہرے پر سکرماہت لہر دوڑ گئی پھس گئے وہ جتنا کشی کی چال میں وہ وقت بیکار رہنے لگی۔

جب ڈوب کو ہوش آیا تو وہ کمری تاریک میں پڑا ہوا تھا اس کا پورا وجود جی طرح درد رکھ رہا تھا اور وہ بہت ہی رعبوس کر رہا تھا اس نے ہاتھ پاؤں مارنے کی بجائے کوشش کی کہ میرے دودھ پری طرح سے کام ہو گیا

جائے فراز پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی اور گڑا کر خدا سے دعا کیا ایک بڑی رات کا دو بجے کا وقت ہوگا وہ جیسے میں گھر آئی اے میرے دو بھانوں کے مالک ت

ڈوب کو اپنے آسمان میں رکھنے نے خوب یاد دیکھا وہ بچ نہ کر تو رجم درختان ہے غفور قہار ہے اے میرے پیارے رب تو ڈوب کو تمام بلاؤں اور آفتوں سے آسمان میں رکھ اور وہی جہ سے میں گھر گئی یہ نہیں جانتی وہ تک وہ جہ سے میں اپنے باپ سے کہہ کر تو گرا کر دعا میں لگتی رہی اچانک آسمان میں گڑنا ہٹ کر آواز کوئی اور پھر آسمان میں روشنی چھا دی دلاڑی جہ سے اٹھ گئی اور اور آسمان کی طرف دیکھا اس کے گھر سے آسمان میں ہلکی ہلکی بیرونی آواز بھی نظر آ رہی تھی اس نے آواز کو پچھنے کے اور اسے لایا کہ جیسے خدا نے اس کی دعا سن لی ہو کوئی اور کہیں ڈالے بھی تھے جبے ڈوب سے اپنی جہت کا اعتبار کیا تو ڈوب نے اسے صاف انکار کیا تھا اور پھر وہ ڈالے کو چھوڑ کر چلا گیا ڈالے بھی پریشان تھی اس نے صرف انکار کیا تھا ڈوب کہاں کیا اسے پتہ تو نہیں چلا گھر کا بار معلوم نہیں چل گئی وہاں پر اس نے وہی تعلیم حاصل کی اور وہاں تک کہ ہاں ہی اس کے بعد اس کی جہت کو دینی و دہرا سب اسباق پر دعا نے شروع کر دیے لیکن وہ ڈوب کو دھجی بھی بیٹھ سے اسے دعا میں دیتی رہتی تھی اس کے لیے دعا میں بھی ڈوب نے ڈوب کے عشق کرنے کی تھی بائیکر عشق مگر آج رات اسے جو بھیا کہ خوب کھانا کھاتا آج رات دعا میں پر دعا میں اور اپنے باپ سے رب سے التجا پر اپنی گھر کی بھی اور انجی جانے نماز پر بیٹھی ہوئی دور رہی تھی۔

وہ آسانی شعلہ اٹا ہوا زمین کی طرف آنے لگا اور تیزی سے جتنا کشی کے جنگل پر آکر اس معمولی سے شعلے نے خود میں شعلہ شعلہ کو جتنی پیٹ میں لے لیا اچانک اس شعلے کے گرتے ہی زمین میں دھل کر وہی گڑا اور اس کا جیسے کڑکڑلا ہوا گھبراہٹ کا بکارت منہ سے بلز زمین پر آ گیا اور وہاں سے بے چارے کا آواز پیدا کرتا ہوا نوات گیا اس ت کے گرتے گرتے ہو گئے اور وہ خود اس کے بہرہ کر فز پھیل گیا کالی کا لکھ کا کمری کی پجاریں کواڑے میں ہی آگ نے اپنی لیٹ میں لے لیا اور آگ کی گرامش سے ڈوب کی بندگی ہوئی رسیاں دھیلی پر تھیں

ڈوب نے خود کو آرا دیا اور تہ خانے میں آگے آگے بڑھنے لگا وہ لوہے کی میز جوں پر اوپر چڑھنے لگا اور سر میز جوں کے ذریعے تہ خانے کے کھل کر باہر آ گیا وہ جتنا کشی کے کمرے میں آ گیا تھا اور وہی طرح بیٹھ رہی تھی ڈوب وہاں سے باہر چلا گیا جیسے ہی باہر نکلا ڈوب کے کندھے پر کس نے ہاتھ رکھا ڈوب نے سرگرد تھا تو اس کے پیچھے اندھیرے میں صداں سا کھڑا تھا اور اس صو میں میں کسی بارش بزرگ کا دھندلا سا کھڑا تھا ڈوب ڈوب نہیں سمجھیں اس کی ہاڈوں سے پچھلایا ہے کون ہے وہ ہا بائی۔ ڈوب نے جہان میں ہو کر پچھا اور اس نظر سے اس دھندلے کی طرف دیکھا وہ ڈالے ہے۔ اور میں ان کی نیک اعمال کا وہ صلہ ہوں جو وہ دہرہا ہے لیے لگتی رہی ہے ڈوب کے چہرے پر کڑواؤ لگتا ہے ہا بائی مجھے ڈالے کا پتہ بتاؤں۔ میں خود بہت شرمندہ ہوں اور پھر ڈالے کا پتہ اتنا ہی اس نے ڈوب کا بتا دی اور خود آسمان کی طرف بے راز کر گیا۔

صبح کا اجالا پھیل چکا تھا ڈالے مدرسہ جانے کی تیاری کر رہی تھی کہ اچانک گیت کی گھنٹی بجی ڈالے نے دروازہ کھولا تو سامنے ڈوب کھڑا تھا دونوں درمیک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے مگر بے خدا نے نہیں بچایا ڈالے سکر لائی ڈالے میں ہمیشہ سے تمہارا تھا مجھے معاف کر دو ڈوب میرے کمرے سے کمرے کے ساتھ ہی اس کی آگیا کھین خوشی سے بہہ نکلیں اور وہ بہت سے ایک ہو گئے کسی کی گمیری کہاں اپنی رائے سے نواز دے گا۔

میری روح نکلے والی ہوگی، میری سانس رکتے والی ہوگی پھر میں زندگی کا چھوٹے گا، رھا کہی سانس کا فونے گا پھر ادھیں ہم نہ آئیں گے، پھر ہم سے کوئی نہ دھمے گا پھر آگھوں میں نہ فور ہو گا، نہ دل غلوں سے چور ہو گا اس ہل تم ہم کو خاسم گے، دوست تم کو اپنا ہوا گے پھر ہم جتنی بے یوں گے، نہ آئیں گے اپنی کھین گے اس ہل تم بہت ہی روڈ گے، بس تم پھر ہم کو کو دے ☆

سرخ کھوپڑی

--- تحریر: نجم نشاوتی ---

رسل جن نامہ کو لے کر غائب ہو گیا۔ اسے میں دوش میں تہہ خانے میں داخل ہوا یہ تم نے کیا کیا میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا نوش جن نے گرجے ہوئے کمر میں نے تو آپ پر مستزید رکھا تھا تم نے مجھے کیسے دیکھ لیا
رضوان نے حیران ہو کر پوچھا ہاں میرے پاس بہت طاقتیں ہیں میں تمام جنوں سے زیادہ طاقت والا ہوں
اس لیے میں نے تمہیں دیکھ لیا نوش جن نے قہقہہ لگا کر کہا رضوان نے بھی ایک قہقہہ لگا کر اور غائب ہونے کا
مستزید حادہ غائب ہو کر سرخ نوش جن کے پاس آ گیا نوش جن نے بھی مستزید حادہ سرخ نوش جن کے پاس
آ گیا سچا کر کہاں جاؤ گے نوش جن نے گرجے ہوئے نوش جن نے ہاتھ دوڑا دیا تو اس کے ہاتھ میں ایک تلوار
آئی نوش جن نے تلوار کا دار رضوان پر کیا تو وہ نیچے بیٹھ گیا اور نوش جن سرخ نوش جن میں جاگرا اور اس کی
چنوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اس کی چنیں آئی اوچی میں کمر میں بنانا شروع ہوئی اور ساری عمارتیں جو سہرے
رنگ کی تھیں سب دھڑا دھڑا چلنے لگیں رضوان نے سرخ کھوپڑی کا حاضر کیا مجھے غار میں پہنچا دو رضوان نے جلدی
سے کہا آپ اپنی آنکھیں کھلیں جب اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ غار میں نامر کے پاس کھڑا تھا نامر میں نے
اپنے ماں باپ کا بدلہ لے لیا۔ ایک منٹ کی خیر اور خوفناک کہاں

وہ بس آگے ہی آگے چلا جا رہا تھا راستے کی
دشواریاں اسے آگے جانے سے روک رہی تھیں
لیکن وہ ان دشواریوں کی پرواہ کئے بغیر آگے ہی آگے
چلا جا رہا تھا وہ کئی بار پہاڑوں سے کھڑے کرتے پچھتا
لیکن پھر کئی وہ ڈورا نہ تھا وہ چلتے چلتے غار کے پاس
جا کر رک گیا اس نے غور کر دیکھا اسے کوئی بھی
نظر نہ آتا تو وہ غار میں داخل ہو گیا وہ کافی دیر تک غار میں
چلا رہا چلتے چلتے وہ غار کے آخر تک پہنچ گیا وہ کافی دیر تک
غار میں چلتے چلتے تک چکا تھا غار کے آخر میں ایک
شخص بیٹھا ہوا تھا اس کیسر اور داڑھی کے بال سفید
اور راستے بڑے کڑھیں کو چھو رہے تھے اس کی سرخ
آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں اور اس کے آگے آگ بیل
رہی کی وہ منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر اس پر جھوٹا مارتا تو
آگ اور زیادہ تیز ہو جاتی آؤ تینچو پڑھنے نے رضوان
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا رضوان ایک طرف بیٹھ گیا۔
کیا کام تھا مجھے سے بڑھنے نے پوچھا بابا میں اتنی

شہر سے دور اک پہاڑ کے پاس ایک خوفناک اڑوھا رہتا ہے۔ ایک بند پتنگلوں اور دیوں کو لپک چکا ہے اس کو مارنے کے لیے بہت سے لوگ کھینچ رہے ہیں وہ خدا اس کا شکار ہونے کو بھی اسی کو مار نہ اس کے منہ سے آگ کے قطرے نکلنے ہیں جو کسی چڑیا شہلوں کی زد میں آجائے وہ جل کر رکھ ہو جاتی ہے تم نے مجھے اس اڑوھا کا خون لار کر دیا ہوگا۔ بوڑھے نے اپنی بات مکمل کی ٹھیک ہے بابا میں آپ کی شرط پوری کر کے یہ داکھ آؤں گا رضوان نے اٹھتے ہوئے کہا وہ جانے ہی والا تھا کہ اسے بوڑھے کی آواز سنائی دی۔

رکوی بابا اپنی رضوان نے بوڑھے کی طرف مڑے ہوئے کہا تمہارے پاس اس اڑوھے کو مارنے کے لیے کوئی تھپتھپا نہیں ہے تم یہ گوارے لے جاؤ بوڑھے نے پاس پڑی گوار رضوان کو دی پھر اس بوڑھے نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بول آئی اور وہی بول بھی لے جاؤ اس بول میں تم نے اڑوھے کا خون لارنا ہوگا رضوان نے بوڑھے سے گوار اوپر بول لی اور خدا سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلا پڑا راستہ نہایت خطرناک تھا جا بجا گھٹی جھاریاں تھیں جن میں کئی کی اونچ لے لیے کاٹنے تھے زمین چٹری لی اور خشک گی اور دور تک پانی کا کام دستان نہیں تھا اس پہاڑ کے ارد گرد ایک بہت بڑا جنگل تھا جس کے بہت سے درخت کالے اور پھیلے ہوئے تھے اور جگہ جگہ سے زمین بھی پھٹی ہوئی تھی رضوان کو کیا کہ یہ درخت اور دستان ای اڑوھے کے منہ سے نکلے اور ایک قسم ہوا تو پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو گیا وہ ایک اونچے پہاڑوں سے ٹھوڑے فاصلے پر ایک سیاہ رنگ کا اونچا سا ٹیلہ دکھائی دیا اس نے غور سے دیکھا تو وہ خوفناک اڑوھا تھا جو کئی بار سے سورہا تھا اس نے گوار سنہائی اور خاموشی سے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف چل پڑا۔

شہر نے ایک چملاٹک ماری اور اس کے سر پر سوار ہو گیا اور گوار کے دارا اڑوھا کے منہ میں کیا اور گوار کے دارا اس کی دونوں آکھوں میں بھی کئی اڑوھا لے اور پھر سناٹا کر دوز سے بھنکار ماری تو اس کی شیطے دور تک گئے اور پوری فضا قفلایا اور رضوان نے ایک زبردست دارا اڑوھا کے منہ پر کیا اور اڑوھا ترپے لگا وہ کافی دیر تک تیار باہر بھڑکنا ہو گیا رضوان نے اس اڑوھا کا خون بولس میں ڈالا اور غاری طرف روانہ ہو گیا وہ کئی گھنٹے کے سفر کے بعد غار میں پہنچا تو بوڑھا اس کا ہاتھ رضوان نے جب خون کی بولس بوڑھے نے رضوان کے ہاتھ میں دیکھی تو بہت خوش ہوا ہے مجھے آپ کی پہلی شرط پوری ہوئی رضوان نے خون کی بولس بوڑھے کو دیے ہو وہ کہا بوڑھے نے خون کی بولس اس سے لی اور بیٹنے کو کہا وہ بوڑھے کے سامنے بیٹھ گیا تم بہت بھاری کام کیا ہے اب تم نے میری دوسری اور آخری شرط پوری کرنا ہوئی بوڑھے نے کہا بابا آپ مجھے اپنی آخری شرط بتائیں مجھے کیا کرنا ہو میری آخری شرط یہ ہے کہ تم نے مجھے سوسال پرانی کو پڑی لار کر دینی ہوگی کو پڑی میں نہیں رات کے وقت جانا ہوگا تاکہ سورج کی روشا اس پر نہ پڑے بوڑھے نے اپنی بات مکمل کی لیکن بابا مجھے سوسال پرانی کو پڑی کس قبرستان سے ملے گی رضوان نے پوچھا۔

رات ہونے دو میں نہیں خود قبرستان پہنچا دوں گا بوڑھے نے کہا اسی طرح دن گزرتا گیا اور ماری میں رضوان بوڑھے کے سامنے بیٹھا تھا اور بوڑھا آکھیں بند کئے نہ نہی میں جس نہ بھر ہا تھا ایک ہی بوڑھے نے اپنی آکھ کوئیں میں نے اس قبرستان کا پیدہ کر لیا ہے تیار ہوتا میں بوڑھے نے پوچھا میں بابا میں تیار ہوں رضوان نے کہا کیا بات یاد رکھنا دوں میں قدم قدم پر خطر ہے اس قبرستان میں جنوں اور چڑیلوں کا بھی گہرا ہے قبرستان کے آخر میں جو قبر ہے وہ تمام قبروں سے بوڑھے نے صرف اسی قبر میں سوسال پرانی کو پڑی ہے بوڑھے نے تفصیل بتائی کہ بابا آپ مجھے اس قبرستان میں پہنچا دیں رضوان نے کہا ٹھیک ہے تم اپنی آکھیں بند کر بوڑھے

نے کہا لیکن بابا میں قبر کس چیز سے گھوڑوں کا رضوان نے پوچھا بوڑھے نے اپنا ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لوہے کی سولہ کی سلاخ آئی یہ لوہا اس کے ساتھ تم آسانی سے قبر کو دھکے بوڑھے نے وہ سلاخ رضوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

رضوان نے وہ سلاخ بوڑھے سے لے لی اپنی آکھیں بند کر بوڑھے نے کہا تو رضوان نے اپنی آکھیں بند کر لیں بوڑھے نے منہ میں کچھ بڑھ کر اس پر چوکھک ماری تو اس کی ایک چملاٹک اب اپنی آکھیں کھول دو بوڑھے کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس نے اپنی آکھیں کھول دیں وہ ایک قبرستان میں کھڑا تھا جائیداد کی روشنی باہر طرف پھیلی ہوئی تھی عایدی روشنی میں رضوان کو ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی اس نے ادھر ادھر دیکھا اسے کوئی شے نظر نہ آیا تو وہ آگے چل پڑا وہ مختلف قبروں کے درمیان میں سے گزرتا ہوا جا رہا تھا اس قبرستان کی تمام قبریں بڑی بڑی تھیں وہ اچھی خود ہی آگے کیا ہوگا کہ اسے سامنے پیچھے کسی کو جو دیگ کا احساس ہوا اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کی آکھیں ملکی کی ملکی رہ گئیں اس کے پیچھے کی تمام قبریں پھٹ چکی تھیں اور مردوں کی قبروں سے باہر بیٹھے خوفناک لگاؤں سے گھور رہے تھے وہ کافی دیر تک خوفزدہ کھڑا تھا انہیں دیکھ کر باہر اس نے اپنے آپ کو سنہائی اور آگے بڑھ کر پڑا وہ قبرستان کے آخر میں پہنچے اسے بوڑھے کے پاس پہنچا اس نے جب پیچھے دیکھا تو تمام قبریں میں پھٹ چکی تھیں اور مردوں سے قبروں سے باہر بیٹھے ہوئے اسے گھور رہے تھے اس نے اپنی نگاہیں وہاں سے ہٹائی اور بڑی تیزی کی طرف متوجہ ہوا جو بالکل صحیح سلامت تھی حیرت ہے اور تمام قبریں میں پھٹ چکی ہیں یہ قبر کیوں نہیں کھلیں۔

رضوان نے دل میں سوچا اور پھر سلاخ سے قبر سے مٹی ہٹانے لگا کافی مدت کے بعد اس نے قبر سے مٹی ہٹائی وہ دیکھ کر ہلکا ہوا اور کو پڑی لے قبر سے باہر آیا تو یہ دیکھ کر ہلکا ہوا کہ وہ مرد ہے جو پہلے اپنی قبروں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اب وہاں نہیں تھے

اور تمام قبریں مٹی کی جو پھٹ چکی تھیں اب صحیح سلامت تھیں جو اب اس نے پیچھے دیکھا تو کانپ کر رہ گیا۔ اس کے پیچھے جس قبر سے اس نے کو پڑی نکالی تھی اس کو پڑی کا دھڑ پیچھے کھڑا تھا اس دھڑے رضوان کو پکڑنے کی کوشش کی تو رضوان نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا اس کو اپنے پیچھے کسی کی کے دھڑے ہوئے قدموں کی آوازیں آ رہی تھیں وہ بھاگتا ہوا قبرستان سے باہر آ گیا جب اس نے پیچھے دیکھا تو پیچھے کوئی بھی نہ تھا خوف سے اس کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے کو پڑی کو اس نے سنبھلی کے ساتھ پکڑ کر کھڑا تھا اپنی آکھیں بند کر لے بوڑھے کی آواز سنائی دی اس نے اپنی آکھیں بند کر لیں تو اسے ایک جھکا لگا اس نے اپنی آکھیں کھولیں تو وہ بوڑھے کے سامنے کھڑا تھا وہ اب بھی خوف سے کانپ رہا تھا یہیں بابا میں نے آپ کی دوسری شرط بھی پوری کر دی رضوان نے وہ کو پڑی بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یتیمو بوڑھے نے دھوکہ پڑی لینے ہوئے کہا وہ بوڑھے کے پاس بیٹھ گیا۔

بابا میں نے آپ کی دونوں شرطیں پوری کر دیں ہیں اب آپ مجھے جادو دکھائیں رضوان نے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تم اس وقت کو پڑی کی دھڑے غور سے دیکھ رہا پیچھے تم مجھے یہ بتاؤ کہ کچھ جادو کیوں سیکھنا چاہتے ہو؟ آخر تمہارے ساتھ کیا کیا ہو ہے جو تم جادو سیکھنا چاہتے ہو؟ بوڑھے نے اس نے کو پڑی کی ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا بابا میں اپنے باں باں اور میں کانہ کے ساتھ کیا گاؤں میں رہتا تھا اب ایک سکول میں منتقل ہوا اس نے ایک مٹس میں کام کرتا تھا ایک دن جب میں آؤں اسے داکھ آئی آقا تو ای اور نہ بہت زیادہ پریشان نہ رہی میں نے اسی سے پریشانی کی وجہ پوچھی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ بیٹا آج سات دن ہو گئے ہیں ایک جن ہمارے گھر آتا ہے اس نے اپنا نام نوش بتایا میں نے اس کی شکل بہت ہی خوفناک ہے وہ دوزخا آکر نہیں نکلی کرتا ہے وہ آج بھی آیا تھا وہ آج سے تھا وہ کبہر ہاتھ کر دیکھ لی اسے اور نہ کھڑا تھا کھلے جانے گا اور اگر کوئی

اس کے راستے میں آئے گا تو وہ اسے مار دے گا میں اس کی باتوں کو سمجھ رہا تھا میں وہیے تو جنوں بھجوں پر یقین رکھتا تھا کہ وہ آج کے زمانے میں بھی ہوتے ہیں اور پہلے بھی ہوتے تھے لیکن میں اس بات کو نہیں مانتا تھا کہ وہ آج کے زمانے میں بھی انسانوں کو تنگ کرے ہیں۔

ہلاؤ گا۔" اب اندر آتا ہوں ہے کی جی کی آواز آئی تو وہ
بھاگ کر آدھے گھنٹے کے بعد روانہ ہو کر آئی ہے جی کی
آواز آئی تو وہ بھاگ کر گارڈ میں داخل ہو گیا جہاں وہ غار
کے اندر پہنچا تو اس کے منہ میں سے ایک چمک چمک
کیکنگ سنٹر ہی جگمگ رہا تھا سامنے ہی بڑھا حوٹن میں اس
پڑے تو اس کی آخری سانس لے کر وہ بڑھا حوٹن سے باز
ہو کر دھڑ دھڑاؤں آگئی وہاں جلدی سے پڑا ہے
کے پاس گیا جہاں اس نے افسوس جن کو بھلائے میں کیا صاحب
ہو گیا تھا قتل میں اسے کڑھار دیا بھولا گیا تھا کسی
بچے سے اس نے جھگڑ چلے کے دوران ہی اپنا دار
کر دیا۔ اور اس کے دار سے بچا نہ سکا تم نے اس
کو پھونکا ہے براہیک چلے کر ہے تم میرا خون لیو میری ساری
تھائیں اور میرے جانی میں جڑی میں بھجوت ہیں وہ
تھائیں تھیں میں ہو جائے یہ میرے کراس ہے اپنا ہارو
میں اس کی طرف بڑھا جا جس سے خوف بہرہ دار حوٹن
کی ایک نظر ہو کر اس کی طرف دیکھا اور ہو کر کے بازو
سے منہ لگا کر خون چنے لگا اس نے تھوڑی دیر بعد منہ
کھینچ کر دیکھا تو ہونے کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اس کی
وجہ جسم کا ساتھ چھوڑ کر تھیں تھیں زمین
میں چھوڑ کر اس کا خون گرا ہوا تھا اس نے منہ کے ساتھ
دونوں کوصاف کرتے ہوئے کہا۔

آپ کو سب کچھ بتائے گی اگر کھوپڑی سرخ نہ ہوگی تو آپ کا چلنا کام ہو جائے گا پھر آپ نے چائیس راتوں کا چلنا کرنا پڑے گا پھر اس چڑیل نے رضوان کو درد بتایا اور غائب ہوگی رضوان نے یوز سے کی لاش کو اٹھایا اور باہر جا کر دفن کروایا اور بوڑھے کو دفن کرنے کے بعد عمار میں آ گیا رات ہو چکی تھی رضوان نے آگ جلائی اور اپنے گرد حصار بنا کر چلنے شروع کر دیا۔

ہماری پڑی ہے کہ وہ قاف کے مغربی حصے پر اس خوش جن کی حکومت ہے جس حصے پر خوش جن کی حکومت ہے وہ ایک شہر ہے اس شہر کا نام شہرستان ہے اس شہر کی تمام عمارتیں منہرے رنگ کی ہیں جسکی ان عمارتوں پر سورج کی روشنی پڑتی ہے کہ وہ عمارتیں سورج کے طالعوں جیسکے سرے ملتی ہیں اس جن کی خوشی ہے وہ آپ کی بہن پر جوئے دن کا چندر کر رہا ہے جس کا چاند نیل ہو گیا مگو وہ آپ کی بہن کو لاکر اس کا خون ان عمارتوں پر ڈالے گا تو وہ اور بڑا دہ منہرے رنگ کی ہو جائیں گی وہ ہر سال انسانی دنیا سے ایک لڑکی اٹھا کر لے جاتا ہے تو دہ منہرے رنگ کے لڑکی کا خون ان عمارتوں پر ڈالتا ہے تو دہ منہرے رنگ کی ہو جاتی ہے وہ آپ کی بہن پر چندر کر رہا ہے اس کے طے کو ماٹھ دن ہو گئے ہیں صرف میں دن کا چل رہا گیا ہے اگر آپ اپنی بہن کو بھانا چاہتے ہیں تو آپ کو تیس دنوں میں اس خوش جن کو کھڑے کرنا ہے سرخ کھوپڑی نے تفصیل سے کہا اور خاموش ہو گیا چھٹا منہرے ہوا کہ میں اس جن کا خاتمہ کس طرح کر سکتا ہوں۔

رمضان نے یہ سچاں شہر میں خوب صورت باغچے اور نہر کی بھی ہیں جن میں فورے چل رہے ہیں جو فورے کا پانی لکین کے لیے کوئ سرخ رنگ کا کوئی بزرگ کا اور کوئی زور درگ کا اگر اس جن پر سرخ رنگ کا پانی ڈالا جائے تو وہ جل جائے گا سرخ کھوپڑی نے بتایا اور عجب ہوئی چاہو رمضان نے کہا کہ سرخ کھوپڑی نے اڑتی ہوئی تعجب ہوئی۔ رمضان نے ایک اور مختصر ہوا تو ایک ہونے حاضر ہوا اس کا نام رسل جن تھا رمضان نے اس سے کھانا منگوایا اور کھانا کھا لے گا کسانے سے فارغ ہو کر اس نے دوبارہ رسل جن کو حاضر کیا۔ کھانے سے میرے آقا رسل جن نے سر جھکا کر کہا کیا تم مجھ کو قاف پہنچاتے ہو رمضان نے کہا کیا میں نہیں آپ میرے ہاتھ پر بیٹھ جائیں میں اس کو قاف پہنچا دوں گا۔

خون کی پیاس

تحریر: ایم آفریدی

نہ جانے کتنی صدیوں کے بعد اس انسانی خون کی پیاس کو زندگی کی رقی مل گئی جس نے اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور آزاد ہوئی۔ انسانی زندگی سے پہلے شروع ہوئی۔ اس نے لوگوں کا بے دریغ قتل عام شروع کر دیا اور برسوں کی پیاس کو بجھانا شروع ہو گئی۔ اس کے پہلے بھی اس سے کم نہ تھے۔ ہستیوں کی ہستیوں کو اجاڑ کر رکھ دیتے اور لوگوں ڈراتے دھمکاتے اور خوفزدہ کرتے۔ غربت کے ہاتھوں لئے ایک شخص نے اس غلہ دار کا رخ کیا اور خوشی و پیاس کو ایک ساٹھ کے ساتھ مل کر جادوئی کتاب کے ذریعے آزاد کر دیا۔ یہ کام جو آج تک کوئی بھی نہیں کر سکا تھا اس نے کر دیا تھا لیکن اس نے جو کچھ سوجھا تھا اس کے برعکس ہوا اور اس کو بجائے اس کی شرائط پوری کرنے کے انہوں نے اس کو قتل کر دیا لیکن ظلم کو ایک دن ختم ہونا ہوتا ہے اور ایک نوجوان کے ہاتھوں ان کا خاتمہ ہوا۔ خوفناک دیوی کیسے مادی گئی، ساٹھ کیسے مارا گیا اور موت اور زندگی کے درمیان تپ اور پائل کے درمیان خوفناک جنگ، ایک خوف اور دہشت سے بھرپور جگہ داستان جس کو بڑھنے کے بعد آپ کی آنکھوں میں آسوں کے ساتھ خوف، درد اور ہجرت بھی ہوئی ایم آفریدی کے قلم سے لکھی ہوئی خوفناک

اتصال ارے او اماں! کدھر ہے تو؟ کیا ہے راجو! جو کیوں شور مچایا ہوا ہے۔ آرام سے کیا نہیں بیٹھ سکتا۔ راجو جو کہ اپنی ماں کو آوازیں دے رہا تھا۔ آگے سے اس کی ماں کی گردن آواز کی توہم کر بولا۔ اماں بہت زردوں کی بھوک لگی ہوئی ہے۔ کچھ دے دے نہ ناں۔ ارے راجو جرت ہے ابھی تو کچھ دیر پہلے تو نے کھانا کھایا تھا، اتنی جلدی دوبارہ بھوک لگ گئی ہے کیا؟ تعجب ہے پیٹ نہ ہوا امیر محمد کی نہیں ہوگی۔ ارے اماں! کیا اب بھی بھوکا نہ ہوں دو دن سے کچھ نہیں کھایا۔ رات کو بھی تو نے پہلا کر سلا دیا تھا۔ یہ بات کہہ کر راجو کی نہ جانے آواز کیوں ہر بڑا کی اور چھرہ وہ جگہ جگہ کر دنا شروع کر دیا۔ رضیہ بیگم جو کہ راجو کی ماں تھی، اسے بیٹے کو اس طرح جگہ جگہ کر دنا نہ دیکھ کر اور اس کے اندر یکدم ہستیا کا جذبہ جاگ اٹھا اور بے اختیار راجو کو اس نے اپنے سینے سے لگا لیا اور قتل دینے لگی اور بولی مہر کہ میرے بیٹے بھی اللہ ایسے

دن بھی وکھائے گا۔ یہ تو دو دن ہیں ہم تو کئی دن بھوکے دے لیکن آف تک نہ کی۔ ماں نے بھوکہ اسل میں رضیہ خود بھی تین دن کی بھوک لگی۔ ان کے اس جھوٹی فوٹو نما گھر میں کھانے پینے کا ایک کلو بھی نہیں موجود تھا۔ سلطان جو کہ راجو کا باپ تھا، مزدوری کے لئے ہر روز نکل جاتا لیکن مہال ہے کہ کوئی مزدوری ہاتھ آتی اور سارا دن بھوکا پیاسا جھومتا رہتا لیکن شاید اس کے تعصب میں مزدوری نہیں تھی اور مجبوراً رات کو خالی ہاتھ گھر کو لوٹا لیکن گھر پہنچنے ہی اپنا مایوسانہ رویہ قسم کر دیتا اور خوشی کے انداز میں کب شپ لگاتا اور بیوی اور بیٹے کو پہلا کھلا کر سلا دیتا اور خود ساری رات اس پریشانی میں گزار لیتا کہ وہ اپنی بیوی اور بیٹے کو کیسے کھلائے پلانے گا اور اسی سوچ و بچار میں اس کی آنکھ لگ جاتی اور دوسرے دن پھر وہی معمول اور سارا دن در بدر کی ٹھوکریں سلطان اندر سے کھر سکا تھا حالانکہ وہ پڑھا

لکھا تھا، لی اسے کیا ہوا تھا لیکن دین کے ملکی حالات کسی غریب کو سمجھ اور دین کے زندگی اور اچھا کھانا اور اچھے رہن میں کرتا ہوا کیسے دیکھ سکتے ہیں اس لئے غریب روزانہ جو کھا پیمانا زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔

صبح ہی صبح سلطان گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ رضیہ اور چھوٹے سے بیٹے راہو کو لے کر کہہ دیا آج ضرور کچھ نہ کچھ لے کر آئے گا۔ رات کو رضیہ نے غریب ہی گاؤں سے کچھ باگ کر لائی اور دونوں ماں بیٹے نے اپنی بھوک کو ختم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ سلطان صبح ہی صبح رات کو چوری کرنے کے لئے کسی اچھے سے گھر کو دیکھنے کی غرض سے نکلا تھا۔ معلوم منزل کی طرف گاؤں اور سلطان کا بلی ارادہ تھا کہ وہ اپنے گاؤں کے علاوہ کوئی اور گاؤں جانا چاہتا تھا کیونکہ ان تمام اس پر آئے تھے۔ گاؤں کی حدود سے نکل کر وہ جنگل میں داخل ہو چکا تھا۔ چلتے چلتے اچانک سلطان کو کھانوں کی خوشبو محسوس ہوئی جیسے کسی کی شادی ہو۔ سلطان چونک کر اس سنان جنگل میں دیکھنے لگا لیکن اس کو کوئی بھی ایسے جگہ دیکھ نہ پائی جہاں سے وہاں اقامت یا دیوان میں چاؤں کیسے نظر آئے۔ وہاں یہاں سے کھانا کوئی انسان بھی نظر نہیں آتا اور پھر اچانک اس نے سر جھٹک کر آگے کی طرف مشورہ کر دیا۔ ابھی وہ چلا ہی تھا کہ ایک دفعہ دوبارہ خوشبو تیزی سے اس کے فشتوں میں داخل ہوئی اور دوبارہ چونک گیا لیکن پھر چل کر پائین اس دفعہ خوشبو اس کو محسوس ہوئی لیکن سلطان نے اس رخ کو بھی محسوس کر لیا اور تیزی سے جھانپوں میں داخل ہو گیا۔ کچھ دیر چلا ہی تھا کہ اس کو اپنے آگے ایک میدان نظر آیا اور میدان کو دیکھ کر سلطان کے ذہن میں خیال آیا کہ لگتا ہے یہاں بہت ہی زیادہ گنواں کائی گئی ہیں تب جگہ صاف ہوئی ہے۔ پہلے یہ جگہ ایسی تھیں لیکن اچانک اس کی نظر اس خوشبو محسوس کرتے ہوئے مزی تو تیرا گئی سے اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

میدان میں ایک بہت ہی لمبا خرخاں لگا ہوا تھا

اور انواع و اقسام کے کھانے اس پر تے ہوئے تھے اور ایک بڑا سا آدمی خرخاں پر بیٹھا کھانا کھا رہا تھا۔ سلطان بھی کائی دلوں کا بھوکا تھا کھانے کو دیکھتے ہوئے اس کی بھوک چمک پڑی اور وہ دیر فرما رہا ہوا اور بے طاہانہ نظروں سے خرخاں کو دیکھنے لگا لیکن پھر غیر ارادی طور پر اس کے قدم اس کی طرف چل پڑے اور جا کر اس بوڑھے کے سامنے کڑا ہو گیا اور لپٹائی ہوئی نظروں سے ان کھانوں کو دیکھنے لگا لیکن خود راہی جو کہ اس غریب سلطان کے خون میں دوڑ رہی تھی، وہ رک رہی کی روشہ دھچکی کی طرح جھپٹ پڑتا اور چند ہی لمحوں میں کھانے کو چٹ کر جاتا۔ اچانک اس بوڑھے نے اپنی نظروں کو اوپر اٹھایا اور سلطان کو دیکھنے لگا جو کہ ان کھانوں کی طرف ٹھوکر تھا۔ اس بوڑھے شخص نے بڑے غور سے سلطان کو دیکھنے لگا لیکن سلطان کے چہرے کو پر دہا رہا ہو اور اس کی بھولی زندگی کے حالات پر نظر دوڑا رہا ہو۔ اس کے چہرے پر کسی رنگ آئے اور چلے گئے اور ایسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں گھومیا ہو اور اس کی منٹوں کے بعد اس نے ایک لمبی سانس خارج کی اور اس وقت اس کے چہرے سے مہمان کا وہہ نظر آ رہا تھا اور پھر اچانک اس بوڑھے کے بد صورت چہرے پر شیطانی مسکراہٹ قس کرنے لگی۔

”کیوں رہے بالک! ارے کیا دیکھ رہے، کیا بہت بھوک لائی ہے بالک تے کوں..... آ جا کھانے کھا لے تو ہے تیرے تیرے لئے..... جلدی کھا جلدی کھا۔ سلطان جو کہ اس بوڑھے کی باتوں سے اس کی طرف متوجہ ہوا تھا اسے دیکھ کر حیران ہو گیا کیونکہ وہ شخص کھانے میں لگا ہوا تھا اس لئے اور دوسرا سلطان بھوک کی وجہ سے اندھا ہو گیا تھا اور اس کو تو صرف کھانے کی نظر تھی، اور کہہ دے یہ نیاز تھا۔ اس شخص کو دیکھتے ہی چونک گیا۔ کیا۔ جب سے چھوٹے قد کا انسان تھا، سو کھا بدن اور گٹھا ہوا سر۔ گلے میں بہت سے منے بڑے ہوئے۔ اس بوڑھے کی شکل دیکھنے کے بعد سلطان کو

عجیب کی گفت ہوئے لگی۔ بندر کی طرح ابھری ہوئی بیٹھائی، سانولا رنگ اور سب سے خاص اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں بھولی ہوئی عجیب کی پر اسرار چمک اور خاص اور عجیب بات کہ وہ دیکھ کر بجائے حیران ہوں گے مسکرا رہا تھا اور چھوٹی چھوٹی ساپ جیسی خنجر ناک آنکھوں سے نکلے ہوئے گھر رہا تھا۔ سلطان کو خجائے کیوں اپنے بدن میں ایک زبردست جبر جبر سی ہوئی محسوس ہوئی اور مزاح کی ہڈی میں ایک مہولہ درد دھڑکی محسوس ہوئی اور ایک خوف سا ہونے لگا لیکن جبرت ناک بات کہ اس بوڑھے کے دیکھنے کے بعد بھوک میں آگے سے زیادہ اضافہ ہو گیا جیسے اس نے گاڑی کی پیٹنگ کو تیز کر دیا ہو مجھے اپنے آپ پر کنٹرول مشکل ہو گیا۔ کیا کہے بڑھ چڑھا کہ بے فکر کر دیجئے۔ اس کی باتوں سے آواز ابھری جو کہ اس کی شخصیت سے ہم آہنگ تھی تھی۔ سلطان نے جواب دوبارہ بڑے پر اسرار شخص کی آواز کی جانب متوجہ ہوا اور پھر بڑی مشکل سے اپنے منہ سے چند آوازیں اور الفاظ نکالنے میں کامیاب ہو سکا۔ کون ہو تو تم؟ سلطان نے کہا۔ لیکن اس سوال کے جواب میں اس نے خود بڑے کی مسکراہٹ اور کہی ہوئی گارنٹی پھر اپنی خوشحالت آواز میں بولا۔ جو کوئی بھی نہیں ہیں تمہارے کام کے اچھا اب چھوڑ دے ان باتوں کو بالک اور جلدی سے آ جا اور کھانا کھا لے، سوچ کیا رہا ہے؟ یہ سب تیرے لئے ہی ہے۔ سلطان جو کہ بوڑھے سے اس جواب سے خوفزدہ اور حیران سا ہو چکا تھا، اس کے ساتھ کھانے کے بارے میں سوچنے لگا اور دل اور ذہن دونوں اس کھانے کو کھانے کا کہہ رہے تھے لیکن کھانے کیوں اس کی بھوک اور زیادہ بڑھ گئی اور آخر کار نہ چاہتے ہوئے بھی بھوک کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے اور جلدی سے سلطان نے اس جگہ دوسرے خرخاں پر بیٹھ کر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ سلطان بڑے سے بھرے انداز میں کھانا کھا رہا تھا جیسے اس سے اس کھانے کو کوئی چیزیں دہا ہو اور بوڑھا بڑی شیطانی مسکراہٹ سے

سلطان کو گھور رہا تھا۔

کھانا چونکہ سلطان نے کئی دنوں سے نہیں کھایا تھا اس لئے اس نے بیچ کی ہجر کھایا اور بے کھجک کھایا کہ شاید پھر بھی کھانے کا درد ہو سکے بھی کہ نہیں۔ کھانا ختم کر کے سلطان نے یکدم اس بوڑھے سے سوال کیا کہ بابا جی آپ کون ہیں۔ کیا کوئی بڑے ہو یا بہت بڑے ساہو ہو گیا ہو؟ سلطان نے اس بوڑھے سے جواب دیا کہ اندازہ لگاتے ہوئے سو سال کیا۔ تجھے کاہے لگے؟ بوڑھے شخص نے بھی جواب دیا کہ تجھے تو سوال کیا تو ہے اختیار سلطان کے منہ سے نکلا تھا تو آپ کوئی بہت بڑے ساہو گھر رہے ہو۔ تو بھی بھولو ہاں میں ہیں بہت بڑے ساہو یعنی کرام ناس نام ہے ہمارا اور ہم تمہاری سید کر کے آئے ہیں اور ہم ہی نے تجھے یہاں بلایا ہے۔ کیا سلطان نے اس بوڑھے ساہو کی باتوں سے متاثر ہو کر اس کے دریاغ میں بھٹی کی چمکی اور خیال آیا کہ یہ ساہو کیسے کام کا نکل آئے تو وارے نیارے ہو جا میں گے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ اپنا تمام کام بنیں بھولوں سے کر دیتے ہیں۔ کیوں نہ اس اپنے کسی کام کروائے جائیں اور پھر سامنے خیالات ذہن میں جاگ اٹھے۔ جن کے تصور میں وہ پوری رات سوچتا رہتا۔ اسے وہ چھوڑے کیا نام کے تیرا؟ بوڑھے نے پوچھا اور آج تو کس کام کے لئے نکلا تھا؟ بوڑھے کے اس سوال سے سلطان حیران سا ہو گیا۔ بوڑھا پھر بولا میں تانوں یا تو خود بتائے گا۔ سلطان نے سوچا۔ لگتا ہے کہ یہ کوئی بہت بڑا ہوا ہے چھپانے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا پھر سب کچھ بتا دیا جائے اور سلطان نے اپنی روداد سنا شروع کر دی۔ میرا نام سلطان ہے، اپنی محنت اور مال باپ کی کوششوں سے بی اسے فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ قریبی گاؤں میں رہتا ہوں، میرا والد بھی مزدوری کر کے پیٹ پاتا تھا اور اپنے والدین کی اگلی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کی ساری امیدیں مجھ سے وابستہ تھیں۔ میرے والد کے انتقال کے بعد گھر کی تمام ذمہ

ایسا لگا جھ پڑا آئیں۔ کچھ عرصہ میں والدہ بھی فوت ہو گئیں، گھر کی بیچ پڑی قسم ہو چکی تھی، اپنا گھر کچ کر کرمان پر ایک گھر لیا، کچھ کچھ قرض داروں کو دے دیئے۔ کراہے ادا نہ کرنے کے باعث مالک مکان نے گھر سے نکال دیا اور پھر دوستوں کی مدد پر مجھے ایک گاؤں سے دور جمپوڑی ٹی ٹی اور اس میں رہنے لگا۔ سارا سارا دن پھرتا اور کچھ نہ کچھ کام کر کے اس معاوضے سے پیٹ پاتا لیکن وہ دن بڑے اذیت ناک تھے کراچیا تک ایک دن مزدوری کرتے کرتے مجھے شام ہو گئی اور سیر سے چل دیں وہاں آئے گا کہ ایک ماٹھ سے آئی ہوئی گاڑی نے ایک نوجوان لڑکی کو جو کہ پیدل کھان سے اس گاڑی کے سامنے آئی تھی ٹکڑ مار دی اور جلدی سے اس گاڑی والے نے اس زخمی لڑکی کو چھوڑا اور بھاگ گیا۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن ہر طرف سنسنائی پھیلی ہوئی تھی۔ جلدی سے آگے بڑھا اور اس دو تیزروہ کو اپنے کندھے پر اٹھا یا اور تیزی سے اپنی جمپوڑی کی طرف بڑھنے لگا جو کچھ ہی دور تھی۔ اس لڑکی کے خون سے میرے کپڑے ترو ہو رہے تھے۔ جمپوڑی میں پہنچ کر لڑکی کے کندھے سے میں نے اس زخموں پر نگہ لگی اور اپنی پلینٹا رہا۔ جلدی میں نے بہت سے زخموں کو باندھ دیا اور پھر اس کو ایک گرم بستر میں لٹا دیا۔ وہ زمین دن کے بعد اس لڑکی کو ہوش آیا تو اپنے لگ رہا تھا کہ وہ اپنی بادشاہت کو بھی جتنی کیونکہ اس کے سر میں بہت زیادہ ذخم لگ گئے تھے۔ اس لئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میں نے اس کے ساتھ ہی ایک کٹاج کیا اور اس کا نام رضیہ رکھا اور ایک سال کے بعد ہمارے پاس راجا نام کا ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا۔ اب میرے گھر میں تین افراد آگے تھے۔ دو بیٹن دونوں سے ہم بہت محبت جوئے تھے لیکن کوئی مزدوری پر نہیں رکھ رہا تھا اس لئے آج رات کو چوری کرنے کا پروگرام بنایا اور اس وقت اس گھر کو دیکھنے جا رہا تھا۔ جہاں پر میں نے چوری کی ہے کہ ایک چائے اس طرف نکال آیا۔ یہ کسی میری داستان۔ ساھو بابا سلطان نے

خون کی پیاس

138

تھکے ہوئے انداز میں کہا۔

رام نرائن سلطان کی پوری داستان سننے کے بعد بجائے اظہار افسوس کے مسکرایا اور بولا۔ اے میرے مودھ تیرے نصیب میں تو حکمرانی ہے اور تو ذریعہ اور مزدوروں کے پیچھے اور چوری کرنے کے خیالات سوچتا ہے۔ تیری ہر خواہش پوری ہوگی باگ! شہزادہ بن جائے گا جو جہنم سے نکالے گا وہ پورا ہوگا۔ حکمرانی کرے گا حکمرانی بول منظور ہے۔ سلطان اس بوڑھے ساھو کی باتیں سن کر بولے ایسے کن رہا تھا کہ مجھے وہ بوڑھا کسی اور سے گفتگو کر رہا ہو سلطان سے نہیں۔ کہتے ہیں کہ غربت کے ہاتھوں لے ہوئے کو اگر سوسو چھ کر کے پیسے لینے پر خوش ہے تو وہ اپنے آپ کو چھ کر کے پیسے لینے پر خوش ہے تو وہ اپنے آپ کو یہی حال سلطان کا بھی تھا کہ اس کو بوڑھے کی باتیں اپنے دل میں اتار لی ہوئی محسوس ہوتی تھیں اس لئے اس نے اخیر سوچے کچھ اپنے آپ کو اس بوڑھے ساھو کی غلامی میں دے دیا۔ بابا سلطان کا اتنی آسانی سے بوڑھے کے قابو میں آ جانا بڑا عجیب سا تھا اور اس بوڑھے کی آنکھوں میں تو خیریت ناچ رہی تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی اس لئے کھٹے سلطان سے وہ مستقبل قریب میں بہت سے ناجائز کام لینے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن اس کے لئے اس کو بڑے آرام سے شکار کرنا تھا۔

یہ ایک بڑے اور مضبوط پہاڑ میں جو کہ معلوم جزیرے پر تھا اس کا منظر ہے اور اس کے ایک سائین پر ایک بہت بڑا غار بنا ہوا ہے۔ اندر کا منظر بڑا ہی ہیبت ناک ہے۔ جگہ جگہ انسانی ڈھانچے اور ادھری بیٹی لاشوں کے ڈھیر موجود تھے اور ان پر جگہ جگہ خنزوار چوہے، سانپ اور چھوٹے چھوٹے ہوتے تھے۔ ہر طرف خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا۔ غار چونکہ آگے کی طرف کسی سانپ کی طرح تل کھاتی ہوئی خاصی لمبی تھی اور سب سے خرابی والی جگہ وہ دھت سے ہلک کر دینے والی منظر تھا کیونکہ وہاں ایک بہت بڑا بت اس طرف بنا ہوا

تھا کہ اس کی شکل دھت سے وہ کسی چیلر سے مشابہت کر رہا تھا اور حیرانگی کی بات کہ خون سے وہ اس طرح سرخ نظر آ رہا تھا کہ جیسے کسی شہت پوست کے انسان کو ذبح لگائے جائیں تو خون اس کے جسم پر سواکھ جائے لیکن اس بت کے اوپر تازہ خون جس سے دھواں اٹھ رہا تھا اور گرد کے ہاتھوں میں قریب ہی چند لڑکے اور لڑکیوں کے جرم بد سے ہوئے تھے اور ان کو کسی نے بے دردی سے ذبح کیا ہوا تھا۔ اس بات کے آگے بھی ایک پیالہ میں تازہ خون موجود تھا اور ایک شخص اس بت کے آگے سجدہ میں پڑا کچھ عجیب و نامالوسی اس آواز میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ پھر ایک ایک اٹھا اور وہاں آواز میں بولا۔ اے آقاے چیلر دیوی..... میری بیٹی کو قتل کر اور میری مزار کو خراب کر دے اور ابھی زندی دے اور اس دنیا میں تیرا جھنڈا بلند کرنے کی قوتیں دے اور ساری دنیا کی بادشاہت تاکہ پر روز تھ کہ اس طرح کی بیٹی دی جائے۔ اس پر سارا شخص کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کی دیر میں کہ ایک ایک لڑکا بوا اور ہر طرف اندھیرا پھیل گیا۔ غار میں ایک ایک ہر طرف بڑی عجیب سی کھٹیاں نظر آئیں اور بہت سی آوازوں نے ہر طرف شور مچایا ہوا تھا جیسے گداز، گداز، بھیرے، بلایاں اور کتے ایک ساتھ کچھ چڑھ رہے ہوں اور کھلی کی چٹکیں اندر سے میں اور بھی برافراں جاری تھیں کہ ایک ایک اندھیرا قسم ہو گیا اور ہر طرف خاموشی کا راج ہو گیا اور اب کا منظر بڑا ہی عجیب کیونکہ نہ اب اس بات پر کوئی خاص توجہ تھا نہ لاشیں موجود تھیں نہ اندازاً اس شخص کی بیٹی کی جولو ہو گئی تھی ایک ایک وہ شخص دوبارہ جہد میں گر گیا اور اس بت میں حرکت پیدا ہوئی اور آواز کوئی۔ اے ہمارے بیروکار رام نرائن تم نے ہم کو بہت خوش کیا ہے اس لئے ہم آج تم کو خوش ہو کر ایک مل جو کہ تمہاری جادوئی کتاب میں موجود ہے لیکن پریشیدہ ہے اس کو غلام کر کے ہیں اور مل کو لے کر اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اس مل کی وجہ سے تم ایک بہت بڑی دیوی جس کو ایک بزرگ نے

خون کی پیاس

139

اس پہاڑ کے دامن میں کسی جگہ قید کر رکھا ہے، اس کا تم پتہ لگا لو گے اور پھر ایک مسلمان کے ہاتھوں اس جگہ سے تم اس کو آزاد کرانا تم چلے یا مل پر اکرانے کے بعد اس پر چالیں ہو جاؤ گے لیکن جس وقت تک تم اس کو قید سے نہیں نکال لیتے اس وقت تک تم کچھ نہیں کر سکتے لیکن ہاں جس شخص کا تم نے اس تابوت کو کھلوادے اس کے خون کو لازمی تم نے اس دیوی کو پلوانے کے تاکہ اس کی کوئی ہوئی بھڑاں سالوں سے طاقتیں ختم نہیں دو بار مل جائیں۔ اگر تم نے اس دیوی کو پلایا تو کچھ سبھو کچھ پلایا۔ اتنا کہتی ہی ایک زرد روشنی نکلی اور رام نرائن کے جسم میں سانس کی اور پھر ایک سکوت طاری ہو گیا۔ رام نرائن جلدی سے اٹھا اور اس خون کے پیالے کو اٹھا اور غرا غٹ پینے لگا۔ جب ختم ہو گیا تو مرسی میں خوشی کے قوت سے لگنے لگا جو کہ کسی انسان کے نہیں لگ رہے تھے۔ رام نرائن کے اس کھٹن چاپ کے بعد جو اس نے پھال دیوی کے لئے اپنے پاس موجود اس کتاب سے کیا تھا۔ پورے ایک سوا ایک دن کا تھا لیکن رام نرائن کے چہرے پر کسی کھٹن کا احساس نہیں تھا قہقہے کہ کچھ ہوا ہی نہیں ہو۔ رام نرائن نے چلہ مکمل کرنے کے بعد ایک پیالہ جس میں کچھ عجیب سا گاڑا سا مکول موجود تھا۔ ٹخاٹ فی لیا اور پھر اس کے چہرے پر ایک پراسر اور مسکرات نمودار ہوئی جیسے اس مخلوق کے پینے کے بعد اس کی تمام طاقتیں واپس آ گئی ہوں۔ یہ کھن چاپ اس نے چیلر دیوی کے بت کے سامنے ہی کیا تھا۔ جوئی اس نے اس چلے کو مکمل کیا تو اس کو ایک منظر نظر آیا جو کہ اس پہاڑ کے دامن میں موجود جتنے کے اندر تھا وہاں ایک کنواں تھا جو کہ بند تھا اور اس کے اندر ایک تابوت نظر آ رہا تھا اور اس پر کچھ الفاظ و کلمات کندہ تھے جو کہ یہ بتا رہے تھے کہ اس کی مخالفت کی جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ دیکھنے کے بعد رام نرائن نے ایک زبردست قہقہہ لگایا اور اس غاد سے بار لگھن گیا۔

رام نرائن نے اپنے علاقے میں اپنے علم کی

رشتے سے نظر دوڑائی تو اس کو ایک شخص کا چہرہ نظر آیا جو اس وقت بھوک سے بے حال ہو چکا تھا اور کسی جگہ چوری کرنے کی جگہ تلاش کرنے میں مصروف تھا۔ راجہ نے اس کی جگہ تلاش کرنے کے راستے میں آگیا اور اس نے اس شخص کو قابو کرنا تھا اس لئے اس نے جلدی سے ایک جست بھری اور ایک عتاب کی شکل میں اس طرف جانے لگا جہاں اس کا شکار موجود تھا۔ چند لمحوں میں راجہ نے اپنا چال پھیل کر شکار کے سامنے اس کے انتظار میں تھا اور وہی ہوا۔ وہ شخص بھی سنبھل گیا ہاں آ نکلا جہاں راجہ نے اس سے بہت سے انواع و اقسام کے کھانوں کا دسترخوان لگایا ہوا تھا اور جلدی راجہ نے اس شخص کے بارے میں تمام باتیں معلوم کر لیں اور پھر اس کو اپنی طاقت سے اپنے قیام میں کرنے میں چند ہی لمحے لگے کیوں کہ اگر سلطان کوئی پرہیزگار شخص ہو نماز پڑھ کر قرآن کرنے والا ہوتا تو راجہ نے اس کو منہ کی کھانی پڑتی لیکن یہاں تو صاحب ہی کچھ اور تھا یہاں تو شکار خود شکار ہونے آیا تھا۔

سن رہے ہاں بالک! اگر تو نے میرے احکامات کو پورا کرنا تو میں تم کو بالکل آزاد کر دوں گا کیونکہ تمہارے آگے دولت کچھ نہیں ہے کیونکہ اگر تم چاہیں تو تمہارے ارد گرد ساری چیزیں سنوارا ہیرے، جواہرات بن جائیں گی کوہِ منور میں اس ملک کا بادشاہ بنا سکتے ہیں لیکن یہ سب اگر ہماری تابعداری کر دے۔ راجہ نے اس سلطان کو یہ سب باتیں بڑا تھا تھا اور سلطان کی بچے کی طرح تابعداری کے سے اعزاز میں رہا تھا اور پھر سلطان بولا اسے بزرگ بابا میں آپ کی تمام زندگی تابعداری کروں گا اور میری غلامی کی سوچوں گا میں نہیں کیونکہ اس کے دل میں دلچسپی آگیا تھا کہ ایسے لوگ تو انسان کو واقعی بادشاہ بنا سکتے ہیں اور وہ اس بڑے اور بڑے کے ہر کام سے کوئی کچھ کہہ کر اپنے رب کو بھول گیا اور بڑی کے ہر کام سے ساتھ دینے کا وعدہ بھی کر لیا لیکن اس بد بخت نے اپنے رب سے کبھی یہ وعدہ کیوں نہ کیا کہ میں اب برے کاموں کو چھوڑ دوں گا

اور نیک کام کروں گا اور اللہ سے اپنے کئے کی معافی مانگا کیا ہمارا رب اس کو دے پئے نہیں دے سکتا تھا، کیا اس کو کوئی گناہ گزاری نہیں دے سکتا تھا آپ سوچئے درپاڑا ہوا ساحر ہے جب سلطان کے دل کا حال دیکھا تو وہ بھی اندر ہی اندر خوش ہو گیا کہ واقعی تو ایک دن بڑا آدمی ہے گا۔ شاہ شامیر سے بیڑے بیڑے سے پیار سے بھجی دیتے ہوئے کہا اور کہا چل رہے ہاں بالک اب میرے ساتھ۔ کہاں بزرگ بابا؟ سلطان نے حیرانگی سے کہا۔ چاہے میں تم سے کہیں نہ بزرگ بابا میرے بیڑے کی دلی دیکھ رہے ہوں کہ میں ان کا کیا ہو گا۔ سلطان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ تو ان کی فکر چھوڑ ان کے تم سے بھگیاں ہیں۔ اب تو ان کو بھول جا کیوں کہ خوشی تیرا مقصد ہے والی ہے اس لئے اب چل میرے ساتھ تیرے بیڑے کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ ہاں یہ ہے۔ اب چل اور زیادہ سوالات مت کرنا کہہ کر راجہ نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور ایک طرف چلنے لگا اور اب سلطان نے کوئی سوال نہیں کیا کیوں کہ اس کو نہیں پتہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا کھانا کرے گی۔ اس کا ذہن میں تو اس وقت راجہ نے اس کے قابو میں تھا کہ وہ کیا کر سکتا تھا اس کو کبھی بھی کہ بزرگ بابا اس کے گھر کے خیال نہیں کے لیکن اس کی بھول بھی۔ سلطان کا دل اس کو ایک بڑے خطرے کی اطلاع دے رہا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی بخانے کیوں اس کے ساتھ چل پڑا۔ ایک بہت ہی تاریک عمارت میں دونوں داخل ہوئے یکدم وہاں روشنی بجھ گئی کیوں کہ راجہ نے اسے ایک مندر سے وہاں روشنی پھیلانی تھی تاکہ سلطان ڈر نہ جائے۔ آگے آگے لگے لگے اور وہاں غار کے آخر تک گھر کی طرح ہر طرف بڑے انداز سے سامان رکھا ہوا تھا۔ راجہ نے اس بولا۔ یہ میرا گھر ہے اور میں اس میں رہتا ہوں اور یہ کہتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے سلطان کی طرف دیکھنے لگا کہ جو کہ میری سے چاروں طرف

دیکھنے لگا اور کہا۔ تم آرام کرو اور پھر ایک کام کو جانا بڑے گا۔ میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر راجہ نے اس کے دہان سے واپس مڑ گیا اور سلطان کو وہیں چھوڑ کر خود واپس غار سے باہر نکل آیا اور غار کے منہ پر کچھ بڑا دروازہ غائب ہو گیا۔ اب راجہ نے اس کا شکار اس کے یعنی سلطان کے بیڑی اور اپنے کو بی دینا تھا۔ اس کے لئے راجہ کو وہ بی دے سکتا تھا لیکن اس سے پہلے اس نے ان دونوں کو عبادت خانے میں پہنچانے کی سعی کی تاکہ تاخیر نہ ہو جائے اور پھر راجہ نے اس سے خود پر کچھ بڑھ کر چھوڑا کہ وہ جلدی سے غائب ہو گیا۔ گھر کی تاریک رات کے اندر ایک برسرِ عام راجہ میں راجہ نے اس عبادت خانے میں چلا کر رہا تھا اور اسے قریب ہی مضرب اور اس کا بیڑا راجہ بندھے ہوئے پڑے تھے کیونکہ ان کو راجہ نے اپنے جادو سے بے ہوش کر چکا تھا۔ آگے آگے تھا۔ اب وہ دونوں اندر سے آئے اور دونوں راجہ سے تھے۔ راجہ نے ان کی آواز پر ان کے منہ میں ہی بند کر دی لیکن راجہ نے ان کے پوچھا بات میں غلط نہ ڈالیں اور شو و غل کر کے عبادت خانے کا دروازہ نہ پھینکا۔ گھپ اندر چلے میں اب دونوں کی آنکھیں بانوں میں چھپی ہوئی اور ان کو اپنے سامنے ایک بہت بڑا اور ڈاکٹا بڑا نظر آ رہا تھا اسے جیسے ایک شخص اور ہر طرف بجھتی آسانی بڑیاں آج ان دونوں کو اپنی موت نظر آ رہی تھی۔ اس لئے ان کے آنسو رواں دواں تھے کہ ایک کام میں ان کے لئے اور پیچ کر اٹھایا اور بت کے قدموں میں رکھ دیا کہ آج ایک کام اس کی آواز اس کے منہ سے نکلا شروع ہو گئی کہ خدا کے لئے مجھے معاف کر دو میں مت مارو لیکن راجہ نے اسے زیادہ باتیں کرنے کی اجازت نہیں دی اور ایک بڑے پھل والے پتھر سے اس کی گردن تن سے جدا کر دی اور یہی حال راجہ کے ساتھ بھی کیا۔ سلطان کو پتہ ہی نہیں کہ اس کے بزرگ بابا نے اس کے خاندان کو مصروفی سے ہی ختم کر دیا ہے اور مکمل طور پر ان کو محفوظ کر لیا ہے۔ اب راجہ نے اس کا اور یہ

بکھر کر رہے اور بڑھ ہو گیا اور اندران کو ایک میز پر بیٹھے
اتر کر نظر آئی اور رام نرائن نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور
بغیر سوچے سمجھے بیٹھے چٹھا لگی لگی دی۔ سلطان کے منہ
سے ایک ہولناک چیخ نکلی اور پھر وہ اندر سے تین
دو تپا چلا گیا۔

کچھ ہی دیر میں سلطان کی نظریں اندر سے تین
دیکھنے لگیں اور مزے کی بات کہ اس کو کچھ بھی نہیں ہوا
اور رام نرائن وہی پر اسرار مسکراہٹ کے ساتھ اس کے
پاس کھڑا تھا۔ بالک اب چلیں۔ یہ کہتے ہوئے رام
نرائن نے سلطان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے گونجیں میں
ایک سرگ کے اندر پھلنے لگا۔ جلد ہی وہ ایک تہ خانہ
میں داخل ہوئے اور پھر رام نرائن نے کہا۔ سلطان اپنی
حفاظت کا بندوبست کر اور جلدی سے وہ تم اپنے
حفاظت کے لئے کچھ پرستے ہو۔ وہ پردہ کر اور
چھوٹ کر لو۔ سلطان کا ذہن اب بھی کسی بات کی سمجھ
نہیں آ رہی تھی۔ بزرگ کے سوال پر وہ کچھ پریشان ہو
گیا اور کچھ دیر کے سونے کے بعد اس کے ذہن میں
آیت الکرسی کا خیال آیا۔ اس نے وہ فوراً پردہ کر
چا اور طرف چھوٹی تو رام نرائن بولا۔ اب ٹھیک ہے،
اب چلو اور پھر وہ آگے بڑھا اور سامنے تابوت جو چار
ہوا تھا اس کے پاس پہنچا اور کافی فاصلے پر کھڑا ہو گیا
کیونکہ تابوت کے ارد گرد ایک حصار بنا ہوا تھا۔ رام
نرائن آکر اس کے پاس سے بھی گزر جاتا تو مل کر مارا
ہو جاتا۔ رام نرائن نے کہا۔ بالک جلدی سے آگے
بڑھو اور تابوت کو اٹھا لے۔ سلطان اب کسی غلام کی
طرح آگے بڑھا اور جب اس نے حصار پار کیا تو ایک
چنگاری بلند ہوئی اور غائب ہوئی کیونکہ سلطان مسلمان
تھا اس لئے اس کو کچھ نہ ہوا لیکن اس حصار سلطان کی
وجہ سے ختم ہو چکا تھا اور رام نرائن خنجر کے انداز میں
بعد داخل ہو گیا۔ چنگاری کے اٹھنے پر خود راہگیر لایکین
رام نرائن نے اس کی حوصلہ افزائی کی اور ایک چنگی دی
کہ بالک تو میرا شاگرد بن جائے گا کیونکہ تو مذہب
اپنی تعریف پر کون نہیں خوش ہوتا۔ سلطان بھی بہت

خون کی پیاس

خوش ہوا کہ وہ بزرگ مارا ہو۔ اب بالک! جلدی
سے اس بڑے تالے کو کھول دے اور اس تابوت کو بھی
اٹھالے۔ وہی امدان نے قریب پر پی سالخ سے
اس تالے کو کھولا تو یکدم ایک جھٹکا کھٹکا اور
تابوت کے ارد گرد دھواں چھا گیا۔ اس محل سے رام
نرائن بھی پریشان ہو گیا اور سلطان بھی پیچھے کر کے
ہوئی ہو گیا۔ رام نرائن کچھ دیر تو بیٹھا رہا اور پھر اس
نے ایک منتر پڑھ کر سلطان پر پھونک دیا تو وہ یکدم ہوش
میں آ گیا اور اس دھواں کو دیکھنے لگا۔ بالک! جلدی
سے اٹھو اور اپنا تلوار چھوٹ۔ کیونکہ۔ سلطان کو جیسے کسی
زبردستی کھڑا کیا ہو اور پھر سلطان نے تلوار شیبہ پڑھ کر
چھوٹ ماری تو کچھ ہی دیر میں دھواں چھٹ گیا اور اب
کی بار تابوت کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے اور اس
کے اندر ایک ڈھانچہ جو صرف ہڈیاں رہ گئی تھیں چار
پھر کچھ منتر ادا ہوئی آواز میں بڑبڑانے لگا۔ اس سے پہلے
اس نے ایک چٹا لکڑی اسٹنٹ سے تلوار کھینچا جس
کے اندر انسانی خون تھا۔ اس کو لے کر رام نرائن نے
منتر پڑھا شروع کیا اور تابوت کے ارد گرد سات چکر
لگائے اور پھر وہ خون سارا تابوت کے اندر ان
ڈھانچے پر کھیر کر ڈال دیا۔ خون کا پڑنا تھا کہ یکدم
تابوت غائب ہو گیا اور وہ ڈھانچے کھڑا کھڑا ہوا اور پھر
اس کی شکل بدلنے لگی۔ اب ڈھانچے پر کھڑا نمودار
ہوئے لگا اور کرتے کرتے وہ ایک بد صورت لڑکی میں
تبدیل ہو گیا۔ سلطان جو کہ منظر دیکھ کر خوف سے تنگ
ہو گیا تھا بے ہوش ہونے ہوئے سوچنے لگا۔

میرے آقا رام نرائن! میں آپ کی بہت بہت
شرکدار ہوں کہ آپ نے مجھے وہ دہانہ زندگی بخشی
مجھے یہ پتہ ہے کہ آپ نے میری خاطر بہت ہی
محنت چلائی کہ اب میرے اور اب میں پوری زندگی میں سوائے
آپ کے کسی کی غلام نہیں بن سکتی لیکن آقا اب آپ
میں آگے ہیں لیکن جب تک میں آپ کو یہاں سے
نہ لاؤں تب تک آپ واپس نہیں جاسکتے لیکن اس

کے لئے مجھے ایک مسلمان کی تازہ خون اور کوشت
چاہیے جس نے مجھے آزاد کیا ہو۔ اس پتھار دیوی نے
نہایت تعریفی انداز میں رام نرائن کے آگے جبکہ کر
بات کر دی تھی۔ دیوی جی اس کا بھی ہمارے پاس حل
موجود ہے، ہمیں پتہ ہے کہ جب تک تم خون اور
گوشت نہیں کھاؤ گی تب تک تمہاری مدد میں
پاکیاں روح سے قرار ہوئی اور تمہاری طاقتیں سوئی رہیں
گی۔ اس لئے ہم نے یہ حل پہلے ہی کر دیا ہے۔ یہ جو
تمہارے سامنے ملا جیسا ہے اس پر سے کوئی اپنی
ہیبت لے لو کیونکہ اس کی تم کو آزاد کیا ہے۔ یہ
کہتے ہوئے رام نرائن نے سلطان کی طرف اشارہ کیا
اور سلطان رام نرائن کی بات میں گر چڑھ گیا اور
خیال دیوی سلطان کی طرف لپٹی ہوئی نظروں سے
دیکھنے لگی اور پھر اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔
سلطان نے جب اس بزرگ ساجو کی باتیں میں تو وہ
سوچ نہیں نہیں سکتا تھا کہ اس کے ساتھ ایسا بھی ہوگا۔
اس کے سامنے اس دیوی کو کھڑا پایا جس کو اس نے
آزاد کیا تھا۔ جیسا کہ یکدم اٹھ کھڑا لیکن کسی غیر
مرئی طاقت نے اس کے پاؤں بری طرح جکڑ لے
تھے۔ بزرگ بابا بزرگ بابا مجھے بجا لو کیوں کہ میں نے
تو تمہارا ساتھ دیا تھا۔ مجھے اس بدروح سے بچا لو جس
کو میں نے خود زندہ کیا ہے۔ بالک آج تیرے مرے
کے دن پورے ہو چکے ہیں اب تمہیں دنیا کی کوئی
طاقت میرے سے نہیں بچا سکتی کیونکہ اگر تم زندہ ہو کر
تو ہم تم جیسے کے اس کے تمہارے جیسا ہی آدمی
اس دنیا سے چلا جائے تو اچھا ہے، سنا تم نے۔ نہیں
نہیں خدا کے لئے مجھے جانے دو میں زندہ رہتا جاتا
ہوں۔ میرے گھر والے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔
کہو گھر والے! وہی ناں جنہیں میرے ساتھ آئے
تو پہلے ہی اٹھا اور بے سہارا چھوڑ آئے تھے ان دونوں
کو بھی کچھ پتہ نہیں ملا تھا۔ یہ اس کی فکر
چھوڑو۔ سلطان کے اب ہوش صحیح طبع بحال ہو چکے
تھے۔ اس نے جب سنا کہ وہ اپنی ساری دنیا جا بھڑکا

خون کی پیاس

ہے تو وہ گھر گرا کر مہا غائب ہو گئے۔ مجھے معاف کر
دو۔ خدا کے لئے۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دو
میں زندہ رہتا جاتا ہوں۔ سلطان کے پاؤں کو کھینچا
دیکھی طاقت نے اور مضبوطی سے جکڑ لیا۔ اس میں
پلنے کی بجائے بالکل طاقت نہ تھی۔ آج اس کے گم ہوا
ہے اس بری طرح سے جکڑ لکھا تھا کہ بت بنا کھڑا تھا
اور اسوں کر ہاتھ کا اگر وہ بزرگ کا ساتھ نہ دیتا
تو آج شاید اس حال کو پہنچ پاتا۔ خیال دیوی کو رام
نرائن نے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا پھر اس کا ہاتھ آگے
بڑھنے لگا اور اس کے ہاتھ کے تھکن میں پھر سے تم
نہیں لگ رہے تھے۔ اس نے بغیر نام ضائع کے ایک
پتھر اس کے دل میں اتار دیا اور دل نکال کر منہ میں
ڈال دیا۔ سلطان دھڑکا سے پیچ کر گیا۔ وہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے گندی موت مر چکا تھا اور اب خیال دیوی
اس کے خون اور گوشت کھانے میں مصروف تھی اور رام
نرائن اپنی جہ پرت ہی بیٹھا کہ قہقہہ لگا رہا تھا جو کہ
کوئی عالم آدمی نہ لیتا تو مکر پر بالک ہو جاتا۔

مچھالہ دیوی اس تم بھیل گئی ہو لیکن میں نے
امر ہوئے کے لئے کیا کر دیا۔ رام نرائن پتھار دیوی
سے سوال پوچھنے لگا۔ آقا آپ کو چاہیں دن کا چکر لگا
پڑے گا اور چڑیل دیوی کے چروں میں آپ نے ایک
لڑکا اور ایک لڑکی کی بنا دی ہے۔ ہر دن دن بعد لیکن
آخری دن کے چلے میں آپ نے ایک لڑکے کی بنی
دینی ہے اور وہ ہوگا صرف اماں کی رات پہنچا ہونے
والا تب آپ امر ہو سکتے ہیں۔ چلہ کرنے کے بعد آپ
کے حیات کے چٹہ کا چل جائے گا اور آپ
آسانی سے اس بانی کو اپنی گرام ہو سکتے ہیں اور پھر اس
چلہ کرنے کی ساری معلومات دے دیں گی جس کو کون کر
رام نرائن بہت خوش اور اسی دن سے اس چلہ کو پورا
کرنے کے لئے بھیج گیا اور خیال دیوی اس کے لئے
لڑکی اور لڑکے کا بندوبست کرنے کے لئے نکل کھڑی
ہوئی جو کہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا چونکہ رام
نرائن چڑیل دیوی کے چروں میں بیٹھ کر چلہ کر رہا

اس لئے اس کا تمام کام آب پھال دیوی کے ذمہ تھا جو کہ کام کو بخوبی انجام دے سکتی تھی۔ اس لئے خیالہ دیوی کی صدیوں سے قید میں آج اس نے ہوا میں اڑنے کا پروگرام بنایا اور جلد ہی وہ ایک خوبصورت کبوتر کی شکل میں ہوا میں پرواز کرنے لگی۔

○

گاؤں کا علاقہ اس وقت بڑا انسان تھا، ہر طرف گھب اندھیرا تھا، کہیں کہیں دور سے کتوں اور گیدڑوں کے رونے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس گاؤں میں زیادہ آبادی نہیں تھی، ٹھوڑے سے لوگ تھے، شہر پھر کچھ بہت دور تھا۔ اس اندھیرے میں ایک کبوتر کی سیاق کی طرح گاؤں کے ایک مکان کے اندر موجود درخت پر بیٹھ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ باہر صبح میں ایک بوڑھا اور بوڑھی عورت سو رہے تھے اور ایک طرف ایک لڑکی الگ چار پائی برسو رہی تھی۔ وہ دونوں جوان لڑکے بھی ایک طرف سائیز پر شہب خواب تھے۔ ایسے میں وہ کبوتر بیچہ اتر آ رہی تھی اور دیکھتا دیکھتا وہ جلد ہی اتر چلائی اور اپنے دھبے پر بیٹھ گیا اور پھر اپنا تاج و تاجہ ڈھونڈنے لگی۔ اس میں اب کی بار وہ ایک خوبصورت دھڑیرہ ہوئی تھی اور یہ بھی خیالہ دیوی۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا جو کہ سن سال کا تھا اور پھر اس لڑکے پر بھی اور اس لڑکے کی شہر گاہ کہ اس نے اپنے رات گاہہ دے لگا کھڑی دیو تریا اور بغیر کچھ آواز کے اسات کو پھر اس نے اس کا کوشش اتنا شروع کر دیا کہ جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے ایک منتر پڑھا تو اس نے وہ دونوں لڑکا اور لڑکی اپنی چار پائیوں سے سوتے ہی غائب وہ گئے اور خوشحال دیوی ایک خوبصورت ادا سے تھہر گیا اور پھر ہوا میں کھڑک رہا غائب ہو گئی۔ کتوں و غارت کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور اب اس کو روکنے والا کوئی نہیں تھا کیونکہ یہ سب کے ہاتھ آئے والوں میں سے نہیں تھی۔ یہ ایک چھپاؤ تھی، ایک خوبصورت چھپاؤ۔

تین ہفتوں سے مسلسل گاؤں میں کتوں و غارت شروع ہو گئی تھی، روزانہ رات کو ایک نوجوان لڑکا اور

لڑکی غائب ہو جاتے اور پھر ان کا کوئی اہل بیت نہ ہوتا۔ پورے گاؤں میں وحشت پھیلی ہوئی تھی کوئی بھی ڈر کے بارے اپنے گھر سے نہ نکلتا اور ہر کوئی بے سوچتا کہ آج کس کے بیٹے اور بیٹی کی پازری ہے اور خٹک گاؤں میں بھی بیٹی واداشیں ہو رہی تھیں۔ ہر طرف خوف وراس پھیلا ہوا تھا۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تو حد سے زیادہ ڈر گئے تھے کیونکہ یہ غائب ہونے والے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ بیٹھ جراتے ہی غائب ہوتے تھے اور پھر کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ بڑے بڑے علماء اور تعویذوں والوں نے اپنی طرف سے ہر کوئی چٹن کئے لیکن کسی کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔ بہت سے پنڈتوں اور سادھویوں کو بھی بلایا گیا لیکن جب بھی کوئی ایسا معمول کے علم کے مطابق معلوم کرتا تو پھر یہی الفاظ کہتا ہوا بھاگ جاتا۔ مہاراجا نہیں بتا کر دیتے تھے غلطی ہو گئی اور بھاگتے بھاگتے ان کو آگ لگ جاتی اور پھر ان کی راکھ ہی نظر آتی۔ بڑے بڑے بزرگ بھی اس معاملے میں کچھ نہ بتا سکتے۔ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے لوگ اپنا گاؤں کو چھوڑ کر نکل مکانی کرنا شروع ہو گئے کیونکہ بات بس سے باہر کی کیونکہ ان کو اپنی نسل کے ختم ہونے کا ڈر تھا۔ اسے بچنے کے حفاظت کے لئے ان کو مجبوراً وہاں سے بھگانا پڑ رہا تھا۔

نور احمد کو پانچ چھ دن سے ایک ہی خواب بات کو سوتے ہی نظر آ رہا تھا کہ وہ بے بس ہے اور ایک بوڑھا اس کو بتے کے آگے ذبح کر رہا ہے۔ آج چار دن گزرنے کے بعد آخراں نے اپنے والد دیر و مرشد نواز احمد سے اس بات کا ذکر کیا تو انہوں نے پریشانی سے کہا۔ بیٹا مجھ کو پتہ ہے کہ تم رات کو کیا کہتے ہو مجھ سے کچھ نہیں چھپا ہوا۔ میں بھی تم سے کہنے والا تھا کہ شکر ہے تم نے خود ہی بات کر لی۔ بیٹا شام کو بات کرتے ہیں، غارت کا نام نہ والا ہے اس کے باب چلو پہلے مغرب کی نماز ادا کر لیں۔ یہ کہہ کر نواز احمد مغرب کی نماز ادا کرنے کے لئے اپنے گھر سے باہر نکلتے چلے گئے۔ نور احمد جناب نواز احمد کی اپنی کئی اولاد

نہیں تھی بلکہ ان کو ایک جگہ پر ہوا ملتا تھا۔ نواز احمد نے اب تک شادی نہیں کی تھی اس لئے انہوں نے اس کو ہی پال کر بڑا کیا اور صرف اللہ کی عبادت اور نور احمد کی پرورش میں زندگی گذار دی۔ کچھ دھنیں تھیں جن سے وقت گزار جاتا تھا۔ نور کے اندر بچپن سے ہی پراسرار طاقتیں موجود تھیں اور کچھ طاقتیں نواز احمد نے اس کو دی تھیں تاکہ وہ لوگوں کو ظلم سے بچا سکے، ان کی مدد کر سکے، نواز احمد نے اس کو لوگوں میں کا دی تھی کہ وہ بہت دھن کی سمات مرزا بنام دے چکا تھا اس میں یہ خوبی تھی کہ کوئی مشکل آئے سے پہلے اس کو اطلاع ہو جاتی تھی۔ ان دنوں میں نواز احمد کچھ پریشان نظر آ رہے تھے اور وہ زیادہ تر مسجد میں اور مراقبہ میں وقت گزارتے تھے۔ یہ حالت ان کی چند دن پہلے شروع ہوئی تھی اور وہ بے قرار نظر آ رہے تھے جیسے کہ کچھ ہونے والا ہو۔

شام سے رات ہو گئی، دیر صاحب واپس گھر آئے اور پھر انہوں نے نور احمد کو اپنے پاس بلوایا۔ نور احمد ان کی فرمائیاں اور کہتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ نور احمد کو دیکھتے ہوئے نواز احمد نے نور سے کہا۔ بیٹا تم اس صبح مغرب کے نام ایک بات کہہ رہے تھے، اپنے خواب کے حقائق کو بیٹا مجھے سب بات معلوم ہے اور ان میں کس کو حقیقت بتانا چاہتا ہوں۔ تجھانے پھر کوئی لکے یا کہنا۔ بیٹا تم میرے کہنے سے نہیں ہو ایک ایک جگہ تم پڑے لگے تھے میں جنہیں اسے گھر لایا اور تم کو پالا پوسر میں نے شادی نہیں کی تھی اور تم خالص کرتے ہو چنک لڑائی کی کاٹ تارک رات کے اندر پیدا ہوئے تھے۔ تمہارا دل عام آدمیوں کی طرح نہیں ہے تم چونکہ پرامن اور نفاہی طاقتوں کی حفاظت میں پلے پڑے ہو اس لئے تمہارے اندر بہت سی طاقتیں موجود ہیں اور پچھلے میرے توسط سے ہیں۔ تم کو خواب اس لئے نظر آ رہا تھا کہ وہ بوڑھا شخص جو تم نے خواب کے اندر دیکھا تھا وہ تم کو ملی دینے کی کوشش

کرسے گا کیونکہ وہ امر ہونے والے چلے ہیں مصروف ہے اور تم اس دنیا میں ایسے ہو جو اداوں کی رات پیدا ہوئے ہو تم کو خبردار کرنے کے لئے قدرت کی طرف سے اطلاع مل رہی کی۔ بیٹا! تمہیں ایک ایک ہم پر جانا ہے جو ان تمام سمات سے خطرناک ہے جو تم نے انجام دے چکے ہو اور یہ ہم ایک جگہ ہے جو کہ ازل سے اب تک ابد تک اور ہدی کے درمیان میں ہوئی آ رہی ہے۔ تم کو پتہ ہے کہ وہ پورے ہو گا کیوں کہ غارت میں ضرورت ان کو پڑے کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں ہم ہی ابتدا کریں۔ ابو جی! نور احمد بڑا آدمی ہے جو کچھ بتایا وہ مجھے سب پتہ ہے لیکن پھر بھی میں آپ کی چوکت قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ حکم کریں میں خطرناک سے خطرناک ہم پر چلے گئے ہیں لے لے کر تیار ہوں۔ نور احمد نے اپنے والد کا نام نہ کر مودہ نہ کہنے میں کہا۔ بیٹا مجھے تم سے کیا امید تھی۔ اب میری بات غور سے سنو۔ بیٹا یہاں سے تقریباً میلوں کوسوں دور ایک علاقہ ہے جس کا نام کالی وادی ہے۔ وہاں کی ہر چیز ہی کالی ہے۔ یہاں تک کہ پانی بھی وہاں پر ایک پھاڑ میں ایک جادوگر اور بہت ہی بڑا شاطر اور سادھو رہتے ہیں جس کا نام زراں ہے۔ موجود ہے اس بے شلق خدا پر ظلم کے پھاڑ خاں کے ہیں۔ اس نے کئی سو دنوں کا چلہ کر کہ بہت سی بلیاں دیں اور کتوں و غارت کرتا رہا اور بہت ہی طاقتور قسم کی ہدی کی طاقتیں حاصل کیں اس کے پاس جادوئی کتاب موجود تھی جو کہ اب اس نے پاتال میں بیچ دی ہے کیونکہ اس میں موجود سب چلے اس بڑھتے نے کر لے ہیں۔ اس لئے اسے اداوہ سے سب آدمیوں سے قید ہمارے ایک معزز بزرگ نے اسے ان خیالہ دیوی کو قید کیا تھا جس نے ہر طرف کتوں و غارت اور قتل و فساد پر کیا ہوا تھا۔ ایک غریب اور غفلت انسان کے گھونٹوں اس کو چھکا دے کر آزاد کر دیا کیونکہ وہ خود ہی زندگی میں اس کو آزاد نہیں کر سکتا تھا جو کہ اس کے غار کے نزدیک ہی ایک چشم کے اندر اندھیرے کوئیں میں قید

تھی۔ اس نے اس دیوی کو حاصل کرنے کے لئے ایک کھنکھ چلے کیا اور چلے کو پورا کرنے کے بعد یہ کھیل کھیل گئی۔ بعد میں اس کو امر ہونے کے لئے اس دیوی کی ضرورت تھی۔ بعد میں اس شاطر رام زناٹن نے اس شریک کا خاندان سمیت اس کو مار ڈالا۔ بیٹا! وہ بہتر صاحب چاہیں دن کا چلے کر سنے میں موجود رہے۔ ہر روز وہ ایک لڑکا اور لڑکی کی بی بی دیتا ہے اور پچھلے دیوی اس کو یہ بھی مہیا کرتی ہے اور صدیوں کی پچاس مٹانے میں سب بیستو تگی ہوتی ہے۔ اس وجہ سے اس کے ارد گرد کے علاقے میں خوف و حراس اور وحشت پھیل گئی ہے۔ پچھلے دیوی نے لوگوں کا جینا حرام کر دیا ہے۔ اس کا ذمہ دار رام زناٹن ہے۔ پچھلے دیوی کو آزادی عطا کر کے وہ اپنا کام نکلوا رہا ہے اور اس کے چلے کے لئے آج ہی خور و درہ دینے چکا ہے۔ بیٹا چھپیں دہاں جا کر اس دیوی کو قابو میں کرنا ہو گا اس کے لئے تم کو انیس دن کا چلے کرنا ہو گا۔ اس چلے کی کامیابی کے بعد وہ دیوانہ تمہارے تابع ہو جائے گی۔ تم جو چاہو گے وہ کرے گی۔ اس دیوی کے جادوگر کے بیٹے کے بعد اس کی بہت سی طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ بیٹا اس ماحو کو غلطی سے کہ اب کوئی ایسی پچھلے دیوی کو مجھ سے نہیں چھین سکتا کیوں کہ جس میں اس کو قابو کرنے کا منتر ہے وہ اس کے پاس ہے لیکن یہ اللہ کی قدرت کو منتر نہیں سکتا۔ بیٹا! یہ چلے بڑا خطرناک ہے اس کے لئے نہیں بہت اور بھاری سے کام لینا ہو گا۔ جب وہ دیوی تمہاری غلام ہو جائے تو پھر اس کے بعد میں جادوگر سے مقابلہ کرنا ہو گا اور اس کو ختم کرنا ہو گا۔ بیٹا میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور پھر اس کو تمام طریقہ کار دے کر کے بارے میں بتانے لگے۔ کچھ دیر بعد بولے۔ اب بیٹا تم آرام کرو الگ دے ہم نہیں وہاں پہنچا دیں گے۔ الگ دے ہمیں اس ہم پر لگنا ہو گا۔ یہ صاحب نے کہا۔ مہیا آگیا بلکہ ہم بالآخر انہوں نے کہا اور پھر اس سے اجازت لے کر دوسرے کمرے میں آ گیا اور کھانا کھانے کے بعد اپنے بستر پر دراز ہو

گیا۔ جلد ہی نیند کی وادی نے اسے اپنی ہاتھوں میں لے لیا۔

ساری رات سونے کے بعد اچھا اور بھر کی نماز ادا کی اور اپنی کامیابی کے لئے دعائیں مانگنا اور پھر ناشتہ کیا اور پھر اس کے بعد اپنے والد کے کمرے میں داخل ہوا جو کہ ابھی تک صبح پر بیٹھے دعائیں پڑھتے دعائیں مانگ رہے تھے اور آٹھیں انھوں کی صورت میں فرما کر سن رہی تھیں۔ نور احمد ان کے پاس ہی بیٹھے پر بیٹھا گیا۔ کچھ دیر کے بعد انھوں نے دعا ختم کی اور پھر نور کو اپنے سینے سے لگا لیا اور بولے۔ بیٹا! حافظہ ناصر ہو۔ اب ہماری جدائی کا نام ہو گیا ہے اس لئے یہ تعویذ اپنے گلے میں ڈالو۔ انھوں نے تعویذ اپنے ہاتھوں سے دور کے گلے میں ڈال دی اور پھر کہا۔ بیٹا آٹھیں بند کر لو اب سحر آگاہ ہوا چاہتا ہے۔ نور احمد نے جلدی سے آٹھیں بند کیں اس نے خود کو ہوا کے دوش پر محسوس کیا۔ کچھ دیر کے بعد بزرگ بابا کی آواز سنائی دی۔ بیٹا! آٹھیں کھولو۔ جو بھی نور احمد نے آٹھیں کھولیں جیسا کہ اس کے چہرے پر مسکرائے ہوئے تھیں۔

نور احمد ایک سرک پر کھڑا تھا اور ہر طرف سنسنائی مچ گئی ہوئی تھی۔ نور احمد نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اس کو قریب ہی ایک نہایت مناسب قسم کا ہونٹ نظر آیا۔ سورج سر پر آن پہنچا تھا جس سے لگ رہا تھا کہ کافی سفر کیا ہے۔ ارد گرد بڑے بڑے پہاڑوں نے گاؤں کے ارد گرد حصار بنایا ہوا تھا۔ نور احمد نے فیصلہ کیا کہ آج کے دن وہ آرام کرے گا اور اپنا کام شروع کر دے گا۔ اس نے اس نے رہائش کے لئے اس ہونٹ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس نے ہونٹ والوں کو پیچھے دے کر اپنے لئے ایک کمرہ یک کر دیا۔ یہ کمرہ غائب ہونے کا آخری کمرہ تھا جس کی کڑکی باہر سڑک پر کھلی تھی۔ نور احمد لایا ہوا کچھ معمولی کھانا اپنے کمرے میں رکھا اور کچھ دیر کے بعد اس نے ہونٹ کے بیچر کو کھانے اور چائے کا حکم دے کر واپس اپنے

کمرے میں آ گیا۔ کچھ ہی دیر میں ایک دیشر وہ سارا سامان لے کر حاضر ہوا۔ دیشر عجیب و غریب کی نظروں سے نور کو دیکھ رہا تھا۔ نور نے اس بڑے دیشر کی بات نوٹ کی ابھی وہ پوچھنے ہی والا تھا کہ وہ دیشر خود ہی بول پڑا۔ صاحب میں آپ کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں۔ دیشر نے نور کے سامنے کھانا پیش کرنے کے بعد کہا۔ کیا بات ہے نور نے جیسا کہ آج کل ہمارے گاؤں بلکہ ارد گرد کے بہت سے گاؤں سے جو جوان لڑکے اور لڑکیاں رات کو سوتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں اور پھر ان کا پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں گئے۔ صاحب آپ بھی نور جوان ہیں اس لئے میں کہہ رہا ہوں رات ہونے سے پہلے آپ چلے جائیں کیوں یہاں سے مارے گاؤں کے جوان لڑکے اور لڑکیاں شہروں کی طرف بھاگ گئے ہیں۔ یہاں اب صرف بڑے رہ رہے ہیں کیوں کہ ابھی تک غائب دینے والے صرف نور جوان ہیں ہیں۔ ہمارے ہونٹ کا سارا عملہ عشاء کے بعد اپنے اپنے گھر لوں کو چلا جاتا ہے اور پھر صبح کو ہی واپس آتا ہے۔ دیشر نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہیں جیسے ان کی باتیں کوئی نہ دے۔ تم فکر مت کرو بابا میں انہیں دیکھ لوں گا۔ نور کی بات سن کر دیشر یوں دیکھنے لگا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو کوئی دوسری مخلوق ہو جو یہ بات سن کر اس طرح کہہ رہی ہے۔ دیشر کے جان کے بعد نور احمد نے اطمینان سے کھانا کھایا، چائے پی اور پھر آرام کی خاطر سو گیا اور جلد ہی نیند کی وادی نے اس کو اپنی آغوش میں لے لیا۔

نور احمد نے کون سا رات کا وہ پھر تھا کچھ نور کو اپنی سائیں دیکھیں وہیں۔ کوئی ان دیشر چیز دیکھ کر اس کو کھل دیا رہی تھی۔ نور کو کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے گا چاہا کہ اس نے آیت انہی کا ورد شروع کر دیا جوئی آیت انہی ختم ہوئی ایک جج گونڈی اور نور کو کڑکی کے پتہ دور سے بند ہوتے محسوس ہوئے۔

جیسے بہت تیز ہوا چیزوں کو ٹوٹتی ہوئی گزری ہو۔ نور نے اللہ کا شکر ادا کیا کیوں کہ پچھلے دیوی کے حملہ سے

بال بال بچ گیا تھا اور پھر اس نے دیکھا تو اس کا تعویذ اس کے سر ہانے کے نیچے رکھا تھا۔ نور کو اپنی غلطی کا پتہ چل گیا اس نے جلدی سے وہ تعویذ جو رات کو اس نے کپڑے تبدیل کرتے وقت اتار دیا تھا، واپس پٹن لیا اور دیشر کی بات نور کے ذہن میں گونجنے لگی۔ واقعی اس نے کچھ کیا تھا۔ پھر نور نے اپنی حفاظت کے ایک دور جو کہ بابا پیر و دیشر نے اس کو سکھایا تھا، پڑھ کر اسے اوپر پھونک دیا۔ اس وقت فجر کی اذانیں ہونے لگیں نور اٹھا اس نے وضو کرنے کے بعد نماز پڑھی، نماز پڑھنے کے بعد اس نے اپنی کامیابی کی دعا مانگی اور پھر فارغ ہونے کے بعد اس نے ناشتہ کیا۔ سامان اٹھایا بی بی منزل کی طرف چل پڑا۔

پچھلے دیوی نے جب اپنے علم سے الماؤں کی رات کے وقت پیدا ہوئے والے نور جوان کو ڈھونڈنے لگی تو اس کو اپنے ہی گاؤں میں موجود بڑا بڑی خوش ہوئی۔ اس نے اپنے علم سے اس کے بارے میں پتہ کیا تو اس کا نام نور احمد بتایا اور پھر ساری تفصیل جان کر وہ بڑی حیران ہو گئی اور ابھی نور احمد کو انوکھا کرنے کے لئے اس ہونٹ کی طرف بڑھ کر آئی تاکہ نور احمد کو یہ ہوش کر دے کہ وہ اپنے آقا کے بہت کمہ میں قید کر کے جہاں کسی روحانی طاقت کا بس نہیں چل سکتا تھا کسی آواز کو مار سکے۔ جب اس نے وہاں پہنچ کر نور کو گلے دینے لگی تو چاہا کہ اس کو ایک جھٹکا لے اور اسے محسوس ہوا کہ جیسے اس جسم میں کسی نے آگ کے تیراٹا دینے ہوئے اور ان کی تکلیف پچھلے دیوی کے بس نہیں تھی۔ نور احمد نے اس کے بعد جلدی سے وہاں سے بھاگ اٹھی لیکن پھر بھی جاتے جاتے اپنے دھڑکار لڑکے اور لڑکی کے لے کر جانا نہیں ہوئی۔ اپنی ناکامی پر پچھلے دیوی بڑی غصہ ہوئی لیکن وہ کیا کر سکتی تھی مجبوراً ناکام ہی لوٹنا پڑا اور کسی اور وقت کے انتظار میں سو پئے گئی۔

نور احمد جلد ہی اس پر اسرار چشمہ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے انیس دن کا چلے کرنا تھا۔ اس نے

خون کی پیاس •

www.pdfbooksfree194

وہاں اپنا سامان رکھا اور ایک مخصوص جگہ دیکھ کر صفائی کی اور رات کا انتظار کرنے لگا۔ کیوں کہ ہوش کی نسل دور تھا اس لئے بچپور اس کو سمجھیں آرام کا تھا۔ عشاء کے نماز کا انتظار کرنے لگا تاکہ وہ نماز پڑھنے کے بعد پلکڑے پکڑے کھرجے۔ پھر گھر میں دیر بعد اذانیں کو بولنے لگیں نماز پڑھنے کے بعد فوراً نے اس صاف کی ہوئی جگہ پر بیٹھ کر اپنے ارد گرد وارنہ کھینچ کر چلے شروع کر دیا۔ ساری رات چلے کرتا رہا لیکن کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔ فجر کی اذان کے بعد نور اٹھا اور پاس ہی موجود سامان لے جائے نماز نکالی اور پھر نماز پڑھنے لگا۔ اس موجود کھانے کے سامان سے تھوڑا سا سامان نکالا اور اس سے ناشدہ کیا اور اللہ کا نام لے کر سو گیا۔ دوپہر کو لگا اور اپنے لئے کھانے کی چیزیں لانے کے لئے شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شام کا کھانا کھانے کے بعد اس نے عشاء کی نماز پڑھی اور پھر ایسی جگہ پر چلے شروع کر دیا۔ اس رات اسے ڈرمانے کے لئے خوفناک آوازیں آنے لگیں لیکن نور اٹھا اور آوازوں کو سن کر مسکرایا اور پھر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔ اس رات بھی نور کا سامانی سے اپنا چلہ مکمل کر کے واپس نماز پڑھی اور ناشدہ کرنے کے بعد سو گیا۔ اصرار رام نہجی اس نے اپنے چلے میں بیٹھا بوا پریشان نظر آ رہا تھا کیوں کہ وہ اب کچھ نہیں کر سکتا تھا کیوں کہ وہ چلے کر رہا تھا اور خیال دیوی بھی بے بس ہوئی تھی لیکن وہ ہار مانے والی نہیں تھی اس لئے اس نے فور کو تنگ کر کے ماضیہ بنایا۔ نور جو بھی چلے کر کے نماز پڑھنے کے لئے نکلا اور اللہ کی طرف رجوع ہوا تو ایک ایک سامان لانے شہر کی طرف روانہ ہوا تو ایک ایک اس کے سامنے پڑی نماز چہرہ نمودار ہوا اس سے پہلے کہ نور بکھرتا اس لڑکی نے اپنا دوپہر کے چہرہ پر ٹپکھک دیا۔ نور کو اپنا سر پکھاتا ہوا محسوس ہوا وہ کلیم کر گیا اور پھر بے ہوش ہو گیا۔ اس کے ذہن میں تاری جی چھانے لگی اور وہ گہری کھاتی میں خود کو کرتا محسوس کر رہا تھا۔ روشنی کا ایک قطرہ نور کے ذہن میں بیدار ہوا اور پھر کرتے کرتے وہ جلد ہی ہوش میں آ

گیا۔ نور نے خود کو ایک تہہ خانہ نما قید خانے میں موجود پایا اس کا ذہن کام نہیں کر رہا تھا بخانے اس لڑکی نے اس پر کیا حکم کیا تھا۔ ایک روشن اور تھا جس سے چل رہا تھا کہ صبح شروع ہو گیا ہے۔ نور کو اپنے چلے کی فکر ہو رہی تھی۔ وہ کسی قیمت پر اپنا چلہ اصورا چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ انھی وہ سوچ رہا تھا کہ اس کو اپنے سامنے ایک دھواں پھیلتا محسوس ہوا اور پھر اس کو اس میں اپنے والد پیر و مرشد نور اٹھا کر اس کی نظر آ گیا۔ وہ بولے بیٹا ہمیں یہ ہے کہ دیوی نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور تمہیں جگہ سے ہٹا کر اپنے چلے کی جگہ پر بیٹھا ہے۔ ایک فکر چھوڑ دو اور ابھی بڑا چلے چلاؤ۔ نور دوش کی اپنے والد کو دیکھتے ہی جان میں جان آئی تھی۔ جلدی سے اٹھا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اب بیٹا آتھیں بند کر میں میں نہیں تمہاری جگہ چھوڑ دیتا ہوں۔ نور نے جلدی سے آتھیں بند کر دیں اس کے ایک جھٹکا لگا اور دوسرے ہی لمحے اس کے کانوں میں پشیم کے پانی کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ نور نے اللہ کا شکر ادا کیا اور دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کیونکہ اس کا چلہ ناکام ہونے سے بچا گیا۔

نور نے قضا نماز پڑھی اور جلدی سے اپنا چلہ شروع کر دیا۔ چلے کو ناکام جانے کے لئے ساری رات اس کو ڈرایا گیا لیکن وہ ان سے نہ ڈرا۔ پھر ایسے ہی بہادری اور ہمت سے اپنے چلے کو کامیاب بنانے لگا۔ اسی طرح میں راتیں گزرتیں۔ پچھلے دیوی رام زانن اور اس کے کارندوں نے اپنا ہواد اور لگایا لیکن نور کے اواروں سے اس کو نہ ہار سا اور اسی طرح آخری رات بھی آگئی۔ اس رات کو نور نے اپنا چلہ مکمل کرنا تھا۔ اگر یہ چلہ کامیاب ہوتا ہے تو اس سے لوگوں کی قیمتی جانیں بچ سکتی ہیں اور اگر ناکام ہو گیا تو پھر رومیہت سارے لوگوں کی جانوں کو خطرہ لاحق ہے۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد نور نے اپنے چلے کو گر دیا۔ یہ منٹ میں گزرتے چلے پھر نور کو سنے میں کا ایک بھر طرف تیز آگئی چلے گی۔ اسی تیز کر درخت اپنی جڑوں سمیت

اکھڑ کر گر رہے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد آندھی چلتا بند ہوئی۔ ایک ایک طرف سکوت چھا گیا۔ ایسا کہ رہا تھا چھپے یہاں آندھی آتی ہی نہیں۔ ایک ایک طرف سے تیز خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ نور نے اس طرف دیکھ کر خوف کی ایک لہر اس کے بدن میں اٹھی کیونکہ لاکھوں کی تعداد میں جہات جہنوں اور چڑیلوں کی فوج نور کی طرف بڑھ رہی ہے۔ ان سب کے آگے اس فوج کی سپہ سالار وہ لڑکی جو پوچھ بیچ کربم کو کھڑے رہی تھی کہ اس فوج زاد کو چھوڑنا۔ کیا سمجھتا ہے کہ یہ اس دائرے میں بیٹھ کر ہم سے بچا جائے گا۔ ہلہلا آدم زاد کو اپنی موت کو اپنی آنکھوں سے۔ وہ سب ڈیڑھی کی طرح نور کی طرف لپکے۔ نور اٹھا اور آج اپنی موتی نظر آ رہی تھی اس نے خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اتیری کے ساتھ ورد پڑھنے لگا۔ اصرار وہ لڑکی خود آگے نہ بڑھی لیکن اس کی تمام فوج جل کر راکھ ہو گئی کیونکہ جو بھی آتا دائرے سے گھرا کر جل مرتا۔ جب ساری فوج ختم ہو گئی تو وہ لڑکی بولے انھوں نے انھوں میں غلام ہو گئی۔ چلے ختم کرنے میں ابھی کچھ دیر باقی تھی ویسے تو جلد ہی نام ختم کر جاتا لیکن آج تو نام ختم کرنے کا کام نہیں لے رہا تھا۔ ایک خیال دیوی وہاں نمودار ہوئی۔ وہ چلے کو ناکام بنانے کے لئے نور کو ڈرانے دھمکانے لگی۔ تھی وہ دھمکی نہیں نور کی طرف پھینکتی اور بھی آگ کے گولے، دھمکی سناپ اور پچھوڑنے سے نکلے اور دھمکی چکاؤڑوں کے ہاتھوں میں اس پر تیر پھینکتے اور حملہ آور ہوتے لیکن یہ سب چیزیں دائرہ سے گھرا کر ختم ہو جاتیں۔ نور پر اس کے حملوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ بدستور اپنے مکمل چلے میں رہا۔ پچھلے دیوی تنگ کر ناکام ہو گئی اس کے بعد بھی دھمکی سناپ حملہ آور ہوئیں اور دھمکی ریل گاڑی اس کے اوپر سے گزرتی۔ سمندری سیلاب آتے اور سمندری ڈھانچوں کی فوج حملہ آور ہوتی لیکن جہت نہ ہو سکا اور نور نے اپنا چلہ جلد ہی خوش اسلوبی اور ہمت سے مکمل کر لیا۔ جو بھی چلے مکمل ہوا اور کو اپنے سامنے ایک لڑکی نظر

ہو جاتا اور ایک گڑگڑاہٹ ہوئی اور غار نور کے سامنے ظاہر ہو گیا۔ اندر داخل ہونے سے پہلے نور نے حیر و مرشد سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ اس لئے اس نے حیر و مرشد کو آواز میں لیتا ضرور کردہ یہ بھی اپنے دل میں۔ کچھ ہی دیر میں اس کے ارد گرد اس کے والد صاحب کا کسٹھ نمودار ہوا۔ انہوں نے کہا بیٹے! میں سے پہلے بہت بہت ہمارا ہو جو تم نے یہ بیٹا چھل کر لیا۔ دوسرا اس جادوگر نے اپنے ارد گرد کا قصہ قاصد کیا ہوا ہے، اس حصار کو ختم کرنے کے لئے تم نے لپٹا دیا ہے ہاتھ سے خون کے قطرے اس کے حصار پر پڑ گئے وہ حصار ختم ہو جائے گا اور دوسرا یہ تبار اور یہ توفیق جب تم اندر داخل ہو گئے تو اس کو نور کے سامنے رکھنا وہ طلسمات اور پتھر کھینچ کر رکھیں گے اور دوسرا اپنی زبان پر اس درد کا تسلسل جاری رکھنا۔ ابند خیر کر تم نے اس سے پہلے تو زبان اس سے جادوگر کی آدھی سے زیادہ طاقتیں ختم ہو جائیں گی اور پھر اس کے بعد جادوگر سے مقابلہ کرنا۔ اب بیٹا جلدی سے داخل ہو جاؤ۔ آج رات آخری ہے اس لئے تم نے اپنی زندگی یا موت کا فیصلہ کرنا ہے۔ جاؤ اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔ یہ کہہ کر حیر و مرشد پہلے چلے گئے۔ نور نے اس کو تبار کو ہاتھ میں پکڑا جو سات گلوں سے مل کر بنی ہوئی تھی اور توفیق کو گنگے میں ڈال لیا اور اللہ کا نام لے کر غار کے اندر داخل ہو گیا۔ جگہ جگہ انسانی ہڈیاں اور ڈھانچے پڑے ہوئے تھے لیکن نور ان کو دیکھنا اور آگے بڑھنا گیا اور پھر چل دی وہ اس عبادت خانہ میں پہنچ گیا۔ نور نے دیکھا کہ نورائے نرائے نے ہر طرف شعلیں شمشیر چھیلا رکھی ہیں اور ان شعلوں سے رام نرائے اور نور کے درمیان ایک شمشیر کی دیوار بن چکی ہے۔ نور نے اللہ کا کفارہ لگایا اور کو نور زور سے اس دیوار پر دے مارا۔ جونہی کو نور اس دیوار سے ٹکرائی ایک دھماکہ ہوا اور دیوار وہاں سے غائب ہو گئی۔ ابھی دیوار غائب نہیں ہوئی کہ ہر طرف سے اُٹھانے نمودار ہوئے اور نور پر حملہ کر دیا کہ نور نے ان کو ایک درم عظیم پڑھ کر وہیں بجا دیا اس

طرف مختلف طرح سے رام نرائے نے آڑے لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ نور جلدی سے آگے بڑھا اور ایک دفعہ پھر اس نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور اس بات کو نور نے لگا اور کائی دیر کے بعد اس بات سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اس بات کہہ میں پڑے ہوئے تھے کہ اچانک ان گلوں سے دھواں لگنا شروع ہو گیا اور ہر طرف چیخ و پکار شروع ہو گئی۔ رام نرائے اپنی جگہ اپنے جتن میں مصروف تھا۔ وہ جھہڑتا رہا تھا کہ اس لڑکے نے ہر طرف چاہی جا ڈی ہے لیکن پھر بھی یہ میرے ہاتھ سے بھاگ نہیں سکتا کہ اچانک اس کو اپنے حصار میں سے دھواں لگتا اور پھر کچھ ہی دیر میں ختم ہو گیا۔ رام نرائے نے اپنی جلدی اپنا سارا کچھ بیڑہ غرق ہوتا دیکھا تو خستہ سے اس کا ہرا حال دیکھ کر ہلکا ہلکا ہنسنے لگا کہ اس کی سوج کے مطابق اس کے ہوا ہوا جگہ جگہ اُٹھ رہا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک اس کو نور کی آواز سنائی دی۔ رام نرائے اس اٹھ بھی جا موت تیرے سر پر کھڑی ہے۔ یہ آواز سننے ہی رام نرائے نے یکدم چھانک لگائی اور نور کے حملہ سے خود کو بچا لیکن ابھی نور نے حملہ کیا کہ تھا وہ اس سے سوچا کہ چپکے سے چپکے سے حملہ کرنے والا بہادر نہیں ہوتا اس لئے اس نے رام نرائے کے چلہ کو ختم کر دیا کہ اس کو لگا تھا کہ۔

رام نرائے نے اپنے کچھ باقی بچے جادو کے وار کرنے لگا دی۔ کئی کئی راتوں اور کئی زہر کے بیجے ہوئے تیر اور کئی ڈھانچے حملہ کرتے اور کئی پڑھیں نور کا نور پنے کے لئے آئیں لیکن نواز اجمہ کے دیئے ہوئے توفیق کی آڑ میں وہ اور کو نور کی آڑ میں تھے اور نور پر ان کا کوئی اثر نہیں ہو سکا۔ رام نرائے نے سوچا کہ نور لگا کہ نور پوال۔ اوکے کی اولاد دمرنے سے پہلے جو کچھ کر سکتا ہے کر لے ورنہ بعد میں یہ نہ نہ کہنا کہ موت نہیں دیا تھا۔ سالے تیری وجہ سے میرا چلہ ناکام ہو گیا۔ میری ساری فوج اور میری تمام طاقتیں اور میری دیوی بھی ختم ہو گئی۔ میں نے بڑی محنت سے یہ سب کچھ کیا تھا اور تو نے سب کا پیرا خرچ کر دیا۔ اب میں تم سے

جلدی سے اپنے سینے سے لگایا اور کہا مبارک ہو میرے بچے تو نے آج اسلام کو دوبارہ زندگی دے دی۔ تو نے وہ کام کر دیا جو ہر کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ اس رب نے ہماری بڑی مدد کی ہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم نے اس کی بندگی کو کے کانٹے کا پھیل دے دیا۔ نور کی اس ہم کی کامیابی پر انہوں نے ایک بہت بڑی وجہ کا اہتمام کیا اور صدقہ و ذکوۃ کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ ایک تو نور کی جان بچ گئی اور دوسرا انسانی زندگی سے کھینچے دئے گئے اور جیت حق کی ہوئی۔

تو تھیں وہ مجھے میرے ایک اہل سے اپنی جی رو دیا سنا لکھی جو کچھ لکند میں رہے تھے اور نور ان کے دوست میں جو کس وقت کشریف میں رہا ہے پیر ہیں اور وہاں خدمت خلق میں مصروف ہیں۔ میرے اہل سے ان سے سنی اور پھر انہوں نے مجھے بتائی اور اس ناچنے سے یہ واقعہ آپ تک پہنچا دیا۔ آپ کو کیا لگا، ضرور بتائیے گا!



خوشی اور پادیں

خوشی سے آیا تھا ہے غم بن کر آیا تھا
تیری چاہت سے بڑھ کر تم سے دل لگایا تھا
محسوس ہوتا ہے پیار تیرا تیرے جانے کے بعد
جان یہ سوچنا کہ میں کہیں بھول آیا تھا
کچھ رات کی گھبراہٹ میں تیری یاد آتی ہے دل
تم سے دل لگایا تھا اور تیرا بھی ساتھ لیا تھا
عجب میں تنہائی مل جایا کرتی ہے جان
اس بات میں سارے ذر بھول جایا تھا
ہر دقت تیری یاد میں گزر جاتا ہے محبت
رات کو خوابوں میں تمہیں دل میں بھایا تھا
نہ غم تھی تھی اور نہ بھی غم میں آتا تھا
آج تیری یاد میں ہر غم یاد آیا تھا
☆..... احمد کی کو نور نے لکھنا لکھنا لکھنا

بھیا نک تعبیر

تحریر: پرنس کریم - پشاور

ساجد اور احمد دونوں بہت گہرے دوست (گہرا انسان کا کیا ہے کسی بھی وقت طوطے کی طرح آنکھیں پھیر لے) دونوں کالے جاوہ کے ماہر تھے آج سے کئی سال پہلے احمد نے بہت سی شیطانی طاقتوں کو قید کر لیا جن میں کچھ بار ساٹھویں صدی شیطانی مخلوق کا قید کیا اور اپنا غلام بنایا مگر ایک دن ساجد اور احمد میں کئی بات پر لڑائی ہوئی تو ساجد نے احمد کو مار ڈالا۔ چونکہ ساجد نے احمد کو غلط طریقے سے مارا تھا یعنی اسے مارنے سے پہلے اس کی شیطانی طاقتوں کو ختم نہیں کیا تھا اس لئے احمد تو مر گیا مگر اس کی شیطانی طاقتیں زندہ بچ گئیں جو زمین پر ہی قید ہو کر رہ گئیں اس مقصد کے لئے کہ اپنے آقا کا انتقام ساجد (اپنے دشمن) سے لے سکیں۔ یہ شیطانی طاقتیں ساجد ہی کے گھر میں ایک کمرے میں بند ہیں ساجد بھی اپنے ہی گھر میں رو پڑا ہے (کیونکہ وہ ان شیطانی طاقتوں سے خوفزدہ ہے) اس لئے اپنے پورے بچے کو زندہ کر دیا، جاوہ و بریا پورے بچے میں سوائے اس کمرے کے جس میں شیطانی طاقتیں زندہ رہی ہیں کہ اس کمرے کا وہ کچھ نہ کر سکا کیونکہ شیطانی طاقتیں بھی خوب مزاحمت کر رہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ساجد اندر مار کر اصرار ہونے کی تعبیر بالکل گائیہ شیطانی طاقتیں ساجد کو مار کر واپس کوہ قاف جاسیں گی۔ اس کے علاوہ اس کہانی کے اور افراد کو (جو اپنی آنکھوں میں خواب سجائے آئے ہیں) اپنے خوابوں کی تعبیر کیں گیں گی۔ پڑھئے بھیا نک تعبیر!

وہ مجھے گھور گھور کر دیکھتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ مجھ پر ڈورے ڈالتا ہے۔ میں کیا کروں بڑی آیا؟ اسے قریب میں پھاس کر اس کی دھت بھی تو نہیں اڑا سکتی۔ میرے دانت بھی تو ٹوٹنے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ٹوٹے دانت نکال کر پریشانی گواہی دیتی تھی۔ تب مجھے..... اسے متھس کی پھر نہیں آتی تھی اکثر متھس کے ٹیٹ میں مل ہو جایا کرتی تھی اور Exam میں اس کے متھس کے پیچ میں مار کر کسی بھی کم آئے تھے جبکہ میں متھس میں انتہائی ذہن تھا جبھی تو وہ اور اس کی کبھی روز چٹنی کے بعد میرے پاس بیٹھ کر متھس کی روڈیں کرتیں مگر ایک دن..... لاٹج کیا ہوتا جاتا ہے تمہیں؟ تم ہر جہرات کی رات کو بیٹھ سے اٹھ کر باہر کی جانب بھاگے گی ہو۔ کیا آج پھر وہی خواب دیکھا ہے جو ہر جہرات کی رات کو دیکھتی ہو؟ کیونکہ آج بھی تو جہرات کی رات ہے۔ زائد نہ پریشان ہو کر پوچھا۔ ہاں..... زائد!

میں ڈانٹ ہوں..... ہاں، میں ڈانٹ ہوں..... ارے کوئی ایسی ویسی ڈانٹ انتہائی خطرناک ہوں اور میرے چہرے کے ایسے خدو خال ہیں کہ کسی کمزور اور کمزور دل والے آدمی کو پہلی ہی نظر میں مارنے کے لئے کافی ہیں۔ اب آپ مجھے کالی ڈانٹ کہہ لیں باسفید ڈانٹ مگر میں بڑی مکار ڈانٹ..... بوقت ضرورت اپنا پورا رنگ چہرہ بھی انتہائی حد تک کالا کر دیتی ہوں تو بھی سفید پتہ ہے میں اب انسانوں میں ہی رہتی ہوں اپنی فوج

دور سے ڈالے گی۔ میں نے سنگھار پر طنز کیا تو وہ ہراسا
منہ بنا کر باہر چل دی۔ میرا بھی دل چاہا اس کے ساتھ
چلنے کو مگر ایک خیال نے آ لیا تھا کہ میں کیوں جاؤں۔
میں شہری سردار بنی اور بے میر سے غلام (میری موٹی
گردن اکثر کی تھی اس وقت)۔ بہر حال اب مجھے اس
آوی کا انتظار تھا بے کیا ہو گا وہ۔ میرا موٹا دل دھڑک
اٹھا۔ مجھے ایسا ہو گیا تھا اس وقت مجھے خود بخود پھر سے
خفت سے اٹھ کر (اپنے مخصوص کمرے میں ہی) یہاں
سے وہاں اور وہاں سے یہاں دوڑ مچنے لگی اس کے
انتظار میں۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور مصیبت جن اور
سنگھار ایک جیتنے چلے آئی کوٹھینے ہوئے لا رہے
تھے۔ وہ پھر مگر کا خوفزدہ سازدو ہائی پڑا خود روت تھا۔
میرا تو موٹا دل ایک بار پھر دھک سے رہ گیا۔ وہ سنگھار
اور مصیبت جن کو دیکھ کر کچھ رچا رچا ہوا تھا (وہاں
کیوٹ کلاں لٹا تھا) مگر کچھ کہہ کر وہ بے ہوش ہو
گیا (سنگھار اور مصیبت جن کو دیکھ کر اس نے نہیں بے ہوش
ہوا تھا کیونکہ سنگھار کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور مصیبت
جن کے سینکے۔ بے ہوشی کے خوف مجھے حاصل تھا۔
میں نے پی توڑے تھے غصے کے عالم میں مگر میری گھڑی
جوانی اور مکر سے دانت دیکھ کر خود فوراً سے پیلے بے ہوش
ہو گیا تھا اسی لئے تو میں ہوں ڈاکٹر خزان میں
(ہے)۔ تھوڑی دیر بعد خود ہی اس کے ہوش ٹھکا آئے
گئے۔ تب میں اس سے مخاطب ہوئی۔ کیوں بے میری
سہلی کو قید کرنے کے پکڑ میں ہو گئی جاؤں ہو یا کچھ
اور ہو؟ میں نے اس سے انسانوں کے نیچے میں بات کی
(اخلاقیات کے دائرے میں رہ کر)۔ دیکھئے خوف سے
کھینچ لگا (ظاہر ہے پیار سے دیکھنے سے رہا)۔ کتنے
نہیں بے میر سے پیچھے پڑی ہوئی ہے یہاں سے کد پیکار
کہا۔ کئی لڑکی کا روپ دھار کر تو کبھی کسی کا اور کبھی
اسے پہچان جاتا ہوں لیکن جب بات نہ بنی تو اپنے اصل
روپ میں آئی تب میں نے بھی اسے پہچان کرنا
شرع کر دیا کیونکہ قہراً بہت جاودہ مجھے بھی آتا ہے اس

تھا جیسے اسے اس بات کی بھ سے امید ہو کہ میں ابھی اس
کے بھی سچے پیٹنگ تو دوں گی۔ میرے سامنے اس کے
پھر بولی یا اس طرح سے پھر بدبختی کی تو تمہارے یہ
کندے بد بودار بال چڑوں سے پھر دھڑوں کی جو میرے
میں میں آئے میں کروں گی ابھی تم سنگھار تکم۔ میں غصے
میں نہ جانے اسے کیا ہو گیا کچھ جلی کی اور وہ مگر کچھ
آؤ نہ بھانے کتنی رہی۔ اس کے بعد بدبختی کرنے کی
نوبت نہیں آئے گی بڑی کیا۔ اب مجھے جاؤں۔ اب
میں زندہ رہ کر کیا کروں گی۔ اس نے انتہائی کرب میں
اپنے پوچھے منہ سے کہا تو مجھے اس پر ترس یا نکل نہ آیا
کیونکہ اسے اب زندہ رہ کر کیا کھیاں ماری میں اس لئے
میں نے چپ چاپ بڑی بے دردی سے اسے ملا دیا
کیونکہ سنگھار کو میرے علاوہ کوئی اور مارجی نہیں سکتا تھا۔
ہمارے آؤ بھی زندہ نہیں ہے جو اسے یا نہتے مارنے ان
کے مرنے کے بعد تو میں سب پر راج کرنا چاہتی تھی۔ سب
کی مطلق العنان سرداری تھی۔ جب بھی غصے میں آتی
کچھ نہ کچھ بدبختی (اپنے ساتھ تو ہر کڑیں اپنی فوج کے
ساتھ) پیچھے گھار پڑی کے لیے ہاں لے دیتی تھی (میں
نے فوج نوچ کر مرنے کی دم کی طرح کر دیئے تھے۔
جن زادی اور جن کو ہر وقت آگ کی لود پڑتی رہتی تھیں)
کے عالم میں)۔ جوت کا لاٹھیا پھرنے والی لڑکی
وغیرہ وغیرہ اور ایسا کرنے سے پہلے ہلا کر روک دیتا تھا
سب کی سرداری ہوں۔ اس کے بعد ہر کسی کے ساتھ بھی
سنگھار سے ملتا جلتا واقعہ پیش آیا اور مجبوراً اسے بھی جانا
پڑا اور وہ کبھی کسی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا اس لئے اس کو
بھی اس کے خوالے کر دیا تھا۔

اس کے بعد ہوا کچھ یوں کہ محلے کے لوگوں کو
ہمارے پیچھے پر چک ہوئے لگا اس میں جن جن جوت ہیں
تو وہ ایک پیچھے ہوئے حال کو لے آئے اور مجبوراً مجھے
پریم اور پریم اور بھوت کے ساتھ وہاں سے بھانجا پڑا
بھی اور قید میں کیوں آئی تھیں اسے آقا کا انتقام
بھی تو لینا تھا پھر ہم اپنے ہی دشمن کے گھر میں رہے
لگے کبھی حالات میں اور ہمارا جن (جس نے ہمارے آقا

کونکئی اپنے ہی دوست کو مار ڈالا تھا) ہم سے اسے ہی
گھر میں چھپا بیٹھا ہے لیکن قابو نہیں کر سکتا۔ دو سال
ہو گئے اسے میں قابو میں لانے کے لیے کئی کئی نہیں کیا
اس نے عمر میں اس کا ہر حربہ ناکام بنا ڈالا مگر اس بار
اس نے جو بال چلی اسے اس میں بڑی خوفزدہ ہوں
وہ ہر ضرورت کو ایک آوی کی بنی بنا ہے کئی کبھا تو مجھ
اور بھتہ کو بھی دیتا ہے۔ یہ سب میں قابو کرنے کے لیے
ہر طرح میں بھی کوشش کر رہی ہوں کسی طرح اس پیچھے
میں رہے ہوئے افراد میں اس کو قابو میں لے لوں
اور اس کے ذریعے اپنے دشمن کا خاتمہ کر کے گوہ قاف
واپس چلی جاؤں عمر میں فی الحال ایسا بھی نہیں کر سکتی
کیونکہ یہ پورا پھر اس نے اپنے چاہو کے عمر میں ڈوبیا ہوا
ہے سوائے اوپر والے کمرے کے جس میں ہم رہتے
ہیں۔ یہ کمرہ غلط ہے کیونکہ یہاں میرا علم ہے۔ میں
اپنے ساتھیوں سمیت یہاں قید ہو کر رہی ہوں اور وہ تو
کب سے پہلے کمرے سے قید ہے۔ اب دیکھنا ہے
ہے کب وہ نکل کر میں ختم کر کے امر ہو جائے یا پھر
میں اسے ختم کرنے میں کامیاب ہوں گی۔ میں اپنی
کوشش میں ہوں اور وہ اپنی کوئیں جاری کئے ہوئے
ہے۔ یہ نہیں جس کی ہوگی؟

○

ظلمت کے مہتاب کو ڈھونڈ رہا تھا وہاں جاوہ
اکثر جھٹکتے تھے مگر مہتاب کہیں ہوتا تو ظلمت اتنا اب
صرف ایک جگہ رہی تھی اور وہ تھا پارک (پارک ان کے
ہوشل کے قریب ہی تھا) دونوں ترک سے کراچی آئے
تھے، کراچی بڑھتے کے لئے۔ دونوں ابھی انکی ایف ایس
کے فائل فز کم کے امتحان دے دیئے تھے اور رزلٹ میں
ایک ایک مہینہ باقی تھا اس لئے دونوں فارغ تھے۔
مہتاب رزلٹ کے تک واپس اپنے گاؤں جانا نہیں
چاہتا تھا اس لئے ظلمت کو بھی اس کے ساتھ ہوشل میں
رکنا پڑا۔ ظلمت پارک میں آیا تو مہتاب کو کھو یا کھو یا سوچ
میں پام کر اس کا پارہ پائی ہو گیا مگر ضبط کا دامن قائم کر
اس کے پاس آیا۔ اوہ۔ اوہ تو تم یہاں بیٹھے ہو اور وہ بھی

ہوئی اپنے کمرے میں آئی انتہائی غصے سے اس کا چہرہ
لال ہو رہا تھا۔ اپنا پرس اٹھا کر وہ گاڑی سے نکل پڑی۔
تمہارے سسٹے کا حل ہے کہ تمہیں اس کے لئے
انتظار کرنا ہوگا۔ حال بابائے لائبہ کو پورا مسئلہ سننے کے
بعد کہا اور کتنا انتظار حال بابا؟ لائبہ پریشان ہوئی۔ ایک
جماعت اور تم ایک جماعت مزید صبر کرنا اور دیکھو کہ تم
جو بہا پاک خواب دیکھتی ہو یہ محض خواب ہی ہے یا تمہیں
اس کی تعبیر بھی ملتی ہے۔ بابائے کہا تو لائبہ کی آنکھیں
خوف سے پھیل گئیں۔ کنگ..... کیا مطلب حال بابا تعبیر
..... اس بہا پاک خواب کی سمجھ کو کوئی تجربہ نہیں ملے گی۔ اس
تجربہ جھرجھری کی۔ ہاں بیٹا ہر خواب کی دکنی کوئی تعبیر
ضرور ہوتی ہے اور تمہارے خواب کی بھی تمہیں تعبیر مل
رہے گی۔ تم چونکہ ہر جماعت کی بات کو خواب دیکھتی ہو تو
تعبیر نہیں کر سکتی جماعت کی رات کوئی نہ ملے گی۔ ہو سکتا ہے
تم اپنی جماعت کو خواب کے بجائے تعبیر ہی دیکھ لو اور اگر
اپنی جماعت کو ایسا نہ ہوا تو پھر اس سے اپنی جماعت کو
تمہیں اپنے خواب کی تعبیر ملنا مشکل بات ہے۔ حال بابا
نے اپنی جماعت کی بات کر کے لائبہ کے خوف کو وہ بالاکر
دیا۔ تو..... تو حال بابا میں کیا کروں گی؟ جماعت کو پا
کر..... کیا یہاں آ جاؤں؟ اس پر فرائی کی نہیں تھیں
یہاں آنے کی ضرورت نہیں، تم بتے کہ دن آ جائے
اپنی آپ بیٹی سنا۔ پھر میں تمہیں تمہارے مسئلے کا حل
بتاؤں گا۔ بابائے بہت ڈر کر رہا ہے اسکی سے خوف
میں مبتلا ہو گئی ہوں۔ میں کیا کروں؟ لائبہ نے رو بہائی ہو
کر کہا۔ تمہیں ڈرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں خود پر کا تو
پاؤ اور خدا کو ذات پر کمال ایمان رکھو۔ بہا پاک کوئی توفیق
ہی دے دیں۔ تمہیں توفیق کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔
حال بابائے کہا تو لائبہ کو غصہ آ گیا جسے وہ چھپا بھی نہ
سکی۔ تمہیں غصہ ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں اور یہی
بھہ پر شک کرنے کی کوئی ضرورت ہے۔ میں تمہیں توفیق
اس لئے نہیں دے رہا کہ توفیق کے اثر سے ڈراؤنے
خواب کے جائیں گے جب تک تم بہا پاک خواب دے
رہیں گے مگر خدا کو اسے دن کو توفیق دینا کہ اس کی بھول

لئے ہارن دی اور میری آواز اس نگوں ہارن میں دو کر
رہی اور جب تک وہ لڑی بھی کو لے جا چکی گی۔ میں نے
ان کا پیچھا کرنے کے لئے گیس پکڑنا چاہی مگر وقت وہ
میں نہی اور میں واپس آ گیا تمہارے پاس یہ ضروری
سامان لے کر چلنے و صافحت سے تفصیل بتائی۔
اگر وہ مارا کوئی اس ضروری سامان کو بے وقف تمہیں پھر
بھی ان کا پیچھا تو کرنا چاہئے تھا۔ نہ ہوتی ہے لائیبہ کی
پان کی بھی۔ میں بھی کی ذرا ٹھہریں اب میں کسی معلوم
ہو کہ کدھی کسی حال میں سے ٹھیک بھی ہے یا نہیں۔ حرق
شاہک کر کے آگئے یہاں حالانکہ تمہیں اس وقت نہی
اچھا غصہ کر طرح چلے گا۔ مہتاب کا بس نہیں چل رہا ہے
ہی ہوگا (ظلمتے شایہ زہرا کر مہتاب کے سامنے کھڑے تو
اس نے چپکے کر بیڑ پر ٹھیک دے) اسے کچھ بھی نہیں ہو
گا کیونکہ وہ خوف ڈاکھوں میں ہے۔ ظلمتے نے کھڑے سے
کہا۔ کیا مطلب؟ کیا مگر سامنے والی لڑی کوئی دس کی کیا
جو تمہیں دے دے اور تم بھی کر دے۔ مہتاب نے
پتھر کا تیر چلایا۔ نرس تو دس کی اہل بلتہ وہ لڑی لائبہ ضرور
کھلی خطے سے تیر خزانہ آج آپ اس طریقے سے کہا کہ
پہلے تو مہتاب سمجھ نہ سکا لیکن سمجھ جانے پر اسے جرت کا
جھٹکا اس کا منہ مارے جرت کے کھلے کا لٹھارہ کیا کیا
..... لائبہ.....!



اسے گھرانے کے بعد لائبہ اس کا چھپکا اپنے
خاندانی ڈاکٹر سے راجھی کی دس کا کھتا تھا کہ اسے بظاہر
کوئی چوٹ نہیں آئی۔ بڑیاں بھی سلا تیں نہیں بس زور
سے بے ہوش ہوا ہے۔ یہ تو اچھا ہے کہ آپ نے بردت
بریک لگا دی ورنہ دوسری صورت میں بڑیوں کا سر مرنے
میں مست تھا۔ پھر حال یہ بھڑکی دے رہا ہے یہ وہی میں آ جائے
گا۔ میں نے آرام کا بیجش لگا دیا ہے آرام کرنے سے
اس کی طبیعت بحال ہو جائے گی۔ ڈاکٹر کے کہنے کے بعد
لائبہ نے سکون کا سانس لیا تھا۔ اس کے بعد ڈاکٹر چلا گیا
تھا۔ جی اس وقت گیٹ روم میں سوئے پر پڑا ہوا تھا

کا دل شدت سے چاہا کہ لایبہ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دے مگر وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا۔ پ لایبہ ہو؟ پہلے جی لایبہ کو دیکھ کر حیران ہوا تھا مگر اب ہونے کی باری لایبہ کی تھی۔ جی..... جی..... جی میں لایبہ ہوں مگر آپ مجھے کیسے جانتے ہیں، آپ کون ہیں؟ میں تو آپ سے پہلے بابر لاری میں لایبہ تھی۔ جبریت کا اظہار کیا۔ ا know کہ آپ ہم کو نہیں جانتی مگر ہم آپ کو جانتے ہیں۔ actually میرا نام جی ہے اور میں امریکہ سے آیا ہوں اپنے کزن کے ساتھ رہا ہوں، جس نے مجھے آپ کی پتھر دکھائی تھی۔ جی، یہی خود مجھ میں نہیں رہا تھا کہ لایبہ سے کس اعزاز میں بات کرے کیا پوچھے اور کیسے پوچھے کہ لایبہ لایبہ سے پہلی ملاقات تھی اور وہ ایسے حالات پر آکر..... جی، اب یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ کون کون سے دوست، جیسے آپ باس بری تصویر ہے؟ لایبہ مشتعل ہو گئی۔ don't worry جائز آپ غصہ مت کریں آ کی picture جس کے پاس ہے منہ سے متاب کا نام دہیرا کزن نہتاپ ہے۔ جی کے منہ سے متاب کا نام سن کر لایبہ کی جھڑپیں لے ترتیب ہو گئیں۔ اس نے سبکیوں سے خود کو یکسا۔ لایبہ آپ سے میرے کزن کے ساتھ کیا کیوں لائی؟ جبریت بہت برا تھا۔ لایبہ آپ بات بھر دل کی خواہش وہ زبان پر لے آئی۔ لایبہ چلو بدل کر رہ گئی۔ اس کے چہرے پر ایک سایہ سا بھرا ہوا تھا۔ ہم..... میں آپ کے لئے ہلدی طارم دودھ لائی ہوں۔ آپ جائز زیادہ باتیں مت کریں آپ کی طبیعت بگڑ جائے گی۔ لایبہ آپ انھیں پیچیر کر لیا اور فوراً جان میں پہنچی آئی۔ دودھ گرم کر کے لایبہ کو دے کر دکان وہ کسی گہری رواج میں بھی کھ گئی۔ دودھ گرم کر کے وہ گیٹ روم میں آئی مگر یہ کیا تھی تو اٹھ چکا تھا صوفے سے اور سیزجوں کی طرف چل رہا تھا (جیسے کسی نے اس پر سحر کر دیا ہو) ارے آپ کہاں جا رہے ہیں جی۔ دیکھیں آپ بیٹھ جائیں آپ کو ڈاکٹر نے فی الحال آرام کرنے کو کہا ہے۔ لایبہ نے کہا مگر وہ دستور چڑ گیا پھر مڑ کر لایبہ کی جانب دیکھا تو لایبہ کانپ کر رہ گئی کیونکہ جی

پانی کاوش! جائز تم لایبہ سے جی کا پیہ کر کے ہمیں

انفارم کر دینا کہ وہ ٹھیک ہے باتیں۔ ارے کہاں کہاں کہ وہ میرا کزن ہے..... اچھا تم مجھے اس کے گھر کا ایڈریس دے دو میں ملکر کوچنگ دوں گا کیا؟ اس نے سنجیدگی سے کہا..... چلو ٹھیک ہے پھر میں انتظار کر لیتا ہوں..... خدا حافظ! کاوش نے باتیں کرنے کے بعد متاب نے فون رکھ دیا۔ طبعی ساری باتیں سمجھ چکا تھا اس لئے چوتھہ پوچھا خاموشی رہا۔



جب لایبہ کو ہوش آیا تو وہ اپنے کمرے میں اپنے بید پر موجود تھی۔ اسے اپنے سر میں دھڑکنے ہو رہا تھا اور جسم میں انتہائی قنات۔ اس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں تو فرخندہ اور زبیدہ اس کے سامنے کھڑی تھیں گا دھان لایبہ کی طرف تھا بلکہ اپنی باتوں میں کہیں نہیں۔ ہاں، میں تو کبھی ہوں تم بھی اپنے بیٹے کو اس پیچر سکول سے انفا کو بھی اپنے بچوں کو انفا دہی ہوں دن بدن لائق ہوتے جا رہے ہیں۔ جی سکول سے آتے ہیں کچھ کے کندے گھنٹے بچوں کے ساتھ کھینچ کر شرا کر دیتے ہیں۔ وہ درک کے باسے میں پوچھوں تو آگے سے جواب دیتے ہیں اماں دیا ہی نہیں۔ میں بھی سکول کے پرنسپل سے بات کر لی ہے انہیں انھوانے کی مگر وہ غشقیٹ دیتے پر مانی ہی نہیں ہو رہا۔ بھانے بنائے جا رہے ہوں جو چاہے بچوں کے ابا سے اس بارے میں سو بات پر بات کر لوں کرچی سے لے کر آج میں اور یہ بچوں کے سکول کا مسئلہ خود حل کرے تو نہیں نکلاں سکول کے فرغہ اس کو کڑوں پر پرنسپل سے غشقیٹ دے ہی نکلاں گے۔ اسے فرغہ کی کہی بات اب بات ختم ہوئی تھی۔ ہاں باقی فرخندہ میرا بھی یہی خیال ہے کیونکہ میرے بچے پہلے سے سکول سے آکر آدرا دہ کر دیا ہیں کرتے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک آگے بڑھنا چاہتا ہے کہتا ہے۔ اماں سکول کے بعد کاؤچ اور پھر بیوروٹی گاؤں گاؤں، باقی دو کا دھیان بڑھانی میں بائیں نہیں ہوتا۔ میں تو سوچتی ہوں ان دونوں کو کیوں کر میں ڈال دیتی ہوں اور یہی سکول سے غشقیٹ

بھیا کعبہ تعبیر

پائی فرخندہ کو مار ڈالا۔ لیتینا کوئی جن بھوت ہوگا۔
 زبیدہ نے لنگی لے کر کہا تو لایہ سے پیش میں آ کر
 دروازے کو زور زور سے پھٹا شروع کر دیا۔ فرخندہ.....
 فرخندہ۔ وہاں پہلے پارہی کی جیسے اس کی پکار کر فرخندہ
 آئی مسطور دم سے باہر آ جانے کی۔ کون ہے اندر.....
 کون چھپا چھپا ہے؟ اندر..... ارے میں تو وہاں سے
 آؤ..... ہاں ہنگول بڑا..... لایہ گھومنے سے باہل ہو رہی تھی
 اس لئے دروازے کو لٹکا اور کے مار مار کر چلائی گئی اور
 جواب میں پہاں پکڑ لیا تھا۔ آ..... آ..... لایہ اور
 فرخندہ کی جھجک جھجک گئی اور دونوں اپنی جگہ کانپ کر رہ
 گئیں۔ آج ایک ایک مرتبہ جہیز پکڑا۔ اس مرتبہ کا جھجکا
 نہیں تھا۔ فرخندہ نے فرخندہ سے پوچھا تھا تو وہ کہہ دیا
 گئی لایہ خانہ خوف سے چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔ وہ کہہ دیتے
 کا نہیں تو فون کے پاس آئی۔ عامل بابا کا نمبر اس نے
 دانستہ طور پر ڈائل نہیں کیا تھا۔ ہاں زاہد کا نمبر کا نہیں
 باقیوں سے ڈائل کیا تھا مگر وہ جی بھی نہ تھا۔ آ..... آ..... آ.....
 آ..... آ..... جی مارکروں میں جی تو دیا اور اصل
 کھل رو دی۔ اسے اپنی سے کسی پرے حاشا غصہ آ رہا تھا
 اور آج وہ ڈوٹ ڈوٹ کر گیا۔ لایہ شاید سے کہہ سکتا ہو کہ
 میرے ساتھ۔ یہ گھر کتنوں سے جس نے دانا دیا تھا۔
 نگل گیا۔ لایہ جتنے بہت خوف آ رہا ہے، مجھے حاف کہ
 دے میں ہے عدنا کیا ہوا۔ میری بددعا ہے۔ وہ اللہ کے
 سامنے گڑا رہی گئی اس ذات کے سامنے جو اپنے
 سامنے بندے کے اندھ میں رہتا ہے کب۔ مجھ سے
 معافی مانگے اور میں اس کے سامنے گناہ نہاں کر دوں
 چاہے سمندر کی تھماگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔
 گناہ گار بندہ جب اسے رب سے کھانا چاہتا ہے تو وہ
 بڑا خوش ہو کر اپنے بندے کی طرف دوڑا چلا آتا ہے۔
 انسان جب بھی خوش ہے اور اور اللہ سے دعا کرتا ہے تو
 وہ ضرور سے نکلنے حال انسان کو اپنی رحمت کی خوش آ
 ہے لیتا ہے وہ کہ کو اپنی رحمت کی۔ پھر کچھ دیکھو اور
 سنتا ہے اس کے ہاں دیکھو کہ کچھ ایڑہ نہیں۔ لایہ اور
 رکر اپنے سے رابطہ قائم ہوئے گی یہی تو وہ رہا۔

ہوتی جارہی تھی۔

○

آخر کار جھڑت کا دن بھی آج گیا۔ لائبیرے نکل
ہی سے سب تو کڑوں کی عادی چوٹی کر دی تھی۔ زلمہ کا
بھی بچہ چھیل رہا تھا۔ لائبہ زلمہ کی طرف سے بھی
حد پریشان کی اور آج تو بیدار خود زور دیا تھا۔ کسی
بکھار تو خوف سے جھرجھری لے لیتی۔ پتیل آج کیا
ہو گا میرے ساتھ لیکن ضروری تو تھیں کہ میرے ساتھ جو
بھی ہو تا ہو دے۔ آج ہی اس جھڑت کو جو چاہے۔ دوسری
بات سوچ کر دیکھ رہا مسکون ہو جاتی کہ گیلیا سوچ سے وہ
دوبارہ افسردہ ہو جاتی۔ آج کا سارا دن بھی زلمہ کے
دور دور کر گیا۔ لائبہ کو کڑت آج بھی کہیں جھرجھری
سکون کا نام دور دور کر دیتا اس کی زندگی میں تھا۔ اب
دولت اس کا ساتھ نہیں دے پا رہی کسی اس کا ہمسفر تک
اسی دولت کی وجہ سے اس سے دور تھا اور وہ بیٹے اس۔
رات ہوتے ہی وہ اپنے گھر سے میں دھک لیتی تھی اور
بالکل انکی طرف انقطاع فرماتی کہ اب اس کے ساتھ کیا
ہو گا کیا وہ اس کی مقابلہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ یہ کتنی عجیب
بات ہے۔ کتنا عجیب۔ سوال ہے جس کا جواب شاید
خود اس کے پاس نہ ہو۔ آپ کو ہر طرح سے سمجھا دیں
ہر طرح سے کوشش کر رہی تھی کہ خوف سے باہر آجائے مگر
کسی طرح سے بھی اس کا خوف مائل نہیں ہو رہا تھا۔

کچھ رات کے بارے پر تو وہ نہ جانتے ہوئے بھی اسے
گھر سے باہر آگئی۔ بالکنی میں اور کرنا چاہتے ہوئے
باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔ ناکی بیٹی کو اس نے دیکھا
اسے ابھی کہ نہ آئی تھی۔ اچانک لائبہ کو چاند کی اور زمین
روشنی میں گھر سے باہر کی کا بولہ دکھائی دے رہی تھی
گئی۔ زلمہ..... اس سے جھرجھری لے کر نوحہ اور
بجھ بھاگ کر چھریاں اترنے لگی۔ وہ ہاتھ بٹائے گھر
سے باہر آگئی مگر یہ کیا وہ زلمہ دبا نہیں تھا لائبہ خوف
سے کانپتے ہوئے سامنے درخت کی بوڑھی کی ہو
سکا۔ وہ دباں کی طرف سے پیچھے اسے اسرار اسے گھر
احساس ہوا تو اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا اور درخت اسے گھر

کے صمد دروازے پر پڑی۔ اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اندر گیا ہو۔ اس لائبریری کے کابینے کی وہ بت بنی گھر کے مین ٹیکٹ کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اچانک اس کی نظر سامنے بالکونی پر پڑی تو اس کا اوپر کا سانس اوپر اڑنے کا سانس بچنے لگا۔ کیا ٹیکسٹ بک بالکونی میں زلمہ لڑا تھا۔ لائبریری کے کھر کھر میں اس اور بھائی کے سانس بچنے کی آوازیں سنیں۔ یہ جڑیوں کی طرف بڑھنے کی بات تھی۔ اس کی آنکھیں اچھل اچھل جاتی تھیں۔ وہ غلٹ میں بیڑیاں پر سچی ہوئی بالکونی میں اس کی گھبراہٹ ہوئی۔ وہ بالکونی میں بھی نہ تھا۔ لائبریری کچھ گھبراہٹ ڈرا تھا۔ اسے اپنے ذہن پر ٹھک رہا تھا کہ کھنکھہ وہاں تو نہیں ہو گئی یا نہیں۔ وہ خواب تو نہیں دیکھ رہی۔ اس نے کئی بار ہاتھ پر چٹکی لے اپنے سر پر بھی دھرتی سمجھ رہی تھی۔ وہ خواب نہیں بلکہ اصل حقیقت تھی۔ اسے کچھ بھیجیں۔ اس کا خواب کیا کہہ کر۔ اچانک اس کا ذہن شور ورم کی طرف گھبرا گیا۔ اس کا سانس اس کے جسم میں ایک مستحکم دھڑکی اور وہاں بیڑیاں اتر کر شور ورم کی طرف آ رہی۔ شور ورم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ یعنی غم اور تھکنے دیکھ کر لائبریری گھر سے نکلی۔ شور ورم دروازہ آج کھلا ہوا ہے۔ یعنی آج مجھے میرے خواب کی تعبیر مل جائے گی۔۔۔۔۔۔ نہیں زلمہ شور ورم میں تو نہیں گیا؟ کیا ہوا؟ شور ورم میں بھی ہو گا۔ اس نے اپنے خوف سے جھنجھکیاں پاتے ہوئے شور ورم میں چلی گئی۔ مین ٹیکٹ کے اندر آ گیا۔ وہ پہلے بھی شور ورم میں نہ آئی تھی۔ آج پہلا بار آئی تھی۔ اس نے دیوار پر ہاتھ مارا یہ سوچ کر کہ شاید یہاں کوئی لیب بھی ہو جس کے مین ٹیکٹ جانے اور واقعی تجویزی کی کوشش کے بعد اس کی انگلیاں اس جگہ کے ساتھ لگ گئیں۔ اس نے جلدی سے دیا پھا اوپر دیوار پر ایک رنگ کا شور ورم کا بلب آگیا جس کی مدد سے روشنی میں شور ورم کا نظارہ آ رہا تھا۔ لائبریری اس میں ہرگز دیکھی نہ لی۔ شور ورم کی زمین کی ہر گز آوازی۔ لائبریری زمین میں ایک چوکھورا سورج نظر آیا۔ لائبریری سورج کی پس آئی اس میں چھکا تو اسے مڑھیاں نظر آئیں جو نیچے کی طرف جا رہی تھیں۔ یعنی یہ ایک تپہ

[illegible]

لائہ کا پٹہ لگی اور پٹی چٹی آنکھوں سے بڑے کود کھینے لگی جو باہر پر چلا رہا تھا۔ نہیں آپ..... آپ میری بیوی کو کچھ نہیں کہیں گے۔ آپ ان کا نام تک نہیں گے میں..... میں کچھ کرتا ہوں میں ابھی آپ کے لئے شکار کا بندوبست کرتا ہوں۔ زاہد نے ڈرتے ڈرتے کہا۔ ٹھیک ہے اگر تم نے ایک بجے تک شکار کا بندوبست نہ کیا تو پھر مجھے سے گلہ کرنا پڑے گا۔ میں آپ کے لئے شکار کا بندوبست ابھی کر دیتا ہوں بس آپ لائہ۔ اس سے آگے لائہ کچھ نہ نہی کیگی کیونکہ وہ دوتے دھوتے تہہ خانے سے باہر جو آگئی تھی۔ وہ اپنے کمرے میں آکر دھڑکنے دل کے ساتھ دروہی تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ بالکونی میں آئی اور بیچنے کا سطر روک دیکر کاپ بھی کیونکہ مہتاب غلطوادر کاوش بیچنے والی تھی کمرے سے تھیں دیکھ کر لائہ رنگت ہی ہوئی وہ دیکھ کر ہنس کر کہا۔ مہتاب اور کاوش بیچنے والی تھیں ان کے بارے میں مہتاب اور کاوش کی کسی تم لوگ اتنی رات کو یہاں آ گئے لائہ نے حیران ہو کر پوچھا یعنی شکار غلطوادر کیل کر ہمارے گھر آ گئے ہیں۔ لائہ نے خوف سے سوچا۔ ہاں، معافی چاہتے ہیں کہ آپ کو اور آپ کے شوہر کو زحمت ہوگی مگر تم بھی کا پتہ کرنے آئے ہیں آپ سب آ رہے ہیں۔ مہتاب نے کہا تو لائہ رو پڑی۔ بلڈرز آپ سب اس وقت یہاں سے چلے جائے۔ جی باطل میں ہے اور بالکل ٹھیک ہے بس آپ چلیے۔ لائہ نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ جھوٹ بولو اور میرا مطلب ہے لائہ۔ وہ اتنی گھبریں ہے۔ مہتاب نے کہا اور ساتھ ہی بیٹوں لائہ کو نظر انداز کر کے اندر ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ کوہ میری بات تو سنو۔ لائہ صرف ادا نہیں دیتی وہ گئی تھی۔ کیا کہاں ہو تم۔ مہتاب، غلطوادر کاوش اسے پکارنے لگے جبکہ لائہ روٹے ہوئے کسی سے نہیں دیکھ رہی تھی۔ اچانک بیٹوں نے سر پر ہاتھ رکھے جسے ان کے سر میں درد ہوا وہ۔ پھر وہ بیٹوں خردہ ہو کر سنو روم کی طرف بڑھ گئے وہ رابدرانی میں جا رہے تھے۔ نہیں..... لائہ چیخ پڑی۔ روکو۔ تم سب کو سنو روم میں صرف موت ہے خدا کے لئے تم سب کا جائز لائہ

نے غلتے خردہ لہجے میں کہا تو بیٹوں نے لائہ کو اپنی لال سرخ آنکھوں سے دیکھا ان کے چہرے وحشت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ لائہ انہیں دیکھ کر ہنس کر لگی۔ پھر وہ بیٹوں تیز جہیز قدم اٹھاتے ہوئے سنو روم کی طرف بڑھ گئے۔ نہیں جی میں سب کو مرنے نہیں دوں گی۔ لائہ بھاگ کر ان سے آگے ہوئی اور سنو روم کے دروازے کے سامنے کڑی ہوئی جو مہتاب نے لائہ کو ادا کرنے کے لئے بڑھ کر زمین پر زیادہ تیز سے پڑے ہیں بر آری اس کے منہ سے ایک بھابھک جیج نکل گئی..... آ آ آ آ آ آ وہ ایک بھابھک جیج مار کر جاگ لگی۔ اودہ۔ زاہد کی حقیقت ہے گناہ انسانوں کی موت اور اودہ سے یہ نیا خواب لائہ کا سامنا رکھنے لگا۔ سامنے زاہد کو دیکھ کر وہ چونک پڑی۔ لائہ نے تہہ خانے میں کیوں آئی تھی؟ زاہد نے ایسے کہا جیسے اس کی چوڑی پٹری کی ہو گئی۔ حیرت سے اس کی جانب دیکھا۔ تم..... تم نے مجھے..... وہ..... وہ کو رو دیا ہے۔ کیوں دیا تم نے مجھے وہ کو..... تم نے تو کہا تھا کہ میں بڑھنے کے سامنے میں شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ تمہارا فون بھی آف تھا تم نے مجھ سے جھوٹ۔ جابل میں نے تم سے جھوٹ بولا۔ لائہ کی بات کاٹ کر کہا۔ اودہ سے جھوٹ بولا میری جھوڑی کی میرے خیال میں تم نے مجھ سے اب کچھ نہیں چھپانا چاہتے کیونکہ تم نے تہہ خانے میں آ کر بہت کچھ تو جان لی یا ہے۔ مجھے یہ نہ چاہا تھا کہ تم آئی کی تہہ خانے میں مجھے..... مجھیں یقیناً اس پورے سے بتایا ہوگا ہے ناں۔ زاہد کی بات لائہ نے مل کی اور پھر سوال پوچھ ڈالا تو زاہد نے اثبات میں ہلایا۔ تو کیا تم بھی..... تم آدم ہو؟ لائہ نے بے شکل تنہا گھر پر پوچھا جی نہیں زاہد نے نفی میں سر ہلایا۔ تو پھر وہ پوچھا ہوگا؟ ہاں وہ آدم خور ہے اور میرا بھائی ہے۔ اس کا نام ساجد ہے۔ زاہد کے انکشاف پر لائہ رنگ رو گئی۔ ساجد بھائی دوتے سے پہلے پورھا ہو چکا ہے اور وہ جادوگر ہونے کے ساتھ ساتھ آدم خور بھی ہے۔ زاہد نے صاف گوئی سے کام لیا اور دیکھ کر اب وہ کچھ چھپا کر تو نہ سکتا تھا۔ وہ آدم خور بھی

ہے اور گناہگار بھی۔ تم آدم خور نہیں گناہگار ضرور ہو کیونکہ تم اس کے ساتھ انسانیت کے کل میں برابر کے شریک ہو رہے ہو۔ تم نے جانے جانے انسانوں کو فوٹو کر کے اس کے قدموں میں پھینک دیتے ہو اور وہ اسے بے دردی سے ذبح کر کے اس کی ہڈیاں تک فوج لینا ہے۔ میں سب جان گئی ہوں تمہاری حقیقت۔ تم سے صرف اتنا پوچھنا چاہتی ہوں کہ تم نے میری زندگی کیوں برباد کی لائہ نے رو کر پوچھا۔ نہیں لائہ تمہیں کچھ نہیں پتہ۔ صرف سرسری حقیقت جاننا ہوتی ہے۔ میری تمہاری زندگی برباد ہونے کی بات تو اس کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ میں تم سے محبت کرتا ہوں اور تمہاری زندگی برباد کرنے کے بارے میں سوچ مجھے نہیں سکتا۔ دیکھو وہ دراصل یہ ہے کہ..... رہنے دو زاہد جاؤ اس کے لئے شکار ہے۔ دوسرا گروہ ہوئی تو پھر وہ مجھے انکار دینا لگا۔ لائہ نے فطرت کا تیر چلا تو زاہد مجھ کر رہ گیا۔ میں لائہ جب تک میں جھیں اٹھائی بیان نہیں کر دیتا اور تمہاری عدالت سے بری نہیں ہو جاتا میں یہاں سے ہلوں گا بھی نہیں۔ سنو لائہ! وہ میرا بڑا بھائی ہے ساجد مجھ سے پانچ سال بڑا ہے۔ پہلے ایک چھپوے سے مکان میں رہتے تھے۔ وہ فوج سے میرے بھائی کے سر پر ہر کسی کے ذمہ داری تھی مگر وہ یہ سب senuse نہیں لے رہے تھے یہ ہر وقت میں اپنے ایک دوست اتر کے ساتھ بیٹھے رہتے ان دونوں میں شریک میں تھا۔ میرے بھائی کو لگا لگا جادو کھینکے کا شوق تھا تو اسی حالت اس کے دوست اتر کو ضرور تھا کوئی فیلڈ میں داخل ہو چکا تھا اور میرے بھائی کو بھی ہلکا جھلسا کر لے جادو کے راستے پر ڈال دیا وہ دونوں مرتد ہو چکے تھیں ہمیں خیر تک نہ تھی۔ وہ دونوں لوگوں کے مسئلے سنا سن کر کہتے تھے مگر کسی پر یہ ظاہر ہوئے نہ دبا کہ دونوں لوگوں کے مسئلے کا لگا جادو سے مل کر رہتے ہیں۔ دونوں بیٹوں نے بہت درد کمائی۔ میرے بھائی نے ہاتھ لے لئے یہ بنگلہ خریدنا تو تم یہاں شغف ہو گئے۔ ان دونوں میں ایف ایس سی کے exam دے رہا تھا اور ان دونوں میرے

دل میں روئی تھی جس ہرقت میں لگتا ہے میری کوئی تپتی
 شے کوئی ہے اور لائیا ہے اپنا حال دل میں ان کرنی چلی
 گئی۔ اس نے درود کو مہتاب کو سب بچھ دیا وہاں ہر
 موت کے بارے میں بتایا۔ اس نے جی اور خیر خواہ
 کے ساتھ ساتھ دیکھ دیا۔ اس نے ہر ایک کو دیکھ دیا

..... لائے؟ وہ لوں کو حیرت ہوئی۔ ہاں وہ اپنی عدت پوری
 ہونے کے بعد سے ملے گی مہتاب۔ کیوں نہ ملے گی؟ یہ
 مجھے معلوم نہیں۔ ہاں نے کہا تو مہتاب کے دل میں اس
 افسانے کی آگ بھڑک اٹھی۔

[illegible]

عزیز لیں و تقویٰ لیں

حمد باری تعالیٰ

[illegible]

زندگی

خواب کہوں تو ٹوٹ جاؤ گے

دل کہوں تو بکھر جاؤ گے

سورج کہوں تو ڈوب جاؤ گے

موسم کہوں تو بدل جاؤ گے

بارش کہوں تو برس جاؤ گے

چلو آج تمہارا نام زندگی رہتے ہیں

کم سے کم مرنے تک تو ساتھ نبھاؤ گے

☆ حسین کاظمی - منڈی بہاؤ الدین

غزل

اکیلے چھوڑ جاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
 ہمارا دل جلاتے ہو، یہ تم اچھا نہیں کرتے
 کہا بھی تھا محبت ہے، محبت ہی اسے رکھو
 تماشا جو بناتے ہو یہ تم اچھا نہیں کرتے

☆ سید عارف شاہ جہلم

غزل

تا عمر تیرے ناز میں خوشی سے اٹھاؤں گا
میں اپنے دل میں پیار کی شمع جلاؤں گا
اس ڈر سے ہوں نہ راز محبت کا ہو آشکار

☆ میں بھول کر بھی تیری گلی میں نہ آؤں گا
ہم خاموشی سے ہی گزاریں گے زندگی اپنی
ہوٹوں پہ اپنے اب شکایت نہ لاؤں گا
تجائیں میں کبھی نہ میں اکیلا رہوں گا
اپنے دل کے فریم میں تیری تصویر لگاؤں گا

سید عارف شاہ - جہلم

غزل

جو اپنی عمر سے آگے نکل رہی ہو تم
 جنہیں خبر ہے جوانی میں وصل رہی ہو تم
 کبھی جنہیں بھی دعویٰ تھا سرد مہری کا
 کسی کے لپس کو پا کر پھل رہی ہو تم
 بتاؤ کیوں نہیں روکا تھا جانے والے کو
 جسے دل کا ٹھکانہ تھی نے توڑا تھا
 ہمارے دل کا ٹھکانہ تھی نے توڑا تھا
 اب اس ٹھکانے کی خاطر پھل رہی ہو تم
 جنہیں گمان ہے کہ میں جانتا نہیں کچھ بھی
 مجھے خبر ہے کہ ماست بدل رہی ہو تم

☆

فریاد

خواب تھے میری آنکھوں میں
 اپنے لیے کسی جاہت بھی
 میں ہی لکھتا ہوں
 بہت سی محنت تھی
 کیا تو سے
 جانتی تھی پوچھتا میں
 ٹوٹ کے رہتا ہے
 تجھے بھی ہوتا ہے
 خواب حقیقت ہو جائے
 اپنے جسمے سنگدل سے
 اے کاش مجھے سنگدل
 اپنے جیسے سنگدل سے

یادیں

☆.....سید عبادت علی.....☆
 مرد راولوں کو میرے پاس آئی ہیں تیری یادیں
 ہر شب تہنائی میں سناں ہیں تیری یادیں
 لوٹ کر اب کبھی نہ آئے گا تیرے پاس
 ہر شب یہ کہہ کر مجھے رلائی ہیں تیری یادیں
 روز و شب تجھے بھانسنے کی کوشش کرتا ہوں
 تیرا نام لے کر تجھے تیرائی ہیں تیری یادیں
 جب کبھی مجھ جاتا ہے تیرے پیار کا دیا
 مجھے پہنچے بغیر اسے جانی ہیں تیری یادیں
 عیادت بھلانا چاہتا ہوں جس صورت کو
 ہر شب تجھے صورت دینی دکھائی ہیں تیری یادیں

غزل

کسی کے غم میں وقار کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
یہ راتوں کو اٹھ کے روتا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
میں جی آیا تو خوب کھلا نظر سے اترا تو توڑ ڈالا
سکای دل بھی ہے کیا کھلوانا کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
زمانہ حسن و شباب کا ہے، سسین خراب و خیال کا ہے
یہ شب بیداری اوردن کو سونا، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
بجنور میں مجھ کو جو چھوڑ آتے تو اپنی الفت کا راز رہتا
کجا جو ان سے لا ڈبوئے کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
تو جس کے بولے جی، چپ رہو ہاں، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
تو جس سے دُور خدا سے اگر خدا کی قدر نہیں ہے
تو جس کے بولے جی، چپ رہو ہاں، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا
☆ شیب شیرازی جو ہر آباد

ملانہ پیار مجھے

ملانہ پیار مجھے پھرا میں مگر مگر
ہوا نہ ختم میرے درد کا سزا
کوئی تو ہو جو میرے تن کو روشنی بخشے
کوئی تو ہو میرے خوابوں کا ہمسفر
وہ تھا نہ ساتھ میں مگر یقین کرد
جدا ہوا تو پھرنا ہوں دوردرد
ملانہ اور جدا ہو گیا سدا کے لئے
☆ نامہ شہزادہ اودقا - ہری پور

غزل

یادوں کو بھلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
آج کوئی کو سلاتے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
کسی شخص کو بھلا دینا اتنا آسان نہیں ہوتا
دل کو سمجھانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
پھر ایک چھپانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
ایک ایک چلا جانے دور جو شخص بان سے بھی پیارا ہو
انعام پھر دل کو یقین دلانے میں کچھ دیر تو لگتی ہے
☆ انعام علی - جئد

کچھ	عمر	ی	پاگل	پن
کچھ	راستہ	بھی	تھے	انجان
کچھ	ہم	بچیں	پاگل	نکین

غزل

ہے چین ایشوں کو بھلا کے چلے جانا
ہم تم کو نہ روکیں گے بس آ کے چلے جانا
لئے جو نہ آئے تم، تھی کون سی بھجوری
جھوٹا کوئی افسانہ ڈھرا کے چلے جانا
جو آگ لگی دل میں وہ مرد نہ ہو جائے
بکیت ہوئے شعلوں کو بھڑکا کے چلے جانا
اجڑی نظر آتی ہے جذبات کی ہریانی
تم اس پہ کوئی بادل برسا کے چلے جانا
فرقت کی اذیت میں کچھ صبر بھی لازمی ہے
یہ بات میرے دل کو سمجھا کے چلے جانا
☆ امیر عاصم ملک - میانوالی

مرنے کے بعد

زندہ تھے تو کسی نے نہ پوچھا حالات عکس
اب مر گئے ہیں تو مٹی میں ڈالے آ گئے
چھوڑ کے دنیا کو مدہوش ہونے سے ہم
وہ نہ جانے کیا سوچ کر ہم کو چگنے آ گئے
نہ جانے کیسے نہ پوچھا ہے دفانے پہ میرا
میری قبر پہ بھی ہم کو جانے آ گئے
ہم تو اندھیرے میں سونے کے عادی تھے
اور وہ ہے دقا قبر پہ دیا جلائے آ گئے
دھند تھے ایک نظر نہ دیکھا پیارے آ گئے
مگر گئے تو اب قبر پہ آؤ بھانے آ گئے
☆ لعل شاہ رخ خان - کرک

ابھی تم عشق مت کرنا

سناؤ ابھی عشق مت کرنا..... ابھی مٹی سے کھلیو تم
تمہاری ہی کیا ہے..... ابھی نعروں نہ مرنے..... نہیں معلوم ابھی
تم کو کہ..... جب یہ پیار ہوتا ہے..... تو انسان کتنا روتا ہے
ستارے ٹوٹ جاتے ہیں..... سہارے چھوٹ جاتے
ہیں..... ابھی تم نے نہیں دیکھا کہ..... جب ساسی

بچھڑتے ہیں تو..... کتنا درد ملتا ہے..... کہ ہر فرست کے
موسم میں..... ہزاروں غم ابھرتے ہیں..... سناؤ ابھی تم
عشق نہ کرنا..... ابھی مٹی سے کھلیو تم
☆ ابرار امرا میاں - گلگت مڈی

غزل

اداس شاموں میں نہ لوٹ کر آتا بھول جاتا تھا
کر کے جنا مجھ کو مٹانا بھول جاتا تھا
ابن خستوں نے اس کی مجھے بدنام کر ڈالا
وہ لکھ کے نام دیوانوں پہ مٹانا بھول جاتا تھا
مست پوچھ محبت میں لا پرواہی اس کی
دس کر دھم دے مریم لگانا بھول جاتا تھا
کٹنا دل نشین ہوتا تھا اس کی یاد کا منظر پرس
وہ جب بھی یاد آتا تھا زمانہ بھول جاتا تھا
☆ محمد عمران پرس - حاصل پور

غزل

کب دل میں تیری یاد کا سماں نہیں رہا
انگھوں سے تر کیا گوشہ مڑگاں نہیں رہا
دل مرا منتشر ہے غم روزگار میں
خوابوں کا آتا اب کوئی آسان نہیں رہا
روتا رہے گا اب تو ان آنکھوں کا عمر بھر
اچھے دنوں کا اب کوئی امکان نہیں رہا
دینا ہمارے رہنے کے قابل نہیں رہی
پہرے مضعی تو ہیں مگر انسان نہیں رہا
نیرنگیاں دکھائی ہیں دنیا نے بابا
مدت سے محفل عقل بھی حیران نہیں رہا
مستی کسی کی آنکھ کی بھولا نہیں واجد
مجھ کو خیال گردشِ درواز نہیں رہا
☆ پروفیسر ڈاکٹر واجد کھٹک
اس نے یہ سوچ کر ٹھکرا دیا ہم کو اسے نادانِ عامر
یہ غریب لوگ ہیں محبت کے سوا کیا دیں گے
☆ نامہ شہزادہ اودقا - ہری پور

ہاں چاند کو بچنے کا نشہ یاد رہے گا
اس بچائی کی اس رنگ گھٹی کی قزاق
وہ کس عزیز دوپہاں یاد رہے گا
ہم بھول سکیں ہیں نہ تجھے بھول سکیں گے
تو یاد رہے گا ہمیں ہاں یاد رہے گا
اس شام وہ رخصت کا ساں یاد رہے گا
وہ شہر وہ کوچہ وہ مکاں یاد رہے گا
☆ اے بی

قطعات

رات دیکھی ہے بچپنی ہوئی تصویر کوئی
مجھے بتلائے گا اس خواب کی تعبیر کوئی
پڑتے بیٹوں تو ابھر آتی ہے ہر صبح
بات کرتی ہوئی بچتی ہوئی تصویر کوئی
دن رات ماہ و سال سے آگے نہیں گئے
ہم تو تیرے خیال سے آگے نہیں گئے
لوگوں نے روز مالک بنا خدا سے کچھ
اک ہم تیرے سوال سے آگے نہیں گئے

کناڑوں میں دکھ کر سلا گیا ہم کو
آگے بند کی اور بھلا گیا ہم کو
عجب معصوم تھا جو بارشوں میں
چکی دیواروں پر بیٹا گیا ہم کو
قدرت کے کرشموں میں اگر رات نہ ہوئی
تو خوابوں میں بھی بھی ان سے ملاقات نہ ہوئی
یہ دل ہر غم کی وجہ ہے وہم
یہ دل ہی نہ ہوتا کوئی بات ہی نہ ہوئی
☆ اے بی

تجھے دیکھا ہے

برقی جگنو میں شراروں میں تجھے دیکھا ہے
میں نے گل رنگ بہاروں میں تجھے دیکھا ہے
حسن کی بات آئے تو تجھ پر ہی آکر ٹھہرے
میں نے تو حدود کی قطاروں میں تجھے دیکھا ہے

شجر میں، لہجہ میں، خیام کی رباعی میں
میں نے غالب کے اشعاروں میں تجھے دیکھا ہے
وہ کون سی چیز ہے جس میں تیرا کس نہ ہو
میں نے فطرت کے ناطوں میں تجھے دیکھا ہے
یہ الگ بات کہ اردوں کو تو نظر نہ آئے
میں نے تو چاند ستاروں میں تجھے دیکھا ہے
☆ اے بی حافظ آباد

بیت جاتے ہیں

کبھی نظریں ملانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی نظریں چرانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی نے آگے بھی کوئی تو سونے کی غری میں
کسی کو کمر بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کسی کا دل سیاہ راتیں ایک لمبی کی گتھی ہیں
کبھی اک لمبی تانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
کبھی کھلا جو دروازہ تو جی سامنے منزل
کبھی منزل کے آنے میں زمانے بیت جاتے ہیں
اک لمبی میں ٹوٹ جاتے ہیں عمر بھر کے رشتے
وہ رشتے جو بنانے میں زمانے بیت جاتے ہیں
☆ اے بی حافظ آباد

دم توڑ دیا

محبتیں لاس لیں چہاڑنے نے دم توڑ دیا
ماز فاشی ہیں ثنات نے دم توڑ دیا
ہر سرت غم دیہ و زاناں کا عنوان بنی
دقت کی گھوڑی میں لٹات نے دم توڑ دیا
ان گنت محبتیں محروم چراناں ہیں وہی
کون کہتا ہے کہ خلقت نے دم توڑ دیا
آج پھر بچھ گئے بل بل کے امیدوں کے چاروغ
آج پھر تاروں ہماری رات نے دم توڑ دیا
جن سے افسانہ بنتی ہیں لکھن قاضی
ان محبت کی روایات نے دم توڑ دیا
جھلسلاتی ہوئے انھوں کی لڑی ٹوٹ گئی
جنگلاتی ہوئی برسات نے دم توڑ دیا
ہائے آداب محبت کے تھائے ساغر
لب ہائے اور شکایت نے دم توڑ دیا

سافر وحدتی

غزل

مرطے شوق کے دھڑار ہوا کرتے ہیں
سائے بھی راہ کی دیوار ہوا کرتے ہیں
وہ جو بچ بولتے رہنے کی قسم کھاتے ہیں
وہ عداوت میں گنگناہوا کرتے ہیں
صرف ہاتھوں کو نہ دیکھو بھی آنکھیں بھی پھر
کچھ سوالی ہونے خوددار ہوا کرتے ہیں
وہ جو چہرہ لہریں رستے میں پڑے رہتے ہیں
ان کے سینے میں بھی شکار ہوا کرتے ہیں
صبح کی پہلی کرن جن کو دلا دیتی ہے
وہ ستاروں کے غزدار ہوا کرتے ہیں
جن کی آنکھوں میں صدا پیاس کے صحرا نہیں
درویشیت وہی فنکار ہوا کرتے ہیں
شرم آتی ہے کہ دشمن کسے پھینکے محسن
دیکھی ہے بھی تو معیار ہوا کرتے ہیں
☆ اے بی حافظ آباد

بہت یاد آتی

تیری آنکھوں کے اشعاروں کی بہت یاد آتی
آج بہت جہیزیں بہاروں کی بہت یاد آتی
لوگڑتا ہوا میٹکانے سے جب میں نکلا
تیری بارشوں کے سہاروں کی بہت یاد آتی
تیرے بھی پونچھے بھی ہاتھوں سے جو آنسو اچھے
تیرے دامن کے کناڑوں کی بہت یاد آتی
آج ویران سے اس شہر میں آئے جان کنول
مجھ کو بس اپنے پیادوں کی بہت یاد آتی
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

کچھ نہیں ملتا

کسی کی راہ میں آنکھیں بچھا کر کچھ نہیں ملتا
یہ دنیا ہے وہاں ہے دل لگا کر کچھ نہیں ملتا
گرتی بھی لوٹ کر آتا نہیں آنسو بہانے سے
کسی کی یاد میں دکھ لا کر کچھ نہیں ملتا
کسی کے دل پر کیا گزرتے کسی کو کیا پتا ہے اس کی
☆

کسی کو اپنا حال دل سنا کر کچھ نہیں ملتا
جو دل میں بات ہوئی ہے وہی آنکھیں بتاتی ہیں
کوئی بھی بات ہو دل میں چھپا کر کچھ نہیں ملتا
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

بچہ لوگ

یادوں کی گرم ہواؤں سے، آنکھوں کی گلیاں بھتی ہیں
جب آنسو رو رہا ہوتا ہے، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب کالے ہاڈل گر آئیں اور بارش زور کی ہوئی ہے
روڑاؤں سے شور مچاتے ہیں، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
جب اس کے قطرے پھولوں پر، کچھ دلی سے بن جاتے ہیں
جب ہم بھی انگ پھرتے ہیں، اور لوگ بہت یاد آتے ہیں
ہم یادوں میں بس گم رہتے ہیں، اور چاند کو گتے رہتے ہیں
تاروں سے سجی بات چیت ہے، کچھ لوگ بہت یاد آتے ہیں
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

آنکھ کا تار

آنکھوں میں سے لگاؤں غم کو
رہو جو مجھ سے تو مٹاؤں غم کو
میری ہانہوں میں جو گہری غنڈ آ جائے
پھر خود ہی میں پیار سے چٹکوں غم کو
تو ہمیشہ کے لیے جو میرا ہو جائے
ایسا کوئی تعویذ گھولے کے پٹلاؤں غم کو
اس اعزاز سے تم میری جان مانگو بھی
کہ میں انکار ہی نہ کر پاؤں غم کو
اپنی آنکھوں کا تار یا چاند کہوں میں
خدا ہی ہے تار کے نام سے پٹاؤں غم کو
تم میرے دل کی دھڑکن بیان کنے ہو کچھ اس طرح
پھر تم ہی تار کے کیسے بھلاؤں غم کو
☆ رئیس ارشد شیرخان بیٹہ

مسکرا بھی سکتی ہوں

سارے دھڑے کو بھلا سکتی ہوں لیکن رہنے دو
میں جنہیں چھوڑ کے جا سکتی ہوں لیکن رہنے دو
تم جو ہر موڑ پہ کبہ دیتے ہو خدا حافظ
فیصل میں بھی سنا سکتی ہوں لیکن رہنے دو
☆

تم نے جو بات کی دل کو دکھانے والی
اس پر میں مسکرا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو
غم آئے گی جہیں درد نہ تہمارے وعدے
میں جہیں یاد دلا بھی سکتی ہوں لیکن رہنے دو
کاش تم بن کے جو رہتے میرے اس دنیا میں
میں سب کچھ چھوڑ کے بھی آ سکتی ہوں لیکن رہنے دو
☆ راجہ کرشن جی

سوریا

میری دنیا میں ہے شک اندھیرا ہے
تیرے لب پہ پھٹی کا میرا رہے
چہل کھلے دستان تیرے چادوں طرف
تیری ہر دست خوشبو کا ڈھیر رہے
زندگی میں تیری شام آئے نہیں
ایک چمکا دکھ سورا رہے
تو میرے سنگ ہو یہ شہرہی نہیں ارشد
بس تو جہاں بھی رہے صرف میرا رہے
☆ ٹائپ: کول: کراچی

غزل

اپنے دل کی حالت وہ کسی کو دکھاتا نہ تھا
اسے کیا غم تھا وہ کسی کو بتاتا نہ تھا
خزاں کا موسم جب سے اس کا نصیب ہی ٹھہرا
اسے تب سے کوئی اور موسم بھاتا نہ تھا
لوگوں کو بھانسنے کے واسطے زندگی تباہی اس نے
کتنا عجیب تھا وہ شخص جو خود مسکراتا نہ تھا
جانے کس انتظار میں بیٹھا رہتا تھا وہ صبح شام
مکمل موت وہ چلیں جھگاتا نہ تھا
آج وہ وہ کہ وہ بہت یاد آیا ساحل
جو دعا دے کر دنا مٹاتا نہ تھا
☆ رکن مسداس حسین: سنی خان بیلہ

غزل

گاہ میری ترسی ہے مجھے تم یاد آئے ہو
حسرت جب ترستی ہے مجھے تم یاد آئے ہو
ساں جانتے آکھوں میں تیرے جذبوں کا بیگہ چن
کہیں بائیں برقی ہے مجھے تم یاد آئے ہو
زمانے کے سوالوں کو میں بس کر نال دوں لیکن
کئی آنکھوں کی کہنی ہے مجھے تم یاد آئے ہو
☆ رکن مسداس کاش: شیرخان بیلہ

اور ہے تابی نے فرت کے خزاں لہوں میں
تو کسی سوچ میں ڈوبی جو گھمٹائی مجھ کو
میں تیرے ہاتھ کی خوشبو سے مہک سا جاتا
جب بھی موز میں آ کر مجھے چما کرتی
تیرے ہونٹوں کی حدت سے دہک سا جاتا
چمک نہیں تو کہی ہے نام سا بندھن ہوتا
کاش میں تیرے حسین ہاتھ کا تسکن ہوتا
نور محمد اسلم کاش: سلاواولی

جانو کے نام

جانو میں ہاتھ پہ بیٹے پہ چاہیں تم کو
ی میں آتا ہے کہ تعویذ بنائیں تم کو
کیا عجیب خواہش ابھی میں ہمارے دل میں
کر کے مٹا سا ہوں میں اچھائیں تم کو
اس قدر ٹوٹ کے تم پہ میں پیار آتا ہے
اپنی ہانپوں میں تجھیں ماری ڈالیں تم کو
نور محمد اسلم کاش: سلاواولی

پلیس میرا جانو!

اپنے احساس سے چھو کر مجھے مندل کر دو
میں کہ صدیوں سے اندھرا ہوں مکمل کر دو
میں کہ جسیں ہوش رہے نہ مجھے ہوش رہے نہ
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو
تم بھٹکی کو میری پیار کی بھندری سے رنگ
اپنی آنکھوں میں میرے نام کا کابل کر دو
جیسے صحراؤں میں ہر شام ہوا چلتی ہے
اسی طرح مجھ میں چلو اور مجھے تسکین کر دو
مسکد ہوں تو کہیں نہ چھاؤ مجھ سے
اپنی چاہت سے توجہ سے مل کر دو
نور محمد اسلم کاش: سلاواولی

سمیرا جانو کے نام

کھٹکاتے ہوئے آپہن کی ہوا دے مجھ کو
انگلیاں پھیر کے بالوں میں سلا دے مجھ کو
جس طرح فائو گلدان پڑے رہے ہیں

فردیات

اک یہی آس ہی کافی ہے مرے بیٹے میں
دل نہیں آپ دھڑکتے ہیں میرے بیٹے میں
نور محمد اسلم کاش: سلاواولی

غزل

ہم تیرے شہر میں آئے ہیں مسافر کی طرح
صرف ایک بار کھانا کا موقع دے دے
میری منزل ہے کہاں میرا ٹھکانہ ہے کہاں
صبح تک تم سے چھڑ کر جاتا ہے کہاں
سوچنے کے لئے ایک رات کا موقع دے دے
پہل نہ تو یہ پیار کیا ہی کیوں تھا
صرف دو چار سوالات کا موقع دے دے
عمران نواز کور محمد اسلم کاش

چھوٹ کے کہاں جیوں ملے گا

سنگ مرمر سے تراشا ہوا یہ شرخ بان
اتنا دلکش ہے اہانے کو کہی چاہتا ہ
سرخ ہونٹوں میں ٹھرتی ہے رنگین شراب
بے نی لپ کی کر بیک جانے کو جی چاہتا ہے
تم ہے ایک رشتہ ہے کب اتر جانے کو جی چاہتا ہے
لیکن اس صحن پہ مر جانے کو جی چاہتا ہے
بے خبر سوئے ہیں وہ انگر نیندریں میری
جنہ دل پہ ترس کمانے کو جی چاہتا ہے
کب سے خاموش ہو جانے جہاں کچھ تو بلو
کیا اور ستم ڈھانے کو جی چاہتا ہے
چھوٹ کے کہاں جیوں ملے گا مجھے
بیک جیسے بیٹیں مر جانے کو جی چاہتا ہے

دل کو بہلانا

ہم تیری یاد کے بجنے میں قید پہنچی
اڑنا چاہیں بھی تو یہ سوچ کر اڑ نہیں جاتے
باہر تھما کی ہوا ہو گی
ہے دم وقت کی لفافہ ہو گی
کون ڈالے گا تیرے پیار کا دانہ ہم کو
تھمے لے لے گا نہ لے گا بہانہ ہم کو
دل کہیں گزردے گا اس کی تو خبر ہی نہیں
کیسے گزردے گی رات اپنا تو کوئی گھر ہی نہیں
بس یہی سوچ کر خود کو سمجھاتے ہیں اکثر
تیری یادوں سے ہی دل کو بہلاتے ہیں اکثر
ہم تیری یاد کے بجنے میں قید پہنچی
☆ رکن ارشد: شیرخان بیلہ

غزل

میں تیرا بختگر ہوں مجھے مسکرا کے مل
کب تک تلاش کروں اب آ کے مل
یوں مل کے پھر جدائی کا لمحہ نہ آ سکے
جو درمیاں میں ہیں سبھی کچھ مٹا کے مل
یہ کیا کہ ہم ملیں بھی ملاقات بھی نہ ہو ارشد
بیٹے سے مت لگا مجھے دل سے لگا کے مل
☆ رکن ارشد: شیرخان بیلہ

غزل

کہل دے دل کی بات ہم تیرے راز میں گئے
بہل دوں آج ہر اک بات ہم تیرے راز میں گئے
مت سمجھنا کہ تم کو دھوا کر دیں گے زمانے میں
ضم ہے ہم کو تیری یاد ہم تیرے راز میں گئے



ذہانت

ایک استاد اپنی کلاس کو A, B, C سکھاتا ہے تھے اور ساتھ ساتھ مثالیں دے کر مطلب بھی بتا رہے تھے انہوں نے بلیک بورڈ پر حرف M لکھا اور بولے۔ M کے لئے Mother یعنی ماں بنتا ہے جیسے شیدے کی ماں، کالوں کی ماں وغیرہ۔ اسی دیر میں ہیڈ ماسٹر صاحبہ کے سامنے آئے اور کلاس کی ذہانت کا جائزہ لینے کے لئے M کو مٹا کر W لکھتے ہوئے ایک لڑکے سے پوچھا۔ تاؤ یہ کیا ہے؟ لڑکے نے کچھ دیر سوچا اور پھر بولا۔ کتنی تو شیدے تھی اس کے لیکن ماں کی اپنی ہوتی ہیں۔

☆..... ہانیے۔ ملتان

بلا عنوان

محبوبی میں نکلنے چل رہا تھا، ایک مسافر نے ٹکڑے لینے کے بعد ٹکڑے دینے والے سے کہا کہ ایک آدمی کا ٹکڑا اور دیکھ دے۔ وہ سمجھیں انھیں کس موٹی روٹی کو پانی میں بھجھو کے کھا رہا ہے۔ ٹکڑے دینے والے نے کہا۔ اسی کا کھانہ تو ٹکڑے چل رہا ہے اور وہ جس اس وقت کے حکمران حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

☆..... دارش آصف خان۔ والہ پھر ان

باگل

ڈاکٹر باگل سے ہم باگل کہتے ہیں؟ ہاں! میں نے ایک بڑھیا سے شادی کی اس کی جوان بیٹی سے میرے باپ سے شادی کر لی۔ میرا باپ میرا دادا بن گیا اور میں اپنے باپ کا سر، یوں میری بیٹی میری ماں بن گئی ان کے گھر میں ہوتی تو وہ میری بہن بن گئی لیکن میں تو اس کی دانی کا شوگر تھا یوں میری بہن میری نواسی بن گئی اس طرح میرا بیٹا اپنی والدہ کا بھائی بن گیا اور میں اسے بیٹے کا بھائی بنا اور وہ..... ڈاکٹر اسے چپ کر تو مجھے بھی پاجامہ کر

نصیب

انسان دوسرے کی دولت کو دے کر اپنے حالات پر اس قدر شرمندہ کیوں ہے؟ یہ ہم تقدیر ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اس باپ ہی باعثِ کریم ہیں۔ ہماری بچپان ہمارا گناہ پر ہوتا ہے۔ ہماری عاقبت ہمارے اپنے دن پر ہے۔ اسی طرح ہمارا اور حالات ہمارے ماحول میں ہے۔ ہم یہیں بچپان کھٹے کھٹاں کے ساتھ ایسا کیوں اور ہمارے ساتھ ویسا کیوں۔ مومن علیہ السلام نے اللہ سے پوچھا۔ اے رب العالمین! آپ نے مجھے کو کیوں پیدا فرمایا؟ اللہ نے جواب دیا۔ تجیب بات ہے ابھی، ابھی بچپان پوچھ رہی تھی کہ اے رب! تو نے مومن علیہ السلام کو آخر کیوں پیدا کیا؟ وہی بات ہے کہ انسان اپنے نصیب پر راضی رہے تو اطمینان حاصل کرے گا۔ نصیب میں تمنا بھی جائزہ ناجائز ہے۔

☆..... اساج۔ مانانوالہ

محبت

جب دل میں اٹھیں جائے گلیں اور دل پر چاہے کر کوئی اپنا ہو جو دل کی آواز سن کر جسے دل کی دھڑکن کسی کو دیکھ کر تیز ہونے لگے جب کسی کے لئے دل میں خواب جائے گلیں اس سے اپنائیت کا احساس پیدا ہو دل میں ایسے بار بار دیکھنے کی خواہش پیدا ہو اور دل میں بھی جیسی اپنی درد ہونے لگے جو جسم میں ٹھوڑی سی گھبراہٹ اور غریبی نہیں دیکھی اسے تو بس جو ہوتا ہوتا ہے جو جالی ہے۔ محبت کو صرف محبت کرنے والا دلی ہی محسوس کر سکتا ہے۔ پھر دل محبت کے لائق نہیں ہوتا۔ جس دل میں محبت ہوتی ہے اس دل میں ویرانی اور تاریکی چھائی رہتی ہے۔

☆..... اساج مانانوالہ

کافی کے لئے آج تو اصرار نہ کرنا آؤ ذرا سڑکوں پہ مجلس میرے سامنے سردی تو ہے بے فکر مگر انکار نہ کرنا گر چہ نہیں سکتے تو چلو مصیبت ہی سن لیں پر پوپ ننانے کا خطاوار نہ کرنا تر رات یہ غلیت مجھے دیتے ہیں لوری تر سونے لگوں میں تو بیدار نہ کرنا خود ہی مجھے احساس ہے اپنی غلطی کا تم اپنی شکایت سے خرم نہ کرنا دیکھو مجھے ڈر لگتا ہے غم سے تمہارے تم مجھ سے خفا ہو بھی تو اظہار نہ کرنا جاتے ہوئے منو کار کو آہستہ چلانا پھر تیز خدا کے لئے رفتار نہ کرنا ایس اختیار احمد۔ کراچی

غزل

گھر بچتے ہیں خون بہتا ہے محشر کا سال ہے میں خوش ہوں مرے شہر میں اب امن و امان ہے میں کیسے بتاؤں کہ کہاں میرا لکھن پھیلا ہوا ہر سمت گشتاں میں دھواں ہے محبت جانے کی تار کی بحر ہو گی یقیناً لیکن وہ بحر میرے مقدر میں کہاں ہے تلاؤ کہ اب دید کے قافلے یہ یہ منظر جو سامنے چلتا ہے وہ مرا ہی مکاب ہے اب وہج کرم سے میرے میاد کا بھج ہے اب مجھ کو قفس پر بھی لکھن کا گماں ہے کیوں پوچھتے ہیں آپ خود اعجازہ لگ لیں جو حال ہے میرا مرے چہرے سے عیاں ہے میں ڈھونڈنے نکلا خود اعجازہ اس۔ مکالمہ کو

اب آئے ہو تو پھر وہی بھکار نہ کرنا پھر ذکر سیاست کا جھگڑا نہ کرنا سکریت نہ نکالو انصافوں میں ہے خوشبو برباد میرے پھولوں کی مہکار نہ کرنا ناراض نہ ہونا میری درخواست پہ ہرگز

اپنے ہاتھوں سے کیا خوب سنوارا ہے قدرت نے تجھے دیکھ کر دیکھتے رہ جانے کو جی چاہتا ہے تو فور چھٹکا ہے حسین چہرے سے بس یہیں جہدے میں گر جانے کو جی چاہتا ہے میرے دامن کو کٹی اور نہ چھو پائے گا جھین چھو کر یہ قسم کھانے کو جی چاہتا ہے چاند ہے چہرہ تیرا اور نظر ہے بجلی چاند ایک جلاوے مر جانے کو جی چاہتا ہے ایک کی سستی ہی گیا، جب سامنے سورج ہو تیرے قدموں میں مٹ جانے کو جی چاہتا ہے انتخاب اسے ڈی تول۔ بھرو

غزل

ایک شخص جو راہ میں ملا تھا تصور جنوں بنا ہوا تھا ہر موج ہوا کی گرم زد پہ غنچے کی طرح وہ کھل رہا تھا تارے تھے نہ چاند تھا نہ سورج پھر بھی وہ غلام چاند تھا کھانکا تھا کانوں ہی سے نہ تھی اس کو دشت پھولوں سے بھی کچھ گریز تھا خود اپنی ہی آگ میں وہ غمگین سوئے کی طرح کھڑ گیا تھا قافل بھی نہ تھا نہ قسم کروں کا شاکستہ چہرہ تھا عجب کچھ اعجاز وہ شخص تھا عجب کچھ آنکھوں میں دلوں کو ڈھونڈتا تھا ایس اختیار احمد۔ کراچی

غزل

اب آئے ہو تو پھر وہی بھکار نہ کرنا پھر ذکر سیاست کا جھگڑا نہ کرنا سکریت نہ نکالو انصافوں میں ہے خوشبو برباد میرے پھولوں کی مہکار نہ کرنا ناراض نہ ہونا میری درخواست پہ ہرگز

☆.....در شعیبہ قسم۔ گاؤں ماڑی

کھلی کھیاں

☆.....میں انسان دکھ میں دینا جگہ سے وابستہ امیدیں نہیں رکھتی ہیں۔

☆.....اخلاق سے گری ہوئی بات بولنے سے بہتر ہے کہ خاموش بنی رہو۔

☆.....ایسی بات کرنے سے گریز کرو جس سے کسی کا دل دکھتا ہو۔

☆.....دینا میں سب سے باقی بچ شخص وہ ہے جس نے اپنے والدین کو بڑھا پیے یا اپنا اور ان کی خدمت نہ کر کے اپنا گھر جنت میں نہ بنایا۔

☆.....سب سے بے خوف شخص وہ ہے جو اپنے دل کی بات دوسرے کو بتا کر اسے راز میں رکھنے کی تاکید کرے۔

☆.....جو شخص تمہاری چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراض ہو جائے اسے چھوڑ کر بہتر سے کسی سے بچے سے دینی کرو۔

☆.....کسی پر بھروسہ نہ کرو تو آخر تک تیرے جو بھی نکلے آخر میں یا تو تم کو ایک اچھا دوست ملے گا یا اچھا سہیل۔

☆.....اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا لو اور پھر زندگی کو اس مقصد کے لیے وقف کر دو یعنی تم کا ماب ہو جائے۔

☆.....حکمت و دانائی انسان کو بادشاہ دیتی ہے۔ (حکیم لقلان)

☆.....اللہ جب کسی کو امانت دیتا ہے تو ائین کا فرق ہے کہ وہ اس امانت کی حفاظت کرے۔

☆.....جاملے سے دوستی نہ کرو کہ وہ ایمانہ بھنے لگے کہ تجھ کو اس کی جابا نہ تیار ہے پسند ہیں۔

☆.....دانا کے غصے کو لا پرائی میں نہ ڈال کر کہیں وہ تجھ سے چھائی نہ اختیار کر لے۔

☆.....خاموشی میں بھی غمناک نہیں اٹھانی پتی کلام اگر چاندنی سے تو سکوت سوتا۔

☆.....جو بڑے دینی کاٹو سے نرم خوئی و انائی کی بڑ ہے۔

☆.....غیظ و غضب سے بچنا اس لئے کہ شدت غضب دانا کے

قلب لبرہ نہ بناری ہے۔

☆.....خوشے سے دور ہو تو خوشے سے دور ہے گا اس لئے کہ شر سے ہی شریعہ آتا ہے۔

☆.....جو دنیا میں زیادہ کمائے گا وہ آخرت میں ہونگا رہے گا۔

☆.....اطلاق سے گری ہوئی بات کہنے سے بہتر ہے کہ خاموش رہو کیونکہ اخلاق سے گری ہوئی بات کرنے والا نظروں سے گرجاتا ہے اور نظروں سے گرا ہوا شخص بھی اچھے نہیں سکتا۔

☆.....در شعیبہ قسم۔ ماڑی گاؤں

اللہ پر بھروسہ

☆.....ایک بار ایک عورت اپنے خیر خواہ بچے کو اٹھا کر جنگل سے لڑائی لڑی کہ ایک جانب ترنگل آیا عورت نے بچہ کو رکھا جو بچے کو اٹھا کر ایک طرف لے گیا۔ یہ دیکھ کر عورت چلائی کہ یا اللہ میرا بچہ! اسے میں دیں

☆.....ایک نورانی چہرے والے بزرگ آگے انہوں نے شیر کو بچے لے جاتے ہوئے دیکھا اور عورت کو چلائے ہوئے تو بزرگ نے شیر کو دانا دے کر کہ جاشیر کو بزرگ

☆.....بچہ لے کر کہا کہ بچے کو چھوڑ کر چلا جا شیر نے حکم کی نیل کی اور بچے کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ عورت نے بچے کو اٹھا کر چلا اور بچے کو لایا اور بزرگ سے پوچھا کہ آپ کون

☆.....ہیں اس پر اس بزرگ نے کہا کہ میں فرشتہ ہوں مجھے اللہ کا حکم ہوا کہ کلاں جنگل میں قاتل عورت مصیبت میں ہے

☆.....اس کی مدد کرو۔ اللہ تمہارا ایک کام بہت پسند ہے کہ تم ایک بار پورا ہو کر عورت کو دینی، شام تک یہ مشکل تم

☆.....نے آگئی روٹی کی مزدوری کی اور کھر آگئی جب تم وہ آگئی روٹی کھانے کی تو تمہارا بے دروازے پر ایک فقیر

☆.....دے دینا وہ روٹی خود کھانے کی بجائے اس فقیر کے دے دی اور دل میں سوچا کہ اللہ مجھے اور دے گا تم نے اللہ پر

☆.....بھروسہ کیا اسی دن سے اللہ نے مجھے حکم دیا کہ اس پر بھی کوئی مصیبت آتی تو تم اس کی مدد کے لیے نکلے جایا

☆.....کہ اور اس کی عورت کو روزی کی کٹی نہ ہوئے۔ پائے۔ اسی دن سے میں تمہارے رزق اور تمہاری حفاظت پر امور

ہوں۔

☆.....در شعیبہ قسم۔ ماڑی گاؤں

فتنہ و فساد

☆.....حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا نے مامدا جناب عبدالرحمن بن ابی بکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

☆.....نے فرمایا: جنہوں کی دو ہتھوں کو میں نے نکس دیکھا۔ ایک وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی طرح کڑے تھے ان سے لوگوں کو مارتے ہوئے کہ اور وہ

☆.....عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی (مردوں کو اپنی طرف) اٹل کرنی ہوں گی اور خود ہاتھ ہوں گی۔

☆.....جنت میں داخل نہیں ہو سکتیں نہ ہی جنت کی خوشبو کھنکھی ہیں۔ (صحیح البخاری، مسند امام ابن ماجہ، مسلم)

☆.....حضرت انسہ بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب تاجدار جو شیخ اعظم نو رحمہ وسلم سے کسا

☆.....سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بعد ابراہیم کی تین تین چیزیں جو عمر بنی جنت کی عورتوں (کے لئے) سے زیادہ نقصان دہ وہ۔ (صحیح البخاری: 5096)

کیلے کا چھلکا

☆.....برہنہ کی اسکوئی کی کلاں اول میں ایک لٹکا اپنے برادر دوست سے بولا۔ یاد آج شہر میں ایک لڑکے کا

☆.....کیلے کے چھلکے پر ہاتھ آ کر پڑا اور وہ پڑا۔ سب راستے کے لوگ راجہ تھے کہ میں نے تمہارا برادر دوست نے پوچھا:

☆.....وہ کیوں؟ کرنے والا میرا برادر دوست تھا۔

☆.....برو فیصد ڈاکٹر واجد گندوی۔ کراچی

پیشہ کی ہدایت

☆.....ایک پوسٹ ماسٹر جنرل جس میں سال کے بعد ریٹائر ہوا تو دفعتاً ایک تقریب کے انتظام پر پوسٹ ماسٹر

☆.....جنرل صاحب کے پاس ڈائریکٹر جنرل نے پوچھا: ماں! یہ تو تازہ کہ تمہارے ساتھ اسے سال کر کے آپ نے کیا

☆.....جربہ حاصل کیا؟ پوسٹ ماسٹر جنرل نے جواب دیا: جربہ تو بہت حاصل ہوئے۔ چاہا! اس آپ سے نہ کراؤں

☆.....کہہ کسی میری پیشہ کی رقم بڑا بڑا کم دست روانہ کیجئے

گا۔

☆.....برو فیصد ڈاکٹر واجد گندوی۔ کراچی

اقوال زریں

☆.....ہر چہیز کو گر جانے والا شخص بے وقافتہ ہوتا اور ہر ساتھ رہنے والا شخص ہمارا اپنی نہیں ہوتا۔

☆.....انسان اس سے زیادہ دھوکا کھاتا ہے جس سے زیادہ پیار کرتا ہے۔

☆.....کچھ ناٹے، ایسے ہیں جات ہیں جن کے سامنے خون کے شے بھی گزرو پڑ جاتے ہیں۔

☆.....اکرم چاہو تو اپنے خیالات کو بدل کر اپنی زندگی بہتر بنا سکتے ہو۔

☆.....جو شخص غلطی کی قسمیں کھائے اس پر اعتبار نہ کرو تو بہتر ہے۔

☆.....سوچنا ناگزیر۔ گوجرانوالہ

ہری مرچ

☆.....شریف آدمی وہ ہوتا ہے جو کسی کام کرنے سے انکار نہ کرے کہ جس کام کا کرنے سے برآ آدمی انکار کرے۔

☆.....پچی بات کہنے سے پہلے اگر اسے بار بار بولا جائے تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے۔

☆.....دینا کا سب سے بڑا جھوٹ یہ ہے کہ لیڈر سچ بولتا ہے۔

☆.....ایک مرد غلطی کرے تو کہا جاتا ہے یہ مرد اچ ہے۔

☆.....ہسپتال، جہاں بغیر جھری کے مریضوں کی کھال اتاری جاتی ہے۔

☆.....ہماری جھیر دھن کی قوت میں اہم کر دار ادا کرتا ہے۔

☆.....ابراہیم احمد۔ گلگوٹھی

فضائل آیہ الکرسی

☆.....حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر روز نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کو (حجاب) موت کے علاوہ

بہترین شعرا پر پیادوں کے نام

اگر کہیں ہے نظم ہستی تو زندگی گو سلام اپنا
محمد قاسم احمد حیدری۔ سیگل آباد

میں میری ہر کامیابی کے نام
چھوڑ دے وہ دوستوں کی لاپرواہی کا گھ

آج بھر تم ہی یاد کرو انہیں بیٹھ کی طرح
انیم مارون۔ رحیم پراخان

کھیلان خاص کے کسی دوست کے نام
تہوار دیکھنے سے لوگ بھوکے جان جاتے ہیں

میں کوئی ہوئی اک چیز ہوں میں کس کا چہ تم ہو
عمر دلا۔ کھڑیاں خاص

احمد آباد کے بولی کے نام
وہی خوشبو وہی رنگت وہی ہنسون پہ فنی

بارغ میں پھول کھلے ان کا سرپا بن کر
محاسن انجمن۔ گلشن پور

عالیہ میٹروپولیٹن ہسپتال کے نام
سہانا موسم تھا، ہوا میں نمی تھی تھی

آنکھوں کی بستی ندی ابھی ابھی تھی تھی
ملا تو ہم بھی چاہتے تھے مگر آپ کے پاس

دلت اور ہمارے پاس سانسوں کی کئی تھی
ریحنا رشید۔ میٹروپولیٹن ہسپتال کے نام

مس شمیم، میٹروپولیٹن ہسپتال کے نام
آنکھوں میں جو غریب تھیں ہنسون پہ وہ بول نہ تھے

ہم تھے حیرت عاشق باتوں میں مشکور نہ تھے
ہم نے تم کو ٹوٹ کر چاہا یہ تہوار حق تھا

تم بھی ہم کو ٹوٹ کر چاہتے تھے انہوں نے تھے
ریحنا رشید۔ میٹروپولیٹن ہسپتال کے نام

اقرار میں میٹروپولیٹن ہسپتال کے نام
دل جو ٹوٹ گیا تو فریاد کرو گے تم

ایس، چوکی کے نام
مجھے کہہئے نہ وہ میرے مقدس کی طرح نہم

یہ تیری دلکش نگاہ جو ہل بھر میں ستر جائے گی
ایم فاروق۔ گوٹ دار احکاشن

انجی جان Z کوٹھو کے نام
وہ رات وہ رات وہ رات وہ رات ہو گی

ہم رات رات رہتے ان کی بات ہو گی
اتھ جاتے ہیں یہ سوچ کر ہم خند سے آکر

کہ ایک خبر کی باتوں میں میری ساری کائنات ہو گی
لعل شادون۔ خان۔ کرک

کسی اپنے کے نام
کسی حد تک جانا ہے یہ کون جانتا ہے

کسی منزل کو جانا ہے یہ کون جانتا ہے
محبت کے دو ہل ہیں جی بھر کے کر لو دیار

کسی روز جھگر جانا ہے یہ کون جانتا ہے
لعل شادون۔ خان۔ کرک

ایم ایم، مایا کے نام
لب مٹتا اس کے ہنسون سے رقی باتیں

تجھے باتوں کی سار جھگر کے جھرنے کھلے
محمد حیدر۔ مینڈال۔ کراچی

انجی انڈیا، مایا کے نام
حال دل کسی کو نہ ملتا ساقی

دیبا میں سب ہم راز بدل جاتے ہیں
کسی کے جھرنے سے کوئی سر تو نہیں جاتا

مگر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں
عمر دلا۔ ان۔ چترانوالہ

زندگی کو بھرت کرنے والوں کے نام
نہ ہزم اپنا نہ سانی اپنا نہ شیشہ اپنا نہ جام اپنا

مہاراجا رام داسی۔ جگمرد
نہ آیا وہ میرے رسنے کی خبر نہ لہی ہر حال پہنچے تھی

کہ شاید یہ بھی تھے کا ایک نیا بیان ہے
جگمرد۔ خان۔ کنگ۔ صاحب

ایک ایسی شخص تھا جو ہل بھر میں چھڑ گیا
عمر بھر کی رفاقت کا ایسا صلہ دیا

تجھے دوستی میں دھکا تو ہم بھی دے سکتے ہیں اسے دوست
مگر ہر ذات کے دل کیانی ہیں ہمارے حسن سے وہاں نہیں

یوں وفا کے سلسلے مسلسل نہ رکھ سکتے تھے اسے دوست
لوگ اک خطا کے بدلے ساری وفا نہیں بھول جاتے ہیں

عدنان عاشق پریم۔ گوٹھو کے نام
کتنے مجھ ہیں شہر کے بھول نہیں

نہ اے پانے کی لذت دیکھتے ہیں نہ اے کھانے کا حوصلہ
فاضل احمد چانڈیہ۔ مظفر گڑھ

یہ دنیا تجھے اس سوز پہ لے آئے گی زلزلہ
ہوتا تو بڑی بات ہے تم رو بھی نہ سکو گے

کاش میں کوئی پھول ہوتا تو تیرے باتوں میں ہوتا
یہ میری خوشبو سونے میں تیرے ہنسون کو چھو

کالو پڑا۔ کراچی
دیکھا لو چمن کا آگ آگ آگ

مگر گئی میری نظر کسی کے نقاب سے
سید عارف۔ شاد۔ جہلم

مت کہتا کہ سو کر تجھے بھول جاتے ہیں
ہم تو سوتے ہیں سرف نہیں دیکھنے کے لئے

ان کے لئے جب بھٹنا چھوڑ دیا
یاد میں ان کی جب تروتا چھوڑ دیا

وہ روئے بہت آ کر تب زمانے پاس
جب ہمارے دل نے دھڑکا چھوڑ دیا

شہناز مجید۔ میر پور ماہیلہ
ٹوٹ کئے تھیں گے داستان میرے دل کی

www.pdfbooksfree.pk

اقبال ترقی اور اوقاف دوزخ کی وضاحت شہر ہمدانی کی تحریر پر مبنی ہے۔ اس کی اسٹوڈی جیسا کہ دات کی تحریف میں ترجمین کروں گا۔ اس کی تحریف و تحقید میں قارئین پر چھوڑ رہا ہوں۔ ذرا دلچسپی اور خیال پر خفا اعلان کی اور مبالغہ جلی کا شوق خفا کا سہرا محض کی تحریر پر زور دیتے ہیں۔ غزلوں میں بیست آف وی سینسٹ فریغ کی غزل پسند آئیں۔ خاص طور پر جانا اور کچھ کی غزلوں کا ازالہ کرکھن بہتر غزل ہیں۔ ویلڈن فریغ کی بھی اس بار غلطی بہت کم اور دوسرے ترجمین خان کا لکڑ پند آئے۔ (ملاحظہ)

[illegible][illegible][illegible]

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

جس کے لئے شعر لکھا گیا ہے اس کا نام و مقام

نام

شہر

شعر

شعر بھیجنے والے کا نام

شہر



یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے



یہ کہان کاٹ کر ہمیں ارسال کریں ہم آپ کا شعر "خونناک" ڈائجسٹ "میں شائع کریں گے۔
اس کہان میں اپنا پسندیدہ شعر لکھ کر ہمیں ارسال کریں۔ شعر معیاری ہو غیر معیاری شعر شائع نہیں کیا جائے گا۔

نام

شہر

فون نمبر

میرا بہترین شعر

مکمل پتہ